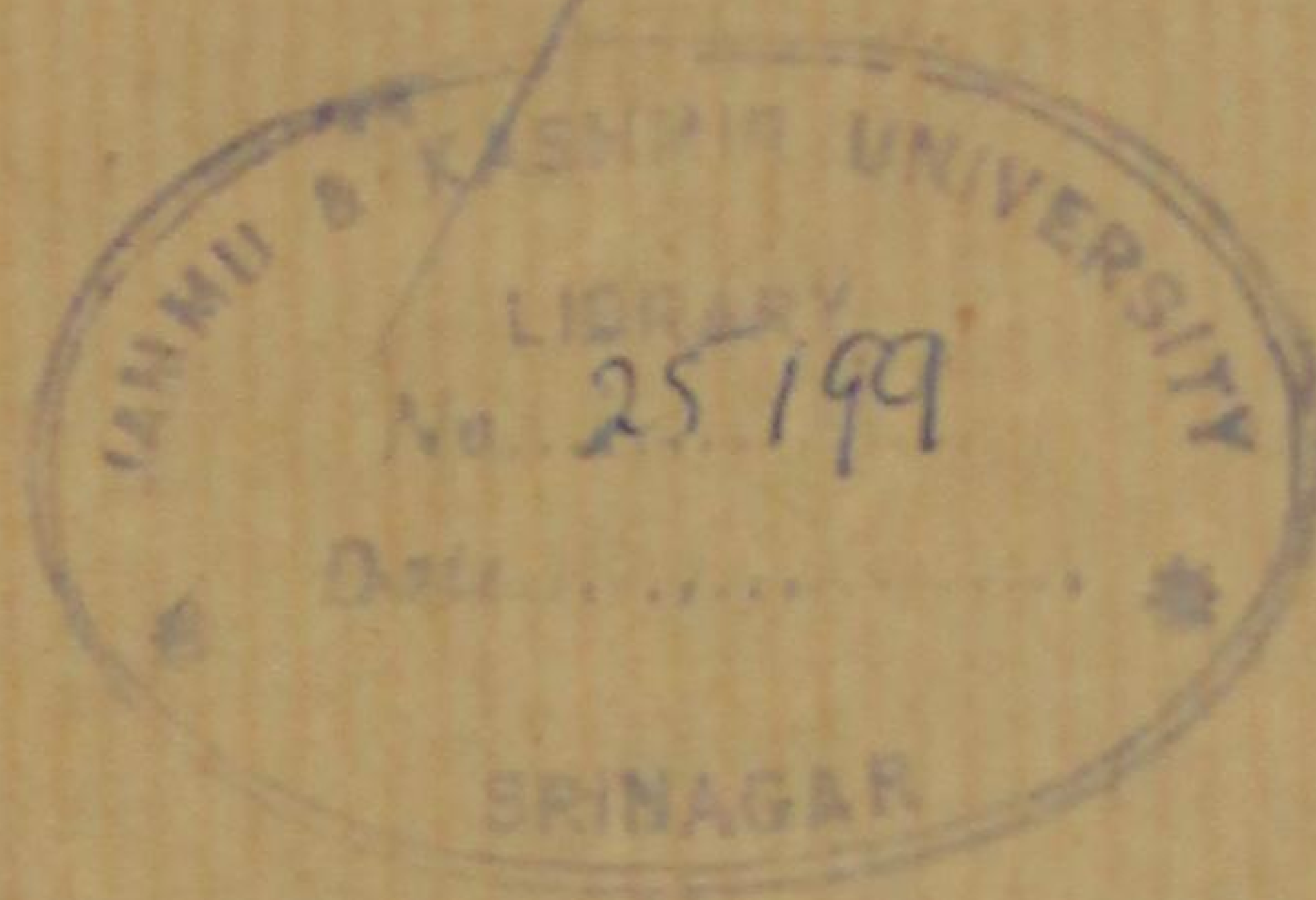

JAMMU & KASHMIR UNIVERSITY
LIBRARY
No. 25199
Date
SRINAGAR



مشہور و مقبولِ عام ڈرامہ

ویر ابھیمنیو

المعروف

بجلی کی تڑپ

از

لالہ کشن چند زیبا ڈرامٹسٹ

مصنف ستیہ وان ساوتری، شرون کمار، سیواجی، وغیرہ

آزاد بک ڈپو ہال بازار امرتسر

قیمت دو روپیہ چار آنہ

مشہور و معروف تھیٹریکل ڈرامے (ناٹک)

ڈرامہ پورن بھگت اردو	۱|۰|۰
ڈرامہ شیر راجستھان عرف مہارانا پرتاپ	۱|۴|۰
ڈرامہ ہریش چندر	۱|۲|۰
ڈرامہ حقیقت رائے اردو	۱|۲|۰
ڈرامہ اپرادھی اردو، جدید طرز پر لکھا ہوا سوشل ڈرامہ	۱|۲|۰
ڈرامہ بلوامنگل سورداس از آغا حشر کشمیری	۱|۰|۰
ڈرامہ میراں بائی کرشن بھگتی	۱|۰|۰
ڈرامہ ستی وریشیا۔ دل	۱|۴|۰
ڈرامہ ستیہ وان ساوتری زیبا	۱|۸|۰
ڈرامہ آزادی سوشل	۱/-
ڈرامہ مرلی منوہر زیبا	۱|۸|۰
ڈرامہ دان ویر کرن زیبا	۱|۸|۰
ڈرامہ شکنتلا زیبا	۱|۴|۰
ڈرامہ ویر ابھیمنیو اردو	۱|۴|۰
ڈرامہ شرون کمار زیبا	۱|۴|۰
ڈرامہ دھرم یدھ زیبا	۱|۴|۰
رام ناٹک مانق	۴|۰|۰
حقیقت رائے جوت سنگھ	۲|۰|۰
رام ناٹک۔ جگن ناتھ شرما	[illegible]|۰|۰

نوٹ:۔ ہر کتاب پر محصول ڈاک علاوہ ہوگا۔ جو کہ بذمہ خریدار ہوگا۔

ان کے علاوہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی کتابیں اردو، ہندی، پنجابی

بازار سے رعایتی نرخ ہیں

پتہ:۔ آزاد بک ڈپو ہال بازار امرتسر

تمہید

ہوائے دہر تھی یا صرصر فنا بھارت!
چراغ کس نے بجھائے ترے جلائے ہوئے

بھارت کی اُس شان کا ورنن (ذکر) کرتے قلم کا جگر پھٹتا ہے۔ آہ وہ بھارت ورش جس کے گنجان بنوں میں شانتی برسانے والی وید کی دھونی جسکی مند مند پھولوں کی خوشبو کو ہر طرف اٹھائے لئے پھرتی تھی۔ جسکے پرشاد سے کوئی دامن خالی نہ تھا۔ شیشے کے سمان سوچھ سروور (تالاب)، اور دریا وبروروں کے انت کرن سے زیادہ نرمل نہ تھے۔ جسکے چشموں اور تیرتھوں پر جہاں ہر سمت بشاشت اور نروگتا (تندرستی) کے خوبصورت کنول ٹھمک ٹھمک کر چلنے والی سوگندھی پون کے رگ و ریشے میں اپنی سگندھی کا سوکشم اور نرملا عطر ملاتے تھے وہاں تیرتھ روپی رشیوں کے تیج برسانے والے امرت سے شلوک شرون کرنیوالے دشنے والوں، پریمی جنوں کے ہردے انتر میں اتر کر مردہ روحوں کو جگاتے تھے۔ ہائے آج اُسی بھارت کی بھومی پر کتنے آدمی ہیں جو اُس وید ودیا سے پیار کرتے ہیں جنکو اپنے بل کوشل پہ ناز ہے۔ جو اپنی آن کو جان سے ادھک (زیادہ) عزیز سمجھتے ہیں۔ کہاں ہے وہ شریف ترین چھتریا جس پر منش کی پرتشٹا اور ویبھو کا آدھار ہے۔ ایک وہ تھے جنکو اپنی لاثانی ودیا کا ابھیمان تھا جنکو اپنے باہوبل پر فخر تھا۔ جو اپنی آن پر مرمٹتے تھے۔ ایک ہم ہیں کہ دشٹ واسنا (لذات نفسانی) پر کمر

باندھے پھرتے ہیں۔ نفس کے غلام ہیں۔ سوارتھ کے متوالے ہیں۔ لاکھ ڈگریاں حاصل کرلیں۔ لاکھ کتابوں کو عبور کر جائیں۔ آمینہ دیش واسی (غیر ملک کے رہنے والے) صاحب دلوں کی دِرشٹی (نظر) میں شودر ہی رہینگے۔ ہاہری آن بان اور شان و شوکت کے بدلے وہ سچی اور پوتر شکتی (بل اور ودیا) جو ہمارے پوروجوں (بزرگوں) کا حقیقی ورثہ تھا۔ انمول اثاثہ تھا۔ ہاتھ سے دیدیا۔ پرم ہنس نے بھی خوب کہا ہے۔ کہ بجھی ہوئی تلعی (روپیہ) کا چھوٹا سا گولہ دیکھ کر ہم نے کمھی کا قیمتی پیڑا دے ڈالا۔ نتیجہ کیا ہوا۔ چونا کھا کر جگر پھٹ رہا ہے،

یہ سوبھاوک ہے۔ کہ منش اُونتی (ترقی) کرے یا تنزل کیطرف گرے۔ پرنتو ہم ہیں کہ جوں کے توں ایک ہی نقطے پر جڑ بن رہے ہیں۔ ایک ہی استھان پر ساکن ہیں۔ کولہو کے بیل کیطرح اُسی چکر میں گھوم رہے ہیں۔ بیل جہاں رُکا اور تڑسے ڈنڈا رسید ہوا۔ کیا جڑ ہو کر پڑے ہی رہنا ہوگا؛ نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ سرشٹی کا نیم ہے کہ جب کوئی جاتی ایک ہی اوستھا میں گلنا چاہے۔ ایک ہی نقطے پر رُک جائے تو جھٹ قدرت (نیچر) کا ڈنڈا کھاتی ہے۔ نانا پرکار کی مصیبتوں سے گھبرا کر اُوپر اُٹھنے یا نیچے گرنے کیلئے مجبور کی جاتی ہے۔ کتنا انرتھ ہے۔ کہ گیتا جیسے انمول رتنوں کا بھنڈار رکھتے ہوئے بھی ہم کنگال ہیں۔ آدرش کیلئے دلاور ابھمنیو جیسے کرم ویروں کا اتہاس رکھتے ہوئے بھی ہم ابھی تک اپنی آن پر مرمٹنا نہیں جانتے۔

ہندو جاتی کو جن دھرم ویروں اور کرم ویروں پر ناز ہے۔ مہابھارت کا گرنتھ اُن کے شُبھ (مبارک) چرتروں سے بھرپور ہے پرنتو بہادروں کے اس زبردست سموہ (گروہ) کے اندر ہمیں ایک ایسے نوعمر چھتری ویر کا اتہاس (تواریخ جیون چرتر) بھی نظر نہیں آتا ہے۔ جو ستاروں کی جمگھٹ میں چاند کی شان کا پہلو لیئے ہوئے نور برسا رہا ہے۔ یہ سولہ سالہ نوجوان اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایک بڑی بھاری پرتگیا کر بیٹھتا ہے۔ جو کھوں کا کام ہے۔ پرنتو پرن (عہد) کو ہارتے ہوئے وہ اپنے جیون کو شرم اور ذلت کی سامگری تصور کرتا ہے۔ شیروں کے غار

دیگر شہرت اور نیک نامی کے وہ نقطے بلند کرتا ہے۔ جبھی ترقی ...
اتہاس کے ہر ایک اکھشر کے اندر گپت (پوشیدہ) روپ میں موجود ہے۔ اور جب کا پیرش
آج بھی کائر دلوں کے اندر جانبازی کی تڑپ پیدا کرنے میں وہی کام دے رہا ہے جو
آگ پارے کے لئے ؛

آرکی میڈس (ایک مشہور علم ہندسہ کا ساتک) کہا کرتا تھا۔ کہ یدی مجھے کھڑا
ہونے کیلئے ذرا سا نقطہ مل جائے تو ساری دنیا کو ہلا دوں۔ دلاور ابھیمنیو بڑی
نمرتا (عاجزی) کے ساتھ یدھ بھشٹر سے وہی نقطہ پراپت کرنے کے لئے اوسر
(موقع) پانے کی خواہش پرگٹ کرتا ہے۔ وہ نقطہ کیا ہے؟ دشمن کے کیمپ میں
پرویش کرنا۔ اسی ایک چھوٹے سے نقطے پر کھڑا ہو کر وہ درون آچاریہ کے رچائے
ہوئے چکر بیوہ کو توڑنا چاہتا ہے۔ وہ چکر جس کے ہر ایک چکر پر ایسے ایسے
نو عمر پنچھیوں کی ہڈیاں چبا جانے والے کئی عقاب مردار تلاش کرنے
کی ہوس میں منڈلا رہے ہیں۔ کہاں ہیں وہ آلسیہ (کاہلی) کے شیدائی
آئیں اور آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ کرتویہ کو پالن کرنا کس کا نام ہے۔
جو کائری کے دلدادہ اپنی بیوی بچوں اور دھن کی رکھشا کرنے میں بھی
اسمرتھ (ناقابل) ہیں۔ اور اپنی ہی جان کو دنیا کی سب سے زیادہ قیمتی
چیز سمجھ کر پہلو کی محفوظ تہ بیں کوٹھڑی میں چھپائے پھرتے ہیں۔ وہ اپنی آنکھوں
میں غیرت کا سرمہ ڈال کر دیکھیں۔ کہ ابھیمنیو کا جیون کتنا اونچا اور آدرشنیہ
(قابلِ تقلید) ہے۔ تم انہیں ویروں کی اولاد ہو جو دلاوری کا ڈنکا بجاتے
ہوئے آن اور مان پر مرمٹنے کے لئے کمر باندھے نظر آتے تھے۔ یونان کو
ایک ہی رستم اور سہراب پر ناز ہے۔ پرنتو یہاں ہزاروں رستم اور لاکھوں
سہراب کرم بھومی کے اندر اپنا اپنا کرتویہ پالن کرنے کے لئے بیقرار ہو رہے
ہیں۔ کیا ان کے جیون اس یوگ نہیں کہ تم ان سے شکھشا لابھ کرو۔ دیکھو

دیکھو۔ کیرتی (شہرت) کے آکاش پر نظر دوڑاؤ۔ اور دیکھو وہ روشن تارے جگمگاتی ہوئی آنکھوں سے تمہیں کیا اشارہ کر رہے ہیں یہی کہ ہماری طرح امر ہونا ہے۔ تو اس شان کی چمک حاصل کرو۔ اور جب تک اس سوبھاوک چمک کو پراپت نہیں کر دگے۔ ہماری شہرت کی اپار اوسا کرشت چادر سے پیوست نہیں ہو جاؤ گے۔ تو ہم اسی طرح تمہاری کائری اور مورکھتا پر ہنستے رہینگے۔

یہاں پر ہمیں چانکیہ نیتی کے وہ دو شلوک درج کرنے کی اوشکتا محسوس ہوتی ہے۔ جس میں کہا ہے کہ:۔

"ایک بھی اچھے درکش سے جس میں سندر پھول
اور گندھ ہے تمام بن شوبھا پاتا ہے جیسے ایک سپتر سے کل"

اور

"آگ سے جلتے ہوئے ایک ہی سوکھے درکش سے
وہی تمام بن جل جاتا ہے جیسے کپوت سے کل"

یہ دونوں شلوک ویسے ہی ستیہ ہیں۔ جیسے دھرتراشٹ کے کپوت دریودھن سے سارے کل کا ناش ہوا۔ اور ارجن کے سپوت ابھمنیو سے سارے کل کا نام روشن ہوا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ دھرتراشٹ کے سو پتروں سے ارجن کا ایک پتر ہی ہزار درجہ اچھا نہ تھا۔ آؤ ہندو جاتی کے نونہالو ابھی دلاور سپوت ابھمنیو کے سمان بل بدیا میں سمپن ہو کر اپنے دنش کو دیپاؤ۔ ابھمنیو نے تمہارے آدرش کو اپنا جیون چھوڑا۔ تم اپنا جیون دھرم کے لئے آدرش چھوڑ جاؤ۔

ناٹک

دِلاور اکھمیو

آرتھات

بجلی کی تڑپ

منگلا چرن (انٹروڈکشن)

(نٹ اور نٹی کا پرماتما کی استتی کرتے ہوئے دکھائی دینا)

گانا

جے جے پرتھوی پتی۔
اکھل بھون پتی جے جے جے۔
جے مہیش جے جے وشمبھر
جے برہما وِشنو شِو شنکر۔ جے جے۔
ہم اناتھ۔ تم دینا ناتھ۔ ہے لاج ناتھ۔ اب تمرے ہاتھ۔
جے جے سکھ کے ساگر۔ جے جے۔

کام کرودھ موہ لوبھ مہا دکھ۔
تم ہو مارن ہار۔
بھو سندھ ہواتی کٹھن بے ترنی۔
تم ہو تارن ہار۔ جے جے۔
نہ آشرے کے تم آشرے ہو۔
نہ آدھار آدھار۔
ہندی ہندو اور ہند کا۔
کرو پربھو ادّھار۔ جے جے۔

نٹی۔ آریہ پُتر۔ اِس پرارتھنا کو سماپت کرو۔ اب اُس نرگن پرماتما کی پردان کی ہوئی گُنوں کی کھان بُدھی سے بھی لابھ (فائدہ) پراپت کرو۔ جلدی کرتویہ کو سنبھالو۔ ذرا اِس سامنے کے سموُہ (ہجوم) پر نگاہ ڈالو۔

نٹ۔ کیا خاک نگاہ ڈالوں۔ سامنے مکھ ملین۔ تن چھین۔ بدھی ہین۔ بزدلی کے کمزور ڈھانچے نظر آ رہے ہیں۔ چھتری ونش (خاندان) روپی پھول سب کے سب مرجھائے ہوئے کملا رہے ہیں۔ وُہ سورگیہ (جنت نشان) بھارت جسکے بن گنجوں میں ویر نروں کی گرج سن کر شیر نر گپھاؤں میں جان چھپاتے تھے۔ جس کے چھتری یودھاؤں کے نین کنول درشکوں (دیکھنے والوں) کا دامن مقصود بھرنے کے لئے دیوتا رُوپی تیج کے پُشپ برساتے تھے۔ آج اُسی ابھاگے بھارت میں اُسی چھتری ونش کی اولاد بزدلی کا شکار ہو رہی ہے۔ کمزوری اور لاغری مُردہ روحوں پر سوار ہو رہی ہے۔ ؎

نہ طاقت کو کیا حاصل نہ حاصل کی لیاقت ہی
نہ دولت کو سمیٹا اور نہ ہاتھ آئی صداقت ہی
زمانے کے ہوئے خود ہی نہ اپنایا زمانے کو
ہوئے پیدا زمانے میں منش جیون بتانے کو

ٹ۔ جل گھڑی کے پانی کے سمان ایک ایک سوانس بندو (قطرہ) تو چھڈکر ایک دن اپنی گود خالی دکھا دے گی۔ ؎

جب ان کا حال یہ ہے اُن کی پھر اولاد کیا ہوگی
دوا تو کیا بنے گی خود وہ مرض لا دوا ہوگی
ہو قاتل باپ تو سنتان بھی جلاد ہوتی ہے
ہمیشہ باپ کے اُوپر ہی تو اولاد ہوتی ہے

تی۔ یہ تو میں بھی مانتی ہوں۔ بھارت کی اس دُردشا کو خوب جانتی ہوں کیسا کرم۔ کہاں کا دھرم۔ بھارت واسی اپنے بزرگوں کی شان کو ہی بھول گئے چو ہے کے سمان اناڑیہ (غیر ہندو) شکھشا کی معمولی سی گٹھلی پاکر ہی پھول گئے چہرے پر تو صابن اور پوڈر سے چمکائی ہوئی لالی ہے پرنتو دل جوش اور جوانمردی سے بالکل خالی ہے۔ ؎

کالون پہ ہاتھ دھرتے ہیں ودیا کے نام سے
اور دُور سے ہی ڈرتے ہیں یودھ کے نام سے
ہوتی ہے لرزہ فسادی رَن کا نام لیں
خوں بہا جو دیکھیں کلیجے کو تھام لیں

نٹ۔ ٹھیک ہی اوچتا ہے۔ بھارت باسیوں کی ٹھیک ہی دُشا ہے ؎

کسی کے ہیں پیر ہاتھ ہلانا نہیں آتا
میدان میں صُورت ہی دکھانا نہیں آتا
کرتویہ کوئی کرکے دکھانا محال ہے
بھوجن اور نیند میں بے شک کمال ہے

نٹی۔ اِسی کاہلی اور سستی کا راج ہوا۔ تو پھر سمجھو بھارت آج نہیں تو کل محتاج ہوا۔ بزرگوں کا اثاثہ کل ہے۔ تو اولادوں کے ہاتھ میں بدیا ہے تو اودوں

کے ہاتھ میں بیوپار ہے تو اوروں کے ہاتھ ہیں ۔ ؎

کرنے کو کچھ نہیں سمجھانے کا شور ہے
ہوتا ہی اور کیا نہ ہی زر ہے نہ زور ہے
اک دھرم ہے تو وہ بھی زمانہ سا رہ گیا
چوکے کی چھوت کا وہ بہانہ سا رہ گیا

نٹی ۔ کیا ان کے پیچھے ہم بھی اپنا دھرم چھوڑ دیں ۔ ہم بھی اسی جاتی سے ہیں ہم بھی جاتی کی لاج شرم چھوڑ دیں ! آریہ پتر ۔ کرتب کا جھنڈا اٹھاؤ ۔ پرچار کے لئے ناٹک کلا کو گھماؤ ۔ بھارت باسی کام کرنا سیکھیں ۔ ان کے لئے مرنا سیکھیں ۔ گراوٹ سے ابھرنا سیکھیں ۔ کال کے پربل پرواہ سے ترنا سیکھیں

نٹ ۔ کیا سیکھیں ؟ ؎

دیپک میں تیل ہی نہیں جلنا کہاں سے ہو
گرداب میں پھنسے ہیں نکلنا کہاں سے ہو
ٹانگوں میں بل نہیں ہے تو چلنا کہاں سے ہو
جب ہوش ہی نہیں تو سنبھلنا کہاں سے ہو
سیکھیں کہاں سے سیکھ کو بدھی نہیں رہی
گھٹ گھٹ کے عقل سوارتھ میں آدھی نہیں رہی

نٹی ۔ دھرتی کو گرہن کرنے کی ادھیکتا نہ ہو بادل کا دھرم تو برسنا ہے ۔

نٹ ۔ تو جڑ پتھروں میں کیا جل رسنا ہے ۔

نٹی ۔ نہیں نہیں ۔ آریہ پتر ۔ پرچار کا دیپک جلا کر اس کرم بھومی میں اجالا کرو ۔ ناٹک دوارا رسک جنوں کو دیش سیوا کا متوالا کرو ۔ ؎

ایسی کاتر ہو گئی بھارت کی سنتان
ویر بنانے کے لئے کرو ویر گن گان
کرو ویر گن گان ویر امرت برساؤ   کسی بھانتی ویر کے جیون کو درشاؤ

آگ تی رہ گئی ٹھنڈی سو تی ہوئی کلاؤں کو جگا لی رہے ؟ سہ

کہاں اب ویر وہ جن سے زمانہ تھر تھر آتا تھا
گرج سے جن کی شیروں کا کلیجہ منہ کو آتا تھا
کہاں اب دیوتا اُن کی کہانی رہ گئی باقی
گیا ساتھ ان کے سارا لابھ - ہانی رہ گئی باقی

نٹی ۔ ستیہ ہے ۔ پرنکش ہے ۔ تو بھی دھرم کہتا ہے ۔ کہ مری ہوئی دیوتا کو جلانا چاہئے ۔ پرنتو رتھ کے جھونکے سے کا تر تی کی راکھ میں دبی ہوئی جا گرتی کی چنگاری کو چمکانا چاہئے ۔ سہ

دکھا دو سب ہی دیکھیں ویر ور بھارت میں ایسے تھے
تھے ایسے ویر اور اُن کے کمر بھارتیں ایسے تھے
جنہوں نے سر جھکایا عہد اور پیمان کے آگے
جنہوں نے جان کو سمجھا نہ کچھ بھی آن کے آگے

نٹ ۔ سمجھ میں نہیں آتا کس کا جیون دکھاؤں ۔ کون سے شبھ اتہاس کے سنہری ورق کھول کر سناؤں ۔ کون سے ویر رس کی گنگا بہاؤں کس پھلواڑی سے پھول چن ناٹک مالا بناؤں ۔۔ سہ

ایک ایک سے ادھک تر ہوا مہا نوان
بھومی بھارت کی کبھی تھی ویروں کی کھان
تھی ویروں کی کھان لال ایسے اگجائے
کیئے پران بلیدان اور بلوان کہائے

نٹی ۔ گر ہے ہے تے کا تر سماج کو کسی یودّھ ویر کا ناٹک دکھلانا چاہیئے ۔ بزدلی کے طلسمات کو توڑنے کیلئے مہا پراکرمی ابھمنیو کے جیون کا مول منتر سکھلانا چاہیئے ۔

نٹ - کون ابھمنیو ؟

نٹی - پاپ اور دھرم کا بزنسے کرنیوالے مہابھارت میں جب کرشن دوارا پرتھوی کا بھار اُتارا جارہا تھا۔ پاپی کل کا سر وسو کرتو یہ کی چوسر پر دھرم کے ہاتھ میں ہارا جارہا تھا۔ ٹھیک اسی بھیانک اور غونی کال میں درون آچاریہ کے رچائے ہوئے چکر بیوہ کے پرزوں کو بکھیرنے والا۔ گورو میں اور یودھاؤں کی تلوار کا منہ پھیرنے والا۔ دلاور ابھمنیو۔

اپنی نہ ذرا عمر کو اوقات کو دیکھا
کہہ دی جو صرف بات اسی بات کو دیکھا
کتنوں پہ ہی بھاری ہوا وہ ایک اکیلا
جو آن کو رکھنے کے لئے جان پہ کھیلا

نٹ - یوں کہو کہ ارجن کمار۔

نٹی - ہاں وہی سوبھدرا کا پران ادھار۔ جس نے ویر ونش کو اپنے پوتر خون سے دھویا۔ جو ویر وَرت (دلاور کے مانند) رن چھیتر میں سویا۔ اور جس نے اپنے آپ کو مٹا کر آنیوالی سنتان کے لئے ویرتا کا بیج بویا

نٹ - اس کی کیرتی تو آکاش پر چاند اور سورج بن کر چمک رہی ہے۔ شہرت کی سوندھی سگندھ ابھی تک دلوں کی ماتماؤں میں مہک رہی ہے۔

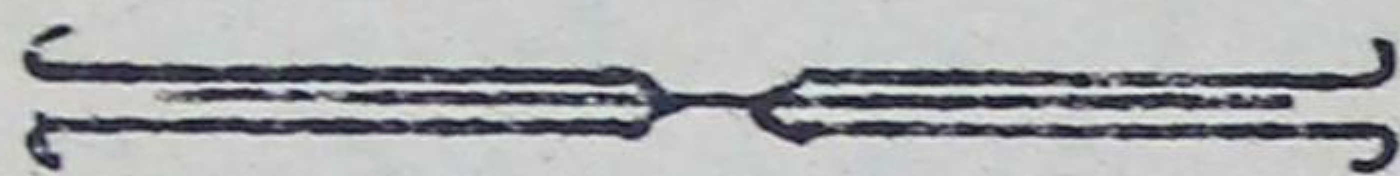
یوں تو ہیں اتہاس میں ویر اور دھیر انیک
ایسے سچے ویر ہیں پر لاکھوں میں ایک

نٹی - تو آریہ بھوشن۔ ایسے نشکلنک ویر کا ناٹک دکھلانے میں کیا دیر ہے۔ پاتر تیار ہیں۔ پھر کیا ہیر پھیر ہے ؟

گانا

گُن گائیں ایسے بل اشٹ کرم ویروں کے

جودھنی ویر تھے تلواروں تیروں کے گُن گایئں۔
نہیں جنہیں جان تھی پیاری
بس ایک آن تھی پیاری
نہیں بھوکے تھے ملکاؤں اور ہیروں کے۔ گُن گایئں۔
کب پھر پیدا ہونگے ویر دیش میں ایسے
رن میں کود پڑیں نرموہ اور نربھے سے
کب اپجیں پھر وہ یودھا۔
ہو بھارت کا سر اونچا۔
بھگوان کرا دو درشن پھر اگلے رن دھیروں کے۔ گُن گایئں۔



ایکٹ پہلا سین پہلا

نظارہ پانڈو کیمپ

ارجن رتھ پر سوار ہے۔ واسو دیو شری کرشن بھگوان رتھ ہانک رہے ہیں
دونوں کا پرویش

گانا (کرشن کا)

ہے ارجن تم سکھا ہمارے۔ ہے ارجن تم۔
یہی سو بھاؤ جنم سے جانو۔ ہم بھکتوں کے پیارے
پریمی کے ہم داس سدا سے۔ نہیں ہم یہ پرن ہارے
ہے ارجن تم۔

بھیڑ سمے نہیں ساتھ تجیں گے۔ باندھو رکھو چاہے دوارے
بھترن ہیت پھرت ہیں چیتن۔ چکر سدرشن دھارے
ہے ارجن تم۔
کترے اک سوارتھ کے کارن۔ تیاگوں سوارتھ سارے
یہ تو کارج نہیں بڑو کچھ۔ سیویں چرن تمہارے
ہے ارجن تم۔
بھرتے پریم ڈور کے باندھے پھرتے ہیں متوارے
رکھا ہانکت ہیں آج تمہارو۔ ایک پریم کے مارے
ہے ارجن تم۔

ارجن۔ مدھوسودن۔ ہم بھی آپ کا یہ مہا اُپکار مانتے ہیں۔ آپ کو اپنے جیون جیون کے لکشن۔ اور لکش کے وستار آدھار مانتے ہیں۔ آپ کی دیا منڈی (رتن) کا تیج ہی ہماری کیرتی کے سیس مکٹ (تاج) میں چمکتا ہے۔ آپ کے امرت برسانے والی شمع کا ہی پر تو ہمارے جیون کی ہر ایک گھڑی کو روشن کرتا ہے۔ شبھ آشاؤں (پاک امیدوں) سے بھرپور ہمارا اکلنک من (بے داغ دل) آپ کی پریم گود کا کھلونا ہے۔ تمہاری کرپا کٹاکش سے سنسار میں ہمارا کلیان ہوتا ہے۔ پرنتو رک کر)

کچھ کپکپی سی لگ گئی میرے شریر میں
پیدا کھٹک سی ہو گئی میری ضمیر میں
بائیں بھجا پھڑکتی ہے کیا ہونہار ہو
جی ہو رہا اُچاٹ پھر اس دارو گیر میں

کرشن۔ کیا دل پھر اسی دلدل میں دھنس گیا؟ دماغ پھر بھرم چکر (وہم کے پھندے) میں پھنس گیا؟

مل رہ گئی ہے کیا ابھی گنگا کے نہر میں
افسوس ہے جو کائری پیدا ہو بیر میں
پانی کا پانی دودھ کا ہو دودھ بھن بھن
کرنا ہی ہے یہ کام تو اس دار وگیر میں

ارجن۔ جنار دھن۔ میں خود حیران ہوں۔ کیا کروں کیا نہ کروں۔

کرشن۔ کرم اور نشکام کرم ہے

تم کرم کرو کرم ہے جیون کے ساتھ میں
اور کرم پھل کو چھوڑ دو ایشور کے ہاتھ میں
جو ہونہار ہے اسے ہونا ضرور ہے
دل کرم میں بھروسہ رکھو دشنو ناتھ میں

ارجن۔ دل کرم کرنے کو آگے بڑھانا چاہتا ہے۔ تو کرم کرنیوالا ہاتھ پیچھے کی طرف ہٹتا ہے۔ جس ہاتھ نے دروپدی سوئمبر میں پانچ چکر میں پھرتی ہوئی مچھلی کو نشانہ بنایا۔ جس کے ہاتھ نے راجہ دیراٹ کی سیوا پدوی کو پایا۔ اسی اپنا لی ہاتھ اسی گردہ ہاتھ سے بھارت کے چمکدار رتن دادا بھیشم کو خاک اور خون میں ملایا۔ اور اب ہے

اب ہاتھ وہ اٹھے گا گورودیو کے خلاف
ہوگا نہ مجھ سے کام یہ کہتا ہوں صاف صاف
برہمن سے اور وہ بھی گورودیو سے لڑوں
کیوں جان بوجھ کر میں نرک کنڈ میں پڑوں

کرشن۔ کیا پھر اسی پانچ پانیوں (خون۔ خوئے۔ منی۔ بول لعاب) کے کیچڑ میں گرنے کا دھوکا کھا گئے۔ پھر آتما روپی پورنماشی کے چاند پہ اگیان کے بادل چھا گئے ؟ ہے

بنہ ہو بلبلہ اور پھر رہے فانی ہوا میں ہو

یہ لشکر ڈال بیٹھے کس لئے بجز فنا میں ہو
ہر اک کی موت کا کارن ابھی ہوتے رہو گے تم
بھرم میں پڑ کے آخر کب تلک بھٹکتے رہو گے تم

ارجن۔ جنار دھن۔ کیا کروں۔ صاف دیکھ رہا ہوں۔ کہ دادا کے بعد اب گورو درون آچاریہ کو میرے تیر کا نشانہ ہونا ہوگا۔ نہ جانے اور کس کس کو نشانہ ہوگا۔ کس کس تھیا کو کمانا ہوگا۔ کون کون سا پاپ سر پر اٹھانا ہوگا؟

ع

یہی جاری ہے خونریزی ٹھکانہ پھر کہاں اپنا
کہ اپنے ہاتھ سے ہم تو مٹاتے ہیں نشاں اپنا
ہمیں ہیں موہ کے دشش سر دکا جو ناش کرتے ہیں
کہ جنکے ونش کی مالا کے کٹ کٹ کے بکھرتے ہیں

کرشن۔ سچ ہے۔ جب شطرنج کا مہرہ اپنی بہادری تما کا گھر خالی کرتا ہے تو دشمن کا مہرہ ارتھات (یعنی) کائری اس گھر میں آجاتی ہے۔ اسی پرکار سچے گیان کا استھان خالی پاکر مایہ کی ممتا تجھے بھرماتی ہے۔ ہے پارتھ جس طرح مکان کی چار دیواری سے پیدا ہوا اندھکار مکان کو ہی چھپا لیتا ہے۔ سورج کا تیجمان پرتو سورج کو ہی نہیں دیکھنے دیتا ہے۔ دریا سے اوتپن ہوا کف دریا کو ہی ڈھک لیتا ہے۔ اسی طرح دل سے پیدا ہوا اگیان دل اور دماغ دونوں پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ ع

میدان میں تو ہوتا ہے لشکر ہی کام پر
ہار اور جیت ہوتی ہے راجہ کے نام پر
مرنے کا مارنے کا یہ مایہ کا کام ہے
میرے تیرے کا سمجھنا یہ کہنے کو نام ہے

ارجن۔ بھگون۔ مایہ کا یہ جال ہی تو ہر دے جکشو پر تن رہا ہے دل

ریشم کے کیڑے کے سمان اپنے ہی تنے ہوئے گویا (ریشم کے کیڑے کا تنا ہوا جالا) کا قیدی بن رہا ہے۔

کرشن۔ تو ارجن اسی گویا کو پھاڑ کر نکل جانا فرض ہے۔ ہردے کے سوریہ پر سے موہ کے بادل کو ہٹانا فرض ہے۔ ارجن! میری بات کو ستیہ مان۔ آتما کو نتیہ (لافانی) جان۔ اور دیکھ کہ سورج پرکاش میں ہم سب کام کرتے ہیں۔ سوریہ کسی کام کو کرنے کا ذمہ دار نہیں۔ ست چت آنند آتما ہو کر اپنی لافانی ہستی سے انکار کرنا دھرم کے انوسار نہیں ؂

نہیں ہے چندرماں لرزاں یہ عکس آسمانی میں
یہ لہریں کودتی ہیں سو چھ دریا کی روانی میں
نہ مرغابی کبھی بھیگے گی میلے یا کہ نرمل سے
رہے گنگا کے جل میں یا تہ بے جوہڑ کے پانی میں

ارجن۔ تو کیا گورو وسمان پوجیہ پرشوں (قابل تعظیم آدمیوں) کو

کرشن۔ (بات کاٹ کر) بس بس رہنے دو۔ بھرم کا کچھ علاج نہیں دہم کسی اپدیش کا محتاج نہیں۔ تم تو رسی کا سانپ دیکھ رہے ہو۔ اگیان دشٹی میں پاپ دیکھ رہے ہو۔ بھرم پھل کے بیج گنتے اور رس تول رہے ہو۔ آنکھوں کو جان بوجھ کر بند کر کے سامنے دھری ہوئی وستو (چیز) کو ٹٹول رہے ہو۔ کہ تم سمجھتے ہو کہ پتے اور شاخیں کٹ جانے پر جڑ بھی کٹ جائے گی؟ ان مایا دی شریروں کے گرنے سے آتما پر کچھ آنچ آئے گی؟ نہیں۔ کدا چت (ہرگز) نہیں۔ دریا کا بلبلہ بار بار بنتا اور مٹتا ہے۔ شریر تاج کی طرح پھٹتا گرتا اور پیدا ہوتا ہے ؂

اندھکار دیکھے نہیں سورج کا پرکاش

دُنیا میں ہوتا نہیں کبھی مُرلی کا ناش

ارجن ۔ جنار دھن ۔ اب کچھ میری آنکھیں کھل رہی ہیں ۔

کرشن ۔ یاد رکھ بدی آنکھیں نہیں کھلیں گی ۔ تو بدنامی کا طوفان تیری شہرت کی کشتی لوٹا دے گا ۔ تیرے جیون کو اپمانت (ذلیل) کر کے سنسار کی نگاہوں میں تجھے کائر اور رسوا بنا دیگا

گانا (کرشن کا)

کس لئے ارجن تجھے اتنی پریشانی ہوئی
آتما تو نتیہ ہے یہ بات ہے مانی ہوئی
ڈوبتی جل میں نہیں اور آگ میں جلتی نہیں
پھر نا مرنے سے کیوں کر روح کی ہانی ہوئی
سُوریہ روشن جسطرح ہر چاند ہر تارے میں ہے
اسطرح پنج تتو میں اس کی فراوانی ہوئی
ہو کے بودھا دیکھ کر یو دھاؤں کے اس بھیڑ کو
کانپ اُٹھا ہے کلیجہ عرق پیشانی ہوئی
کسطرح رہ جائیگی پھر لاج اس گانڈیو کی
لے گئی ہمت دھری جب دیدہ تا پانی ہوئی
اس سے اچھا ہے کہ بیٹھیں بن کے ہم چوڑیاں
اسقدر تو شرم سے گر پاک دامانی ہوئی
رن کرم بھومی اور بیٹھا اس میں تو جی ہار کر
کنتی نندن یہ سراسر تیری نادانی ہوئی
رن میں دینا پیٹھ مردوں کی جوانمردی نہیں
کب کشتری کا چھوڑ دینا بات ہے کھاتی ہر دا کر

کرم ویروں کا چھٹا رَن ہے چلو چھٹی ہلی
گھر میں اپنی سیج پر سرنے کی آسانی ہوئی
آتما کو قید کرتے تھے ذرا سے جال میں
قید کیا فانوس میں شعلے کی عریانی ہوئی
تتو ہم نے کھول کر ویدوں کا سارا رکھ دیا
اور تم جڑ ہی رہے اچھی سخن دانی ہوئی
ہم نے کہہ ڈالی ہے گیتا اور بکھیرے پھول بھی
آپ کا دامن ہے خالی کیا گل افشانی ہوئی
گیان چرچا کوئی کھیل کی بھاجی نہیں
جنس قیمت دار کی بھی ایسی ارزانی ہوئی
کس کا مرنا مارنا جب آتما مرتا نہیں
اک ذرا سی بات زینیا اتنی طولانی ہوئی

ارجن۔ بھگون۔ بس اب رہنے دیجئے بھر گیا۔ بھرپور ہو گیا۔ گیان کی لٹیپ ورشا (پھولوں کی بارش) سے میرا دامنِ مراد بھرپور ہو گیا۔ ویدانت کا پیالہ پلانے والے آپ کے کنول نینوں سے تین مست اور چُور ہو گیا۔ اگیان ادھرنگ سے مارے ہوئے باذوؤں میں بجلی کی رو چل گئی۔ سمندر کے پرجوش جوار بھاٹے کی طرح گانڈیو خودبخود اچھلنے لگا۔

مٹا اگیان کا تتو پتا ہوا بیدار ہے سلوک
کہو جو کچھ کہو کرنے کو اب تیار ہے سیوک

کرشن۔ لو۔ آؤ۔ سب کام چھوڑ کر آؤ جی توڑ کر قدم اٹھاؤ۔

ریکھتم۔ درگتی راج کی خبر لیں۔ سنپتکوں سے یدھ کریں۔

ارجن۔ ٹھیک تو ہے۔ چلئے بھگون چلئے۔ آتم گورو چلئے

جگت گورو چلیئے۔

(دونوں گئے)

ایکٹ پہلا

سین دوسرا

نظارہ کوروؤں کا کیمپ

دوشاسن۔ جیدرتھ وغیرہ کیساتھ کرودھ میں بھرے ہوئے
دریودھن کا پردیش کرنا

دریودھن۔ (سواگت) چھوڑدو۔ چھوڑدو۔ دریودھن چھوڑدو
ہاتھوں میں بل نہیں تو ان کو توڑ دو۔ آنکھوں میں شرم نہیں
تو ان کو پھوڑ دو۔ ؎

دھکار کی ہے پڑ رہی بوچھار ہر طرف
دشمن کی جیت اور تیری ہار ہر طرف
تیری تباہی کے اُٹھے آثار ہر طرف
دشمن تیرے ہی خون کو پیتا ہے اب تلک
بے شرم بے حیا ہے تو جیتا ہے اب تلک

جیدرتھ۔ اتنا کرودھ۔ اتنی نرآشا (ناامیدی)؟
دریودھن۔ ہاں نرآشا۔ لے آبرو لائے کا تماشا۔ دشمن کا
جوش اتنا بے تحاشا۔ کیا اس پر بھی نہ ہو۔ نرآشا؟
احساس دل سے ہرش کا کافور کیوں نہ ہو

دل اور جگر میں رنج کا ناسور کیوں نہ ہو
یہ روز روز ہار کا صدمہ اٹھا سکے بھی
کوئی بتاؤ تم ہی کہ مجبور کیوں نہ ہو

جیدرتھ۔ آپ کا کہنا ہے کہ دشمنوں ہی کی جیت ہوتی ہے؟

دریودھن۔ ہاں اسی سے نتیجے کی برائی پر تیت ہوتی ہے ؎

آنکھوں میں نا امیدی کی تصویر پھر گئی
آشاؤں پہ ہے ظلم کی شمشیر پھر گئی
بدقسمتی کا جب میری جگہ ہی جل پڑا
پھر جاؤ تم بھی مجھ سے کہ تقدیر پھر گئی

جیدرتھ۔ کیا ہمیشہ رات کو ہی قرار ہے۔ یا ہمیشہ دن کا ہی ودستار ہے۔ ؎

دیکھی کبھی رہی ہے ہمیشہ بہار ہی
موسم خزاں کا یا کہ رہا برقرار ہی
وہ چیز کیا ہے جو کہ سدا ایک روپ ہے
چھایہ ابھی ہے اور ابھی پل میں دھوپ ہے

دوشاسن۔ بھائی آج اُن کی جیت ہو رہی ہے۔ تو کل جنگی باجہ ہماری وجیے (فتحمندی) کے گیت گاتے گا۔ آج ان کا سر بلند ہے۔ تو کل ہمارا جھنڈا ہمالہ کی سب سے اونچی چوٹی پر لہرائیگا۔ ؎

سینا عدو کی دیکھنا کٹتی ہے کس طرح
لاشوں سے کھوٹی یدھ کی پٹتی ہے کس طرح
تقدیر جس کی تم کو شکایت ہے اس قدر
وہ دیکھنا تو کل ہی پلٹتی ہے کس طرح

دریودھن۔ پلٹتی ہے؟

دوشاسن۔ ہاں۔
دریودھن۔ اتنی حیرانی ہو کر بھی۔ اتنی پشیمانی ہو کر بھی۔ اتنی ہانی ہو کر بھی!
دوشاسن۔ ہاں۔
دریودھن۔ جب جواری بن کر یہ لبار نہ پلٹی۔ اتیاچاری بن کر یہ بلتکار نہ پلٹی۔ وبھچاری بن کر یہ مکار نہ پلٹی تو اب کیا پلٹیگی؟

شعر
جو سر کا درد مٹتا بھی ہے تو سر کٹنے سے مٹتا ہے
مقدر میرے جیسوں کا مگر مر کر پلٹتا ہے

دوشاسن۔ نہیں بلکہ چھتری کا مقدر تلوار کے زور سے پلٹتا ہے لوہے کا خود لوہے کی شمشیر سے ہی کٹتا ہے
جیدرتھ۔ اور پھر جب تک سانس ہے تب تک آس ہے۔
دریودھن۔ آس۔ کیا دادا بھیشم کے مرجانے پر بھی آس باقی رہ جاتی ہے

شعر
جیت اور ہار کس کی مطلب ہی توت سمجھو
دادا نہیں مرے ہیں ہم سب کی موت سمجھو
تعمیر کیا ہلی ہے بنیاد ہل گئی ہے
جتنی امید تھی وہ مٹی میں مل گئی ہے

دوشاسن۔ دادا کی موت سے؟
دریودھن۔ ہاں بھارت رتن بھیشم پتامہ کی موت سے۔ شعر
خون ان کا پی کے ان کو نشہ اور چڑھ گیا
دو ہاتھ اور ان کا کلیجہ ہے بڑھ گیا

جیدرتھ۔ کیا حرج ہے۔ شعر
اس کلادر کا ہی ہم پتہ لیں شر اک اور ہے

شیر بر مر گیا تو سشیر نر اک اللہ ہے
آپ کی مایوسیاں سب بیوجہ بے سود ہیں
گر نہیں ہیں بھیشم تو ڈرنا گورو موجود ہیں
دریودھن۔ بہت ٹھیک ہے۔ گورو کی اچھی کہی ؟ ہے
یہ اور دو دھارا ہے جو سر پہ چمکتا ہے
اک اور یہ کانٹا ہے جو دل میں کھٹکتا ہے
اپنی بھی حمایت پر۔ ان کی بھی رعایت پر !
دو منہ کا ہے شعلہ جو دو طرف لپکتا ہے
جیدرتھ۔ فکر نہیں۔ دو طرف کا بھانڈا تو پھوٹ کر رہتا ہے
چھل اور کپٹ کا طلسم تو ٹوٹ کر رہتا ہے۔
دوارپال۔ گورو درون آچاریہ پدھارتے ہیں :
دریودھن۔ ہاں ہاں آنے دو۔
دوشاسن۔ لو ہم بھی شرم کی اوڑھنی اتارتے ہیں۔
جیدرتھ۔ وہ جیتیں یا ہم ہاریں۔ ہم بھی تو دیکھیں کتنا تو پریم
دلی ہے۔ اور کتنا زبانی ہے۔
دوشاسن۔ کتنا دودھ اور کتنا پانی ہے۔ ہے
دیکھیں تو روپ یہ اصلی ہے یا اس میں بناوٹ ہے
یہ رنگ جو اوپر دکھتا ہے سچا یا صاف بناوٹ ہے
درون آچاریہ۔ کہو دریودھن کشل (خیریت) ہے ؟
دریودھن۔ ہاں گنگا کے پرواہ میں مل (میل) ہے۔ کسی کو کل
ہے۔ تو کوئی بے کل ہے۔
درون آچاریہ۔ آپ یہ کیسے سشبد اچارن کر رہے ہیں ؟
دریودھن۔ اپنی بپدا میں آپ مر رہے ہیں ــــہ

کوئی مئے پی رہا کوئی لہو کے گھونٹ پیتا ہے
کسی کو کیا پڑی ہے کوئی مرتا ہے کہ جیتا ہے؟

درون آچاریہ ۔ تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آئی ۔

دریودھن ۔ آئے گی لیکن اُس دن جب کورو کل کا سرو ناش ہو جائیگا ۔ یہ دل اور جگر پاش پاش ہو جائیگا ۔ ؎

اُس دن ہو گی آپ کو اصلیت پر تیت
شترو دل کی ہو گئی جس دن پوری جیت

درون آچاریہ ۔ کیا ابھی سے ہار اور جیت کا ملار گاتے ہو سر کو آئینے میں دیکھنے کا رنگ جماتے ہو ؎

لیکھ تقدیر کے اول سے رقم ہوتے ہیں!
خود بخود ویسے ہی انسان سرگرم ہوتے ہیں
جب موافق یہ زمانے کی ہوا ہوتی ہے!
سنگریزے بھی نصیبوں سے درم ہوتے ہیں

دریودھن ۔ آپ سے سیناپتی (سپہ سالار) اور یہ آپتی (مصیبت) یہ سب بھاگیہ کا ہی پھیر ہے ۔ یا ہمیں جتانے میں آپ کو کچھ دیر ہے؟ ؎

تور کر جی جن کو لڑنے میں خطر کچھ بھی نہیں
وہ برستے ہیں اُدھر ہی ۔ اور اِدھر کچھ بھی نہیں

جیدرتھ ۔ اُن شاگردوں پر زیادہ پیار ہے ۔

دوشاسن ۔ کارن کہ یہاں پاپ اور وہاں دھرم بیوہار ہے ۔

دریودھن ۔ یہ ارجن کے ہاتھ کے بان ہیں جن سے آپ ہراسان ہیں

جیدرتھ ۔ جب بندریہ کے پیر جلتے ہیں ۔ تو بچے کو پاؤں تلے دبا لیتی ہے اس لئے تو آپ ۔

دریودھن ۔ آپ بچوں کے مائی باپ۔
درون ۔ تم رگوں کی باتیں دل کا لہو نکال لینے والے نوکدار کانٹے ہیں۔
درونا ان میں کس کا لحاظ اور کس کا پیار ؛ یہ تو ہے تلوار کی دھار۔

جو بھی چلے اس دھار پر کوئی بھی ہو وہ ہار ہے
جب ٹھن گئی سنگرام کی پھر کس کا۔ کیسا پیار ہے
چیلا ہو یا گورو دیو ہو کچھ ہت نہیں ان ہت نہیں
رندھیر سچا یدھ میں کبھی بھکش سے وچلت نہیں

دریودھن ۔ پھر کیا کارن ہے۔ کہ پانڈوں پر آپ کے بان نہیں برستے ؟
درون ۔ وہ کرشن کرپا کے لائق ہیں۔ دھرم ان کا اور وہ دھرم کے سہائیک ہیں۔
دریودھن ۔ یہی تو بھید ہے۔ آپ رن میں ان کو شترو سمجھتے ہیں اور گھر میں ان کا ہت کرتے ہیں۔
جیدرتھ ۔ ہت کیا ان کے نمت پرارتھنا کرتے ہیں جی
آپ گورو دیو ہیں دونوں کی خبر رکھتے ہیں۔
دوشاسن ۔ تارنے والے بھی زوروں کی نظر رکھتے ہیں۔
درون ۔ جو تمہاری سمجھ میں آئے سمجھ لو۔
دریودھن ۔ کارن ۔ !
درون ۔ کارن کہ رن میں میں ان کا بیری (دشمن) ہوں۔ اور گھر میں تمہارا اور ان کا دونوں کا گورو ہوں۔
دوشاسن ۔ جو اندر سے چتر وہ ظاہر میں بھولا ہے۔
جیدرتھ ۔ جب ہی تو روئی کے مانند بھولا ہے ؎

دل ہمارا وہ دہی ہے آپ کا وہ دل نہیں

رنج ہوگا مفت میں اب اس سے کچھ حاصل نہیں

دریودھن۔ مہاراج اس دو دھاری کٹار کو توڑ کر پھینک دینا ہوگا۔ گھر میں اور باہر میں ایک ہی ہکش لینا ہوگا۔

درون۔ کس لئے؟

دریودھن۔ میری آگیا۔

درون۔ تمہاری آگیا؟

دریودھن۔ اس وقت آپ سینا پتی ہیں۔ اور میں نرلیش ہوں مریش کا حکم ہر حالت میں ماننا ہوگا۔ ہر اوستھا میں پانڈوؤں کو ریو جاننا ہوگا۔

درون۔ یہ کداچت نہیں ہوگا۔

دریودھن۔ کس لئے؟

درون۔ اس لئے کہ کرم تمہارے واسطے ہے دھرم نہیں اور یدی تم کو چھوٹے بڑے کی کچھ بھی شرم نہیں۔ تو سینا پتی کی پدوی کوئی بڑا امل نہیں۔ وہ پدوی ذلت کا تمغہ ہے جس میں مان اپمان کا خیال نہیں۔ جس پدوی کو پاکر اپمان سہنا پڑے۔ پاپ کی آگیا میں رہنا پڑے۔ وہ پدوی یدی اندر کی ہو۔ تو بھی میں انکار کرتا ہوں۔ ایسی پدوی کو میں دھکار کرتا ہوں ؎

میری نظروں میں پتھر ہے جسے تم لال سمجھے ہو
یہ پدوی سمپلا سمجھے شبا کچھ مال سمجھے ہو!
دغا تو کیا کرے گی وہ جو ہوگی پاپ کی دولت
سنبھالو اور اٹھالو یہ پڑی ہے آپ کی دولت

دریودھن۔ (دھنش بان اٹھا کر) واہ گورو آپ تو ذرا سی بات پر گرما گئے۔ ڈوبتے ہوئے بیڑے کو منجدھار چھوڑنے پر آگئے

پرشوں کی طبیعت بھی کرودھ میں آتی ہے؟

دوشاسن۔ کہیں دیوتاؤں کو بھی کرودھ آیا!

درون۔ تم نے اکسایا۔ گرمایا تو میں بھی کرودھ لایا۔ ندی کے پربل پرواہ کے سامنے پتھر آجائے اور شور پیدا نہ ہو۔ کرتویہ کی جوش سے بہنے پر رکاوٹ آئے اور کرودھ کا زور پیدا نہ ہو ؎

کوئی دبے کے واسطے یہ آرزو کرے
کوئی کسی کی شان میں یہ گفتگو کرے
طعنوں سے چاک چاک گریبان کر دیا!
کب تک کوئی سیئے کوئی کب تک رفو کرے

دریودھن۔ تو بھی گیان کے چمکتے ہوئے اس مکھ چندر پر کرودھ کا داغ شوبھا نہیں پاتا۔

درون۔ تمہیں بھی کچھ دھیان نہیں آتا ؎

تمہارے کاریہ میں جو مر رہا ہو پران دیتا ہو
تمہاری جیت کی خاطر جو اپنی جان دیتا ہو
بھلائی پر تمہاری جو یہاں تک ہو یہاں گم ہو
اُسی کی نیک نیتی میں تمہیں شک ہو تمہیں شک ہو

دریودھن۔ گرودیو ہم تو آپ کے سیوا برت ہیں۔ اور آپ نیک نیتی کے اوتار ہیں۔ آپ ہر طرح ہماری سہائتا کو تیار ہیں۔ شترو کو مارنے کے لئے خونخوار ہیں۔

درون۔ ہاں میں پھر کہوں گا۔ اور بار بار کہوں گا۔ کہ میں رن میں اُن کے خون کا پیاسا ہوں۔ مگر گھر میں.....

دریودھن۔ گھر میں جس طرح چاہیں رہیں۔

جیدرتھ۔ ہمیں تو یدھ میں آپ کی سہایتا (امداد) درکار ہے۔

درون۔ تو درون آچاریہ بھی برہمن کہا رہے ہے۔ اپنا وچن پالن کرنے میں ہمیشہ ہتھیار بند تیار رہے ہے

ع

وہ ہیں اپنے تو مجھے تم بھی کوئی غیر نہیں
دوستی ان سے نہیں تم سے کوئی بیر نہیں
کرم سے اپنے کبھی منہ کو نہ موڑا میں نے
دھرم چھوڑوں گا نہ یہ اہد نہ چھوڑا میں نے

دریودھن۔ ہمیں آپ کے وچن پر پورا وشواش ہے۔

دوشاسن۔ زبانی وشواش کیا۔ گورو چاہیں۔ تو اپنے تیکھے بانوں سے پرتکش وشواش کرا دیں۔ ابھی کوئی بھاری پڑ گیا کر کے دشمنوں کا ناش کرا دیں۔

ع

یہ پورے کر دکھائیں گے وچن جو کچھ ادھورے ہیں
گرجتے ہیں بہت لیکن برسنے میں بھی پورے ہیں

جیدرتھ۔ ان کا وچن کوئی منہ زبانی نہیں۔ تب تک ہی اصلی جوہر پوشیدہ ہیں۔ جب تک کوئی بات ٹھانی نہیں۔ ع

یہ جب کرنے پہ آئیں گے تو اک طوفاں مچا دینگے
یہ جو کچھ منہ سے فرماتے ہیں کر کے بھی دکھا دینگے

دریودھن۔ ایسے ہی زبان کے پابند ہیں۔ پانڈوؤں کی تب تک ہی کشل و خیریت ہے جب تک ان کے تیر ترکش میں بند ہیں۔

ع

یہ جینے سے زیادہ رن میں مرنے کو سمجھتے ہیں
یہ کہنے سے زیادہ کام کرنے کو سمجھتے ہیں

درون۔ کرنی چاہتے ہو؟ وچن پالن کا پرتکش پرمان چاہتے

ہو! تو سنو ؎

نہ باں ہے مرد کی دیدی اگر درتھا نہ جائے گی
یہ پکا گیا ہے بر ہمن کی کبھی منتھیا نہ جلائے گی
تڑپ کر آج ترکش سے ہلاہلے بان نکلیں گے
کبھی پانڈو مہا یودھا کے جس سے پران نکلیں گے

دریودھن۔ کیا یہ آپ سچے دل سے کہہ رہے ہیں۔؟

درون۔ ہاں سچے دل اور گردے سے کہہ رہا ہوں۔ ؎

کہہ رہا ہوں ساکشی کر کے میں اس آکاش کو
دیوہ کی رچنا کروں گا دشمنوں کے ناش ہو

دریودھن۔ دیوہ۔ کون سا دیوہ؟

درون۔ چکر دیوہ۔ جس کے توڑنے میں پانڈوں کا کوئی نہ کوئی مہارتھی اپنے پران کھوئے گا۔ جس کی لپیٹ میں آکر ایک نہ ایک رپو دل دلشکن غنیم اپرتھوی پر سوئے گا۔

دوشاسن۔ اس کو توڑنے میں کوئی پانڈو سمرتھ نہیں۔؟

درون۔ میرا یہ ارتھ نہیں۔ ارجن سمرتھ ہے۔ پرنتو آج وہ سنپتکوں سے یدھ کرنے میں مشغول ہوگا۔ اسی سے بد اتا آج ہمارے انکول اور ان کے پرتی کول ہوگا۔

دریودھن۔ بھائی دوشاسن۔ تیار ہو جاؤ۔ پانڈوں سے بدلہ لینے کو تیار ہو جاؤ۔

جیدرتھ۔ ارجن نہیں ہے۔ باقی چار دل کا چبانا کیا۔ ان بیچاروں کا کھٹکا نہ کیا۔ ؎

ایک ایک کو چن چن کے ابھی ٹھنڈا کریں گے
جینا انہیں سنسار میں دشوار کریں گے

دوشاسن ۔ بس آج ہی لینے کا ہے اس بھیم سے بدلہ
آج اس کی چتا رن میں ہی تیار کرینگے

درلیودھن ۔ گورودیو کہے ہے دل میں دیا ہاتھ میں چھوڑ
دیا یہی منجدھار سے اب پار کریں گے

درون ۔ تو شیگھر (جلدی) چلو ارجن کی انوپستھتی (غیر حاضری)
میں ہمارا کام کرنا ہے ۔ ویوہ کا انتظام کرنا ہے ۔

(سب کا جانا ۔ پردہ)

ایکٹ پہلا سین تیسرا

منظر :۔ پانڈو کیمپ

گانا (کتھلوں کا)

چمکت دمکت ہے دھرم راج کا سرتاج
کیسی شان بان آج ہے ہے !
دھرم دھوجا بھرادت ہے !!
سب پر جا سکھ پاوت ہے !!
اٹل رہے دھرم راج کیسی !!
دھرم کی ہو جے

شتر دکی پراجے
کھاگ ہوا دے
راج ہوا سبھے
سیدھ ہوں سرد کاج ۔ کیسی ۔

(جانا کتھلوں کا)

بدھ شتر ۔ ۵ جوا ۔ چوری ۔ مخبری ۔ بیاج ۔ گھوس ۔ پرنار
ایک لوبھ کے سنگ میں کتنے مہاں دکار

(زبانی) اس لوبھ ۔ اس دشٹ لوبھ کے کارن دروپدی کا چیر اتار گیا ۔ اسی انیائی لوبھ کے کارن سرد سو جوئے میں ہار گیا ۔ ایسی پاپی لوبھ کے کارن بن باس پایا اسی چنڈال لوبھ کے کارن راج پاٹ گنوایا ۔ اسی دھورت لوبھ کے کارن آج مہابھارت کا سنگرام ہوا اسی پاجی لوبھ کے کارن ہزاروں یودھا کٹے ۔ بھیشم دادا کا انجام ہوا ہے لوبھ تو مہاں انیائی ہے ۔ انیائی نہیں قصائی ہے ۔ ۵

تیری خاطر ارے ہے لوبھ سب کچھ کر رہے یودھا
ہزاروں مر گئے ہیں اور ہزاروں مر رہے یودھا
بلی آتا لیا پر دل تیرا ٹھنڈا نہیں ہوتا !
اٹھا جاتا ہے اور پر سر نگوں ٹھنڈا نہیں ہوتا

نیلے شالا میں حاکم گھوس لیتا ہے ۔ کس لئے اسی لوبھ کے مارے جواری جوا کھیلتا ہے کس لئے اسی لوبھ کے مارے ۔ شریف جھوٹ بولتا ہے کس لئے اسی لوبھ کے مارے بنیا کم تولتا ہے کس لئے ؟ اسی لوبھ کے مارے ۔ بیوپاری مال میں کھوٹ ملاتا ہے کس لئے ؟ اسی لوبھ کے مارے ڈاکو دوسرے کے مال کو لوٹ کر لیجاتا ہے کس لئے ؛ اسی لوبھ کے مارے ۔ لوگ دیتے ڈنڈ چلاتے ہیں ۔ چوری دھوکا غرض سب کچھ کر جاتے ہیں ۔ پرنتو لوبھ کی

مٹھاس سے جی نہیں بھرتا ؎

اس اگنی میں آہوتی رات دن ہی پڑتی رہتی ہے
ہے جلنا اور بلنا اور ترشنا بڑھتی رہتی ہے
ہیں جب تک سانس تب تک یہ کنارا ہی نہیں کرتی
کہا ہے آدمی مرتا ہے پر ترشنا نہیں مرتی

بھیم۔ مہاراج۔ آپ کا فرمانا ستیہ ہے۔ یہ لوبھ ایسا ہی چنڈال ہے اسکا داہ ایسا ہی دکرال ہے۔ یہی اصلی سورگ مارگ سے ہٹا کر نرک کی راہ پر لیجاتا ہے۔ یہی آواگمن کے چکر میں پھنساتا ہے۔ لوگ مندروں اور دھرم استھانوں میں کتھا کیرتن کے سمے اپنا تن من۔ اور دھن بھگوان کے حوالے کر دیتے ہیں۔ پرنتو جہاں ذرا استری۔ حویلی۔ روپیہ۔ اُتم بھوجن اتیادی وغیرہ کا منہ دیکھا اس بھولے بھگوان کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنا دیا ہوا۔ تن۔ من اور دھن پھر چھین لیتے ہیں۔ یہ سب لوبھ ارتھات (یعنی) ترشنا کا کھیل ہے۔ یہ لوبھ بھی چنتا کے سمان جلدھر اُس کا جی چاہے۔ ادھر ہی کھینچنے والی ناک کی نکیل ہے۔

یدھشٹر۔ ہاں دلس۔ سچ کہتے ہو۔ چنتا بھی ایسی ہی ڈائن ہے۔ لوبھ تو پتی ہے۔ اور اس کی پتنی چنتا لوبھ پرائن ہے۔ ؎

چنتا تو چتا بناتی ہے۔ ترشنا جینے تو دیتی ہے!
ترشنا کچھ چھوڑ بھی دیتی ہے۔ چنتا سب کچھ لے لیتی ہے

بھیم۔ اسلئے مہاراج ترشنا اور چنتا دونو ہی تیاگنے یوگ ہیں۔

یدھشٹر۔ ترشنا تو تیاگ بھی دیں۔ چنتا سے کیونکر چھٹکارا ہو۔ ہائے یہ بھیانک درشیہ (نظارہ) کسطرح گوارا ہو۔ بھارت کا مان رکھنے والے مہا یودھا آج نہ ہائے یدھ کی آندھی سے درکش (درخت) کے سوکھے پتوں کی نیائیں (طرح) جھڑ رہے ہیں۔ آریہ بھومی کے یودھا سپوت ہاتھ دھو کر

بھارت سپوتوں کی جان کے ہی پیچھے پڑ رہے ہیں۔ ہ

ایرشا اور دویش کی پھیلی دیا بھارت میں ہے

موت کا پرچنڈ داہ پر جلوت رہا بھارت میں ہے

بھائی کے ہاتھوں سے بھائی کٹ رہا ہے شوک ہے

دیکھ کر سب کچھ کلیجہ پھٹ رہا ہے شوک ہے

نکل۔ شریمان۔ یدھ کے سمے آپ کے دل میں یہ گیان کہاں سے آ گیا آپ کے گیان چکشو کے سامنے ترشنا اور چنتا کے ساتھ یہ موہ کا سامان کہاں سے آ گیا؟

یدھشٹر۔ موہ۔۔؟

نکل۔ یہ تیسرا چانڈال ہے۔

یدھشٹر۔ یہ ایک اور بیماری ہے۔ جو انسان کو لگ رہی ہے۔ یہ ایک او پچھنی ہے جو گیانی پرشوں کو بھی ٹھگ رہی ہے۔ دریودھن کو تو جنون ہے مگر خون ہے وہی ایک ہی پریم ندی میں بہنے والا خون ہے۔ دھرتراشٹ اور ہمارے پتا دو نہیں۔ دھرتراشٹ کے پتر مرے تو کیا۔ ہم مرے تو کیا۔ ناش ہوا کس کا۔ اسی ایک گھر کا سوار ڈوبے کس کے۔ اسی ایک جہاز کے لوٹے کس کے۔ اسی ایک سانہ کے۔ ہ

بھائیوں بھائیوں میں نہیں ہوتا یہ سنگرام

کنتو لوبھ اور موہ کے ہیں یہ سارے کام

مل کر ہم کرتے یدی ان دو لوکا ناش

ہوتا چھتری دلش میں آنند کا پرکاش

سہدیو۔ مہاراج۔ اس یدھ کے اوسر پر آپ دماغ کو کدھر لیے جا رہے ہیں؟

یدھشٹر۔ اس انجام کی طرف جو ان دنوں میں ہونے والا ہے۔ لوبھ اور موہ نے تو اپنا جادو کر ہی ڈالا ہے۔

بھیم۔ آپ اس گیان میں پڑیں گے تو پھر آپ کا کیا حال ہوگا۔ اس برے انجام

سے چھٹکارہ تو جب ہی ہوگا. جب دریودھن کو بھی یہ خیال ہوگا.

ابھمنیو۔ چاچا جی۔ آپ ایسے کیوں نراس ہیں۔ اُن کے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ اور آپ کے پاس تو دھرم ہے۔ اور دھرم انوسار کرم ہے۔ ے

یہ مہماں دھرم بل کی ہے کہ کورو آج مر رہے ہیں.
ابھرتے جسقدر ہیں اُس قدر نیچے اترتے ہیں
سمے پڑنے پر ہی سچ جھوٹ کی پرتیت ہوتی ہے
یہ ہے قانون قدرت کا دھرم کی جیت ہوتی ہے

جاسوس۔ مگر ابھی تو جھاڑیوں میں چھپا کے ہی پھول کھِل رہے ہیں سرو کی چوٹی پر پھل نکل رہے ہیں۔ ابھی تو پاپ کی جیت ہونے کے ہی آثار نظر آ رہے ہیں۔ کورو لوگ ایک خوفناک سازش کو ہستی میں لا رہے ہیں.

یدھشٹر۔ کیا کچھ یدھ سمبندھی سمواد ہے۔!

جاسوس۔ دل دہلا دینے والا سمواد ہے. سادھارنی سے کام نہیں لیا جائیگا۔ کوئی چُنا ہوا سورما اُس کے کھنڈن کرنے کو مقرر نہیں کیا جائیگا۔ تو آپ کے بے شمار رتھیوں کے پران اکارتھ جائیں گے۔ یہ وہ چکر ہے جس کے ٹیڑھے چکر میں پڑ کر اچھے اچھے سور بیر بھی نہیں نکلنے پائیں گے.

یدھشٹر۔ کال چکر تو یدھ میں چلائمان ہو ہی رہا ہے.

جاسوس۔ پر سو وہ اکال مرتیو دیوکت موت کا چکر ہے۔ بھیشم پتامہ کی موت سے چڑ کر دریودھن نے اپنے درونا چاریہ صلاح کاروں کو بلایا۔ جنہوں نے مل ملا کر گورو درونا چاریہ کو اکسایا۔ مانو سوتے ہوئے مست شیر کی چھاتی پر گھونسا لگایا۔ جس پر گھائل سینہ راج کے مانند آچاریہ جوش سے گرمایا۔ وہ ضرور آج پانڈو سینا کے کسی نہ کسی مشہور دلاور کو مرتیو ساگر میں گرائیں گے۔ اپنی پرتگیا پورتی کے لیے پرم چکر بیوہ رچائیں گے۔

ے

اپنی رن ودیا میں اب وہ انتہا کرنے کو ہیں
یا تو اپنا یا ہمارا فیصلہ کرنے کو ہیں
آج موقع ڈھونڈھ کر یہ سب رچا پاکھنڈ ہے
آج اُن کے کرودھ کی اگنی نہایت پرچنڈ ہے

یدھشٹر۔ بے شک یہ ایک سرناش کرنے کی کامنا ہے۔ آج ارجن کے موجود نہ ہونے سے ہمیں اس آپتی (مصیبت) کا سامنا ہے۔

خود اس وشے میں دیر تا عاجز ہے مون ہے
ارجن بغیر جگر کو توڑے وہ کون ہے
موقع تلاش خوب یہ دشمن نے کر لیا!
لیکن پانڈوں کا آج تو مرنا تھا مر لیا

بھیم۔ ذرا سی بات پر ایسی ملنتا۔ معمولی سی بات کیلئے اتنی بھاری چنتا۔ ہے ہے

ایسے تو بھائی بھی کچھ پھولتے ہوئے نہیں ہیں
کچھ بال دیر ہمارے ٹوٹے ہوئے نہیں ہیں
کیا بھوجن لیگا کوئی سوکھے نہیں چنے ہیں!
وہ بجر ہیں تو ہم کیا کچھ موم کے بنے ہیں!

سہدیو۔ اس میں کیا سندیہہ (شک) ہے۔ میرا بھی یہ کہنا ہے

اپنے فرض سے غافل ایسے تو ہم نہیں ہیں
دشمن سے ہم کسی بھی پہلو میں کم نہیں ہیں

نکل۔ چنے ہوئے مہارتھیوں کو ساتھ لیکر میدان کی طرف قدم بڑھائیے۔ تاتات اٹھئے۔ شستر اٹھائیے۔

دو چار آپ کے بھی آخر سہائی تو ہیں
ارجن نہیں تو کیا ہے ارجن کے بھائی تو ہیں

یدھشٹر۔ شکار کا بھید شکاری ہی جان سکتا ہے شیشے کی رگ ہیرے کا تمہ

ہی پہچان سکتا ہے۔ ؎

بس چنتا ہے تو اتنی ہے کچھ پیدا بڑا ہھودت ہے
سب بد شگون دکھلاتے ہیں ہر طرف ہا سکی صورت ہے
پارتھ (ارجن) بن اس بدنامی سے ہیں اپنا پس چھوٹیگا
ڈرے ملیگا تو وہ چکر بیوہ بس ارجن سے ہی ٹوٹیگا

منتری۔ شریمان ارجن کی غیر حاضری سے دشمن نے خوب لابھ اٹھایا

یدھشٹر۔ بہت سوچ سمجھ کر ڈالنہ چلایا۔ سنسار کو پانڈوں پر ہنسنے کے لئے خوب موقع ہاتھ آیا۔ آج دیوتا کا سارا راز فعل ہوگیا۔ ایک سوریہ کے نہ ہونے سے سمست ستارے تاراگن کا پرکاش ناش ہوگیا۔ دنیا ہنسے گی۔ دشمن ہنسے گا۔ اور لوگ بھی ہنسیں گے۔

مہدیو۔ کس لئے؟

یدھشٹر۔ اس لئے کہ۔ ؎

سب کے سب بچے تھے کوئی ایک بھی نیتا نہ تھا
دشمنوں کے مان کو جو بھنگ کر دیتا نہ تھا
تھے زمانے کے جواں رشک زماں کوئی نہ تھا
پانڈوں کی فوج میں مردِ جواں کوئی نہ تھا

ابھمنیو۔ آپ سمجھتے ہیں کہ یہ باغ کھلنے والے اور کھل کر خوشبو پھیلانے والے پھولوں سے خالی ہے۔

یدھشٹر۔ اس وقت تو دشمنوں کے ہاتھ میں میدان خالی ہے ؎

ایکنا نے نے کے مقدر تھا وہی پھوٹ گیا
جام لبریز امیدوں کا میری ٹوٹ گیا
آج ارجن کے نہ ہونے سے یہ ہونی آئی
سب سے بڑھ کر جو سہارا تھا وہی چھوٹ گیا

ابھمنیو۔ مہاراج۔ ارجن نہیں پرنتو ارجن کی ساکھشات تصویر تو موجود ہے وہ پرتکش بل بدیا نہ سہی پرنتو اُن بھجاؤں میں اس کی تاثیر تو موجود ہے پتا کے کام کو پتر۔ کر دے تو بڑی بات نہیں۔ اور پھر یہ تو کوئی ایسا بڑا ادبھات نہیں۔ ؎

کرتے ہیں مرد اس سے بھی کارج بڑے بڑے
کر آؤں گا یہ کام تو جا کر کھڑے کھڑے
طاقت ہے جس کی آج چرخ کو سکون ہے
میری رگوں میں بھی اسی ارجن کا خون ہے

یدھشٹر۔ بے شک تم بھی رن میں بڑے بڑے کام کرنے کو سمرتھ ہو۔ دوسرے ویروں کے سمان تم بھی بڑے بڑے مغرور جوانوں کی گردن توڑ سکتے ہو۔ شیش ناگ کی کلا مروڑ سکتے ہو۔ پرنتو چکر ویوہ کا تم لوگوں سے ٹوٹنا دشوار ہے۔ بس اسی کارن آج اس سمر شطرنج پر پانڈوں کی ہار ہے

ابھمنیو۔ ہے تات۔ ہار کا وہم دل سے دور کیجیے۔

یدھشٹر۔ کس لئے۔

ابھمنیو۔ اسلئے کہ درون آچاریہ کا چکر ویوہ بناں ٹوٹے نہیں رہ سکتا۔

یدھشٹر۔ اس کو توڑے گا نگر کون؟

ابھمنیو۔ ارجن کمار۔ آپ کا خدمت گذار۔ ؎

رہے گا جب تلک اک تار رگ باقی میری جاں میں
نہ اک بھی تار چھوڑوں گا میں دشمن کے گریباں میں
دھرے رہ جائیں دشمن کے انوکھے تیر ترکش کے
دکھا دوں تیغ کے جوہر وہ جا کر آج میداں میں

یدھشٹر۔ لیکن جان بوجھ کر پھول کو آگ میں کس طرح پھینک دوں؟

ابھمنیو۔ مہاراج۔ آپ ارجن کے پتر کو پھولوں سے تشبیہ نہ دیں۔

رحم سے واقف نہیں جوہر دل صیاد کے
شیر سے اوصاف ہوں گے شیر کی اولاد کے
ویر ہوں چھتری ہوں اور پارتھ کی میں سنتان ہوں
بجر کا ہے گھات میرا ہاتھ ہیں فولاد کے

بدرھشٹر۔ پرنتو چکر بیوہ میں پرویش کرنا اور پھر لوٹ کر آنا ہنر کا سمواد ہے

ابھمنیو۔ پرویش کرنے کا ہنر مجھے اچھی طرح یاد ہے

یدھشٹر۔ تمہیں اس کی یکتی سکھلائی تم کس نے ؟

ابھمنیو۔ اس سوبھاوک گن نے جو شیر کے بچے کو مانس کا چیرنا اور پھاڑنا سکھلاتا ہے۔ جو مچھلی کے بچے کو خود بخود جل پرواہ میں تیرنے کا رستہ بتلاتا ہے۔ جو نیولے کے بچے کو بناں سکھشا سانپ کا دشمن بناتا ہے۔

خود بخود آتا ہے پینا دودھ کا انسان کو
خود بخود آتی ہے بھوجن کی ودھی حیوان کو
یہ سوبھاوک ہے اثر لطفے کا ہوتا ہے ضرور
ویرتا آتی ہے خود سے ویر کی سنتان کو

یدھشٹر۔ تیر چلانا۔ تلوار کے جوہر دکھلانا۔ رن کی جلتی آگ میں کود جانا یہ تو سب مانا۔ پرنتو چکر بیوہ میں پرویش کرنے کی یکتی تم کو کس نے سکھلائی۔ یہ بدیا کہاں سے تمہارے گیان میں آئی۔ جب تک مجھے اس بات کا پورن وشواش نہ ہو جائے تمہیں چکر توڑنے کے لئے کس طرح حملے پر بھیجا جائے۔

ابھمنیو۔ اس بات کی بھی تسلی کرا دیتا ہوں یہ بھید بھی آپ کو بتلا دیتا ہوں۔

یدھشٹر۔ ہاں کہو۔

ابھمنیو۔ مجھے یہ یکتی سکھلائی پتا جی نے۔

یدھشٹر۔ کب ؟

ابھمنیو۔ جب میں سنسار کے جیون رس کو پان کرنے کیلئے ماتا کے گربھ میں بال شریر کو پشٹ کر رہا تھا۔

یدھشٹر۔ وہ کیسے ؟

ابھمنیو۔ کسی دلی بے چینی کے کارن ایک دن ہماری گربھ وتی ماتا کو دیر تک نیند نہ آئی۔ اس کا جی بہلانے کیلئے جیسا کہ دیر دھرم ہے کہ گربھ وتی استری کو ایسی اوستھا میں دیر چرتر سنائیے۔ پتا جی نے چکر بیوہ کا برتانت کہہ سنایا۔ اور چکر بیوہ کی خیالی رچنا کر کے بتایا۔ پور وگ اس کی ہر ایک بدھی کو سمجھایا۔ ارتھات چکر بیوہ میں داخل ہونے تک کا سارا حال سنایا۔ اسی اثنا میں ماتا جی نیند راوشس ہو گئی۔ پتا جی نے یہ جان کر کہ ہماری ماتا سو گئی۔ برتانت کو وہیں سماپت کر دیا۔ اس طرح بیوہ میں داخل ہونے کی یُگتی کو میں نے گربھ میں ہی پراپت کر لیا۔

یدھشٹر۔ ارتھ یہ کہ تم کو صرف پر دیش کرنے کی بدھی یاد ہے

ابھمنیو۔ چکر سے نکلنے کی بدھی اب مجھے یہ تلوار سکھلائیگی۔ سمے آنے پر یہ ادھوری بدیا خود بخود پوری ہو جائے گی۔

یدھشٹر۔ تو بھی تم ابھی اس بدیا میں کچے ہو۔ بیٹا اس گھور سنگرام کا ساہس مت کرو کارن کہ ابھی تم بچے ہو۔

ابھمنیو۔ بچہ ہوں مگر کس کا۔ شیر کا۔ تات۔ میری اٹھتی امنگوں کے سیلاب کو بند نہ لگائیے۔ جیشٹھ (جلدی) آگیا فرمائیے۔ کہ میں پتا جی کی غیر حاضری کا الوچت انا جائز لابھ اٹھانے والے دھورت کوروں کو دکھلا دوں کہ ویر ارجن کے سمان اُس کی سنتان بھی دیر ہے۔ شیر کے بچے میں بھی شیر کا ہی خمیر ہے۔

۵

آج نگرمی کا ہے طبیعت اور جولانی پہ ہے

آج میرے جوش کا سیلاب طغیانی پہ ہے

دو اجازت سوچ کرنے کا نہیں ہے یہ مقام
کرشن سا پرماتما میری نگہبانی پہ ہے

یدھشٹر۔ لیکن جی نہیں مانتا۔

ابھمنیو۔ میں پرتگیا کرتا ہوں کہ

یدھشٹر۔ (بات کاٹ کر) ٹھہرو۔ وچار دو معاملے کی گہرائی تک پہنچو۔ پرتگیا کرنے سے پہلے غور کر دو اور نتیجہ نکالو۔

ابھمنیو۔ نتیجہ کیا ہے۔ صرف دو صورتیں۔ تخت یا تختہ۔

کھیل جانا جان پر تو چھتریوں کی ریت ہے
اس سمے خاموش رہنا دھرم کے وپریت ہے
دھرم کی ہے جیت دے دی جان گر رن چھیتر میں
دشمنوں کو مار کر آیا تو میری جیت ہے

یدھشٹر۔ تمہاری بال اوستھا کا بھی تو خیال ہے۔

ابھمنیو۔ تو پھر یہ خیال میری یودھ آشاؤں کا کال ہے۔ آپ کو میری بال اوستھا کا زیادہ خیال ہے تو چھوٹے سے مچھر کو دیکھئے جو ہاتھی کے دماغ میں داخل ہو کرنا بھیانک ہستی کو مٹا دیتا ہے۔ سینہ راج (شیر) کے چھوٹے سے بچے کو دیکھئے۔ جو بڑے بڑے گج راج کے مستک کو پھاڑ کر کھا لیتا ہے۔ یہ نہیں تو اتہاس کے سنہری ورق الٹ کر دیکھئے۔

کنس کا تھا ودھ کیا کس عمر میں یدو ویر نے
کی تھی رکھشا یگیہ کی کس عمر میں رگھو بیر نے
میں نے مانا یہ کہ ان سے کم میں شکتیمان ہوں
پر ڈروں تو کس لئے جب ان کی ہی سنتان ہوں

یدھشٹر۔ مہاراج بال ہٹ کے لئے مجبور ہے۔

بھیم۔ مہاراج بال ہٹ تو مشہور ہے۔

یدھشٹر۔ تم مہاپراٹ ہو تو مجھے کہنا پڑیگا کہ تم جاؤ مگر دیکھنا آن کو بٹہ نہ لگ جا
کُل کی کیرتی پر داغ نہ آئے۔

ابھمنیو۔ ارجن کا پتر اس آن کو بٹہ لگائے۔ پرماتما وہ منحوس گھڑی نہ دکھلائے۔ یدھ
میں داخل چھتری کے لئے دو ہی رستے ہیں یا تو دشمنوں کو جیت کر فتحمندی
کے ساتھ زندہ لوٹ کر آئے یا چھتری دھرم کو پالن کرتے ہوئے پتر جن
(بزرگوں) کے یش کنڈ میں پرانوں کو آہوتی بنائے۔

یدھشٹر۔ تم چھتری کمار ہو۔ ویردھرم سے واقف کار ہو۔

ابھمنیو۔ میں گرو دیوں اور بزرگوں کے سامنے پرتگیا کرتا ہوں۔

آن کی خاطر کھیلوں میں اپنی جان پر
داغ آنے دوں اگر میں اپنے کل کی آن پر
تو میرے ہی تیر میرے ہی جگر سے پار ہوں
اگلے اور پچھلے میرے سارے جنم بیکار ہوں

یدھشٹر۔ ایک سپوت سے اور کیا امید ہو سکتی ہے۔

ابھمنیو۔ ہے مہر محمد ہو کر ہی آؤں گا یہی آدرش ہائیں
آج بچوں کے سے دودھ کا تھد کھلائیں گے میں
مرگیا تو اور کوئی کیا بتائیں گے تمہیں!
میرے سر تب خود میرے دشمن سنائینگے تمہیں

یدھشٹر۔ چرنجیو رہو۔

ابھمنیو۔ مگر عزت کے ساتھ۔ آبرو کے ساتھ۔ ہے

جس کی خاطر سب کے سب بھائی میرے ہیں فکر میں
میں بھی دیکھوں تو سہی کیا چکر ہے اس چکر میں
اگن جوش غضب کی پرچنڈ کردوں تو سہی
چکر کا یا کھنڈ سارا کھنڈ کردوں تو سہی

(جانا)

ایکٹ پہلا سین چوتھا

منظارہ:- راستہ

(ابھمنیو کا داخل ہونا)

ابھمنیو۔ جاتا ہوں۔ کہاں؟۔ جو چھتری کیلئے تیرتھا ستھان ہے جو یودھاؤں کیلئے پوتر لڑائی کا میدان ہے جہاں ویر اور کائر کی پرکھ کیلئے امتحان کی آگ شعلہ زنی کرتی ہے۔ جس پوتر استھان (مقام) پر ایشور کی خوشگوار برکت سچے سکھ اور آنند کا روپ دھار کر جلوہ انگنی کرتی ہے جہاں شہرت اور شہادت کی دولہنیں آن کر ملتی ہیں۔ جہاں طالب کا دامن بھرنے کیلئے مراد کی کلیاں کھلتی ہیں جہاں سے بزدل ذلت اور بدنامی کا تمغہ لیکر زندہ واپس آتا ہے۔ جہاں ویر کیسری رکت سے دھوئے ہوئے بوان میں بیٹھ کر پرم دھام کو جاتا ہے بس چھتری کا تیرتھ ہے۔ وہی چھتری کا دیو مندر ہے۔ وہی چھتری کا دھرم چھیتر ہے۔ وہی چھتری کا انتم (آخری) نواس استھان ہے۔ وہاں جانے میں دیر کرنا چھتری کا کام نہیں۔ چل اے چھتری پتر تو بھی چل اور آج اُس دیو استھان کے درشنوں سے مالش جنم کو پوتر بنا۔ ویر آتما کو ویر دروں کی پوتر رکت دھارا میں اشنان کرا!

ؔ

چل بنالے اپنی قسمت کو اسی تدبیر سے
دھرم کا موقع ملا تجھ کو بڑی تقدیر سے

جنم وہ کس ارتھ کا اور سانس وہ کس کام کے
جنم میں درشن نہ ہوں اکبار گر سنگرام کے

(چل کر رک جاتا ہے) اتنی تیزی اور ایسا دھکا۔ چھتری دھرم کی راہ میں یہ رکاوٹ کیسی؟ طبیعت میں اس وقت موہ کی لگاوٹ کیسی؟ ایسے شبھ مارگ کو یہ ساکھشات دیوتا کیوں روک رہا ہے۔ آگے قدم بڑھانے سے کیوں رک رہا ہے۔ پرنتو۔ یہ دیوتا کون؟ پوتر۔ سوچھ پریم۔ جس کے میٹھے چشمے دنیا میں چاروں طرف جاری ہیں۔ خود بھگوان پریم سے بھگوان بھی جس کے پوجاری ہیں۔ جس کی خوشبو سے اسپوں کا صحرا مہک رہا ہے۔ ایک شمع ہے۔ جو دل کی تاریک کوٹھڑی میں چمک رہا ہے۔ وہی پریم۔ دیوں کا دیوتا اُترا کی طرفداری کر رہا ہے۔ اُس کے درشنوں کیلئے سخت حکم جاری کر رہا ہے۔ مانو چھتری دھرم اور پتی دھرم میں یُدھ ہوتا ہے۔ چھتری دھرم کا کہنا کہ چل۔ جلدی چل اور اپنے پرتگیا پورتی (وعدہ ایفائی) اسکے لئے پرانوں پر کھیل جا۔ پتی دھرم (فرض شوہر) کا کہنا ہے۔ کہ اس سے پہلے پران پیاری اُترا کو اپنا مکھڑا دکھا۔ اس کے ادھر امرت کا میٹھا اور آخری گھونٹ پی کر جا۔ نینوں کے روشن پیالے سے پریم سُرا کو پان کر اور مست ہو کر جا۔ (سوچ کر) دونوں کان میں۔ اور دو ہی آوازیں ہیں۔ کس آواز کو کس کان سے سنوں۔ ایک کان میں سمر بھومی کی شور و پکار اور تلواروں کی جھنکار ہے دوسرے کان میں اُترا کی چکیلی آنکھوں کے انتظار کی للکار ہے تو میرا فرض کیا ہے۔؟ پریم نگری کی مدھر بنسری کی تان کو سننا ہوگا یا دھرم یدھ کی طرف جھکنا ہوگا؟ (پھر سوچ کر) ہاں نہ جائے۔ یدھ میں پران رہیں یا جائیں دو دلی حسرتوں کا سوال ہے۔ پیاری کی حسرت زیادہ نازک خیال ہے بس اب آنکھ چرانا محال ہے۔ آتا ہوں پیاری اُترا چلے تیرے پاس ہی آتا ہوں۔ تو جان کو پگھلانے والی شمع ہے۔ تو ہی دل کو گھلانے والی

صبح بن کر تیرے پاس آتا ہوں۔ تجھ کو پرگیا کا اُمید افزا پیغام سُناتا ہوں اور سورلوک میں ساتھ دینے کے لیے تجھے بھی پرگیا کراتا ہوں۔ واہ پریم۔ پریم تیری پربلتائی۔ آخر تو نے ہر ایک طاقت پر وجے (فتح) پائی۔

۵

ہے حکم نرالا تو نرالی ہی ریت ہے!
ہے پریم تیری ہر جگہ دنیا میں جیت ہے
زنجیر کے بغیر ہیں قیدی بندھے ہوئے
آتے ہیں تیرے حکم سے پریمی بندھے ہوئے

کچھ دور چل کر پھر ٹھہر جاتا ہے) ٹھہر۔ کائر۔ بزدل۔ پتولنک۔ موہ کی کالک کو لے کر کر فویہ کی بے داغ پیشانی پر تھوپ چلا ہے بیوقوف ٹھہر سُن انتر آتما کی آواز سُن۔ کیا آواز آتی ہے؟ تو مرد نہیں ہو سکتا ہے۔ تو چھتری نہیں۔ چھتری کلنک ہے۔ دیکھ اور آنکھیں کھول کر دیکھ۔ دشٹ گوروں کے اتیاچار سے دھرتی (زمین) کانپ رہی ہے۔ آریہ جاتیا (قومیت) آریہ سبھیتا (تہذیب) دراچار کے بوجھ سے دبے ہوئے کانپ رہی ہے۔ اگر پاپ کی رسی سے پاپ آتماؤں نے دھرم کا گلا باندھ کر دیا رکھا ہے۔ جننی جنم بھومی کی آبرو کو دشٹ گوروؤں نے خاک میں ملا رکھا ہے۔ دلیش ظلم اور انیائے سے تنگ آئے ہوئے امید کے آسمان پر انصاف کی روشنی کا انتظار کرتے تھک رہا ہے۔ جاتی جیون دیا کی ورشتی (بارش) کرنیوالے ایک خفیف سے بادل کے ٹکڑے کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے تک رہی ہے۔ دلیش اور جاتی کی یہ دشا ہو رہی ہے۔ اور تو راس بلاس کی زنجیروں کی دلفریب دنیا میں اپنا گلا بندھوانے کو جا رہا ہے۔ ہاتھ میں پڑے ہوئے رتن کو چھوڑ کر پتھر سے سر ٹکرانے کو جا رہا ہے۔

۵

دھرم کا حامی ہے جو بھی پاپ کا نخچیر ہو
ہر رگ گردن پہ چلتی ظلم کی شمشیر ہو
اور ستم کو جان دے دینے میں یہ تاخیر ہو
اسقدر دنیا کی الفت ہائے دامنگیر ہو
یہ جوانی اور یہ ہو بزدلی انسان میں
حیف ایسی زندگی پر جو پڑی اگیان میں

اے دل کچھ بھی شرم ہے تجھے سب کچھ چھوڑ کر پہلے رن بھومی میں چلنا ہوگا۔ پریم دھارا میں اشنان کرنے سے پہلے ہتھیاروں کی آگ میں چلنا ہوگا ـــــ ۵

جس کو ہے پریم ہم سے خود ہم کو آملیگا
ملنا یہ وہ ہے جس میں دونا مزہ ملے گا
اسکو ہے گر محبت جائیگی مجھ سے پہلے
یہ اعتماد ہیں پر پیاری کو جا ملے گا!

(تھوڑی دیر سوچ کر) مگر سنسار میں دو چیزیں سب سے زیادہ پوتر سب سے زیادہ پرچینہ۔ اور سب سے زیادہ خوشنما ہیں۔ ایک دھرم اور دوسرا گرہست۔ گرہست کا مول تو استری ہے جس کو دھرم نے ہی پرش کی اردھنگنی بنایا ہے۔ ہر ایک اچھے اور برے کام میں استری کی صلاح لینا دھرم نے ہی پرش کو سکھایا ہے۔ مجھے ایک گرہستی کی حیثیت میں اس دھرم کا پالن کرنا ہوگا۔ اترا سے آدیش ملنا ہوگا۔ (سوچکر) ہاں یدی وہ اپنے مشورے سے مجھے یدھ میں جانے سے روک دے تو وہ میرے پریم کا پاتر نہیں ہو سکے گی۔ اس وقت میرا دھرم کیا ہوگا۔ یہی کہ میں اس کے اس ذلیل مشورے کو ٹھکرا دوں اس کے بناوٹی پریم کی خوبصورت رچنا کو نفرت کے صدمے سے ڈھا دوں۔ نہیں - نہیں

ایسا نہیں ہو گا۔ اگر اسکی پچترانی ہے۔ وہ ضرور رن میں جانے کیلئے میرا اتساہ بڑھائے گی۔ مجھے اپنے پریم کی شکتی پر دان کرے گی۔ جس کو پاکر میری آتما سمر بھومی میں طوفان کی طرح اٹھے گی۔ بجلی کی طرح چمکے گی۔ بادل کی طرح گرجے گی۔

ہر کسی کو ناچنا پڑتا ہے اس کی تان پر
پریم وہ جادو ہے جو چلتا ہے ہر انسان پر

گانا

چل پریمی پریم ندی تٹ پر تجھکو اشنان کرانا ہے
پریم امرت کو پان کرانا یہ رس تجھے چکھانا ہے
آشاؤں کسے ہانسہ گوندھ کر لنشا تجھے پیانا ہے
پریم پاس سے ہو کر کنچن مول جگت میں پانا ہے
اٹھک اٹک بول پریم کا انتم سننا اور سنانا ہے!
کل کی کو جانت نہیں کیا ہو آج نہیں پھر آنا ہے
پریم پون سے ہو کر پاون پیچھے سن میں جانا ہے
تے آسیس پریم دیو کی دجئی ہو کر آنا ہے!

ایکٹ پہلا　　　　سین پانچواں

نظارہ:- راج بیر بھوپتی ہستناپور کے ایک نامی رئیس کا مکان

(بھوپتی کا پرویش)

بھوپتی۔ خوش آمد یعنی خوشامد دو سادے لفظوں کا جوڑ ہے مگر زمانے بھر کی خوشیوں کا نچوڑ ہے۔ واہ واہ۔ آرام ملتا ہے تو خوشامد سے۔ نام ملتا ہے تو خوشامد سے۔ دام ملتا ہے تو خوشامد سے۔ سلام ملتا ہے تو خوشامد سے۔ انعام ملتا ہے تو خوشامد سے اور پھر لطف یہ کہ خوشامد ذرا سی زبان ہلانے کا نام ہے چنے چنے ہوئے خوبصورت شبدوں (لفظوں) کی کھچڑی پکانے کا کام ہے۔ یہ سب زبان کو تلا قند کی طرح میٹھا بنانے میں ہی آرام ہے۔ نہ ہاتھوں کی محنت نہ ٹانگوں کی کمائی اور مفت میں بڑائی۔ واہ خوشامد واہ۔ لوگ کہتے ہیں۔ بڑا بننا ہے تو مکار بنو۔ میں کہتا ہوں بڑا بننا ہے تو خوشامد کار وزگار کرو۔ لوگ کہتے ہیں رئیس بننا ہے تو کوئی کمائی کا بیوپار کرو میں کہتا ہوں کہ رئیس بننا ہے تو خوشامد سے پیار کرو اور پھر خوشامد بھی کیا ہی شریف پیشہ ہے

شعر

نہیں ملتا جو قسمت سے خوشامد سے وہ ملتا ہے
کہ پتھر کا کلیجہ بھی خوشامد سے پگھلتا ہے:
کہو گے تم خوشامد سے سما میں نام ہوتا ہے
کہوں گا میں خوشامد سے سنسار کا بھگوان بنتا ہے

تم پوچھوگے عقل بڑی یا بھینس ؟ میں کہوں گا عقل ۔ تم پوچھوگے عقل بڑی یا خوشامد ! میں کہوں گا خوشامد ۔ اب تم پوچھوگے ۔ ایسی اوتم ودیا سیکھنے جائیں تو کہاں سے ؟ کسی رئیس لالہ سے یا کسی بڑی پارٹی یا خوشامدی سے اس کے لئے کہیں پر نہ جانا ہوگا ۔ کچھ زر بھی نہیں لگانا ہوگا ۔ سنئیے جناب لوگ کہتے ہیں ۔ کہ خوشامد سیکھو کسی شاعر بلند خیال سے ۔ رنڈی یا کلال سے بھانڈ یا نقال سے ۔ کسی وزیر باکمال سے ۔ کسی درباری کے خوشامدی دیرینہ سالی سے ۔ لیکن میں کہونگا اور نڈر کیساتھ گلا پھاڑ کر کہونگا کہ خوشامد سیکھو میرے جیسے بااقبال سے ؎

ایک معمولی سا بنیا تھا جب سیکھا ہنر خوشامد کا
ٹھیکیداری میں نام ہُوا اور کھلا دھارا آمد کا
پھر اسی خوشامد کے بل سے سمپتی ہاتھ آئی ہے
بڑھتے بڑھتے آخر پدوی اب راج بیر کی پائی ہے

گانا

کہتے ہو تم بڑی ہے قسمت بڑی ہے بیٹا
کہتا ہوں میں خوشامد سب سے بڑی ہے بیٹا
عزت سے بیٹھنا ہو
کرسی پہ اینٹھنا ہو
ہر شے میں تمام رکھو
سمرن میں یہ نام رکھو ۔ خوشامد ۔ خوشامد ۔ خوشامد
ہو مان ہر سبھا میں
ذکر کریں سلامیں
بننا ہے تم کو اعلےٰ

اُس کا نسخہ مصالحہ۔ خوشامد۔ خوشامد۔ خوشامد۔

افلاس نے ہے گھیرا
اور ہو گیا سویرا!
چاہتے ہو زر کی آمد
نسخہ ہے کارآمد۔ خوشامد۔ خوشامد خوشامد۔

(بھوپتی کی نئی بیوی نویلی کا داخل ہونا)

نویلی۔ تم ابھی یہیں سڑ رہے ہو۔؟

بھوپتی۔ دوسری گیلیش آئینہ ہی غلط ہوئی۔ آج پھر گرمائی۔ گولے پھینکنے والا نیتر دمشین ہے۔ یاراج بیر کی لگائی (سوگت) بیٹا بھوپتی یہ تو اپنے گرم گرم گولے چلائے گی۔ تو اپنے اسی پرانے خوشامد کے ٹھنڈے ہتھیار سے لیس ہو جا۔ نہیں تو منہ کی کھانی پڑے گی۔

نویلی۔ دیکھو جی مجھے تمہاری یہ ڈھیل نہیں بھاتی۔ رئیس ہو گئے۔ تو بازار کے راج بیر ہو گئے۔ تو راج دربار کے۔ پھر دیہی تاخیر کی۔

بھوپتی۔ سراسر توہین ہے ایک راج بیر کی۔

نویلی۔ کیا کہا۔ ذرا پھر کہو۔

بھوپتی۔ خوشامد سے منہ بنا کر، اور کیا کہا تھا۔ یہی کہا کہ نوکر ہیں سرکار کے۔ راج بیر تو ہوتے ہیں راج دربار کے۔

نویلی۔ ان پڑھ کے واسطے پڑھنے پر ہی تو تکلیف ہے

بھوپتی۔ (سوگت) واہ لگائی بھی کیسی حیادار اور شریف ہے۔

نویلی۔ معلوم ہوتا ہے آج بھی بیکاری کے چرخے میں منہ جھلسے رہے ہو میری بات بھی سنی۔؟

بھوپتی۔ ہاں حضور سنی۔ اور آپ کی بات ابھی تک جلی ہوئی رسّی کا ٹکڑا بن کر میری آنتوں میں اٹک رہی ہے۔ کانٹے کی طرح دل کے پردے میں

کھٹک رہی ہے۔ (سوگت) جس دن تیرے ساتھ بیاہ کا پٹہ لکھوایا۔ اسی دن سے ہم نے تو یہ نسخہ جمایا۔ ؎

یہ سب ناز نخرے اٹھانے پڑیں گے
کہ اس سر پہ جوتے بھی کھانے پڑینگے

لنو بلی۔ کہیے میری فرمائش کا کیا ہوا۔ سنا یا سناؤں؟

بھو پتی۔ سنا مگر پڑے میں۔ دیکھنا بہو۔ قسم ہے تیری اور تیرے باپ کی۔

لنو بلی۔ میرے باپ کی؛

بھو پتی۔ نہیں حضور اپنے آپ کی (سوگت) اس جنم میں تو کیا کسی اگلے جنم میں پھر شادی کا نام لوں۔ تو باپ کتا کھائے اور ماں بھی ماری جائے۔

لنو بلی۔ شاید تم گھر میں بھی اپنی پدوی کا رعب بٹھانا چاہتے ہو۔ سورج کے سامنے نہیں ٹھہرے گا اندھیرا!

بھو پتی۔ شرافت کا سویرا۔ دیکھو پیاری۔ جو کہنا ہو۔ چپکے سے کہہ سن لیا کرو۔ جوتے لگانے ہوں تو کواڑ موند دیا کرو۔ ایک ہاتھ سے باجہ بجایا کرو۔ اور ایک ہاتھ سے جوتے لگایا کرو۔

لنو بلی۔ یہ کیوں؟

بھو پتی۔ لوگ یہ سمجھیں کہ کسی راج بیر کی کھوپڑی پر جوتے کی کرنی سے زن مریدی کا پلستر نہیں ہوتا۔ بلکہ طبلے پر تھاپ پڑتی ہے۔ ؎

ہوتی نہیں ہے قدر کبھی گھر کے پیر کی
گھر کی ہو دال اس میں بھی لذت ہے کھیر کی
گر دیکھ لے کوئی بھی شرافت کا یہ سلوک
توہین سراسر ہے یہ اک راج بیر کی

لنو بلی۔ باتوں میں تو کا بیے نہیں۔ میری فرمائش کو تو کھٹائی میں ڈالیے نہیں میری چیزیں لائیے۔؟

بھوپتی۔ (جیب ٹٹول کر) سخت رنج ہے۔ تم سے شرمندہ ہو جانے کا اور سخت افسوس ہے۔ اس کاغذ کے کھو جانے کا۔

نویلی۔ بس تم کبھی پدوی کے لائق نہیں۔ تم کو راج دھرنا یا کس لئے؟

بھوپتی۔ (سوگت) خوشامد نے اور کس لئے؟

نویلی۔ ایک قیمت دار کاغذ اور کھو دیا۔

بھوپتی۔ قیمت دار تو گیا۔ قسمت کا نوالہ بلانے والا کہو۔

نویلی۔ لو یہ پنسل اور کاغذ پھر لکھو۔

بھوپتی۔ لائیے سرکار (کاغذ پنسل دینا)

نویلی۔ لکھو۔

بھوپتی۔ لکھوائیے۔

نویلی۔ جھالر کا مدانی پچاس گز

بھوپتی۔ باپ رے کیا یہ جھالر کسی ساڑی میں لگائی جائیگی۔ یا مکان کا رقبہ ناپنے کے کام آئے گی؟

نویلی۔ تمہیں اس سے کچھ مطلب نہیں

بھوپتی۔ کچھ بھی نہیں مجھے تو لانے سے مطلب ہے۔ جوتی کے آگے سر کو جھکا دینے

نویلی۔ اور لکھو

بھوپتی۔ اور لکھواؤ (سوگت)

کماتا ہے کوئی بیچارہ کوئی زر کو کھوتا ہے
ہمیشہ مفت کی دولت پہ دل بیرحم ہوتا ہے

نویلی۔ لکھتے جاؤ۔ بک ململ پچاس گز۔

بھوپتی۔ کیا اپنے ہی کرتے بناؤ گی یا سنسار بھر کے

نویلی۔ پھر وہی بات تمہیں حکم تعمیل کرنا ہے۔ یا دلیل کرنا ہے؟

بھوپتی۔ (سوگت) اپنی اور اپنی پدوی کی مٹی ذلیل کرنا ہے۔

نویلی۔ لکھو بیس جوڑی ریشمی جراب۔

بھبوپتی۔ راج بیر کا خانہ خراب (پرگٹ) بہو کیا اب ملی کی دکان کھولوگی۔

نویلی۔ پھر وہی جھک جھک۔ وہی بک بک زبان ہے یا جھرنا۔

بھبوپتی۔ (سوگت) دیکھو بیچئے۔ ؎

جیو بیٹا مرد پٹا گردچوسی کہ عیاری
مگر رکھو گی میں اپنی وہی پہلی طرحداری
رہو سب کے پڑھ و جو لیے ہیں یا جا زرک میں تم
بجالاؤ ابھی جا کر میرا ہے حکم سرکاری

نویلی۔ سنا؟

بھبوپتی۔ کان کھول کر۔ یہ بھی خوبی ہے تقدیر کی۔ سراسر توہین ہے ایک راج بیر کی

نویلی۔ اور لکھو۔

بھبوپتی۔ اور لکھاؤ۔

نویلی۔ چار جوڑے کامدار سلیپر

بھبوپتی۔ پہلے یہ تو بتاؤ۔ یہ سلیپر تمہارے پیروں میں گھسیں گے۔ یا میرے سر پہ؟

نویلی۔ پھر وہی ہے سری الاپ۔

بھبوپتی۔ ہائے رے باپ (سوگت) شادی کیا کر لی۔ ہاتھی ونگا گھر میں باندھ لیا۔ یہ تو ایک ہی سال میں میرا دوالہ بول دیگی۔ راج بیر تا کا سارا پول کھول دیگی ؎

بہو کیا ہے میری بھی ہے بڑا جی!
کہے جاتا ہوں پیچھے ہاں جی ہاں جی
کرے گی اسطرح یہ خسر فرح پاجی
بکے گی بیری ٹکے سیر بھاجی!!

نویلی۔ میری پہلی بہو نے تو کبھی یوں ناک میں دم نہیں کیا۔ جو لادیا وہی پہن لیا۔ وہی کھالیا۔ وہی پی لیا۔

نویلی۔ بندر کیا جانے ادرک کا سواد۔ جب ہی تو کہا ہے ان پڑھ کا جیون برباد

بھوپتی۔ کچھ تو راج بیر کی پدوی ملنے سے گھوڑے گاڑی کی آن معالی کا خرچ بڑھا لیا۔ کچھ تم نے اخراجات کا پلندہ میری گردن پر رکھ کر اچھی طرح سے دبالیا۔

نویلی۔ کچھ کر دیری چیزیں تو آئے بناں نہیں رہ سکتیں۔

بھوپتی۔ اب یہاں کیا چلے خوشامد کیا تدبیر کی۔ سراسر توہین ہے ایک راج بیر کی۔

نویلی۔ اور لکھو۔

بھوپتی۔ میرا خیال ہے کہ بازار کو اٹھا کر یہاں لاؤں گا۔ تمہیں کو بازار میں کیوں نہ لے چلوں

نویلی۔ دل لگی رہنے دو۔ اچھا باقی کی چیزیں پھر لکھواؤنگی۔

بھوپتی۔ ادبکار رہا کالی ادبچار۔ لاٹاں والی ادبکار۔

نویلی۔ ایک اور بات۔ دیکھو آئینہ میں اس گاڑی پر سوار نہیں ہونے کی۔

بھوپتی۔ راج بیر کی بیوی ہو۔ تو اب تمہیں ہوا کے گھوڑے پر سوار ہونا چاہیے

نویلی۔ کمبخت کھڑکھڑ کی آواز سے کانوں کو بہرا کر دیگی گرد اڑا اڑا کر کانوں میں روئی بھر دیگی بہت جلد ایک شان بان کی گاڑی تیار کروالو ایسا ہی نقشہ بنوا کر دل ہو ہو دیسی بنوالو

بھوپتی۔ بہو۔ دیکھو میرے چار بالوں کی عزت کو دیکھو یا تو اپنی فرمائشوں کو کفایت کے بند میں ڈالو۔ یا گاڑی کا نام دچار دل سے نکالو۔

نویلی۔ کیوں!

بھوپتی۔ راج بیر کی پدوی جائے تو جائے۔ ڈر ہے کہیں فاقہ کشی کی عدالت میں پیٹ کا چالان نہ کرنا پڑے یم راج کی کچہری میں حاضر ہونے کا سامان نہ کرنا پڑے

نویلی۔ تو کیا اس اوستھا میں پڑھی لکھی جوان بہو آسان سمجھے ہے؟

بھوپتی۔ ہاں اور مرتبہ دونوں کا ہی نقصان سمجھ۔ مل گئی سزا اس تقصیر کی سراسر توہین کی ہے ایک راج بیر کی۔

نویلی۔ اور دیکھو۔

بھوپتی۔ اور دکھاؤ

میری اب دال جوتوں میں ہی بٹواؤگی تم پیاری
وہی اب دیکھنا ہے جو دکھلاؤگی تم پیاری

نویلی۔ سنو۔

بھگوتی۔ مناؤ۔

نویلی۔ تمہاری وہ پرانی بہو بُری آنکھوں سے مجھے تکا کرتی ہے۔ میرے ہار سنگار کو دیکھ کر جلا کرتی ہے۔

بھگوتی۔ جلتی ہے تو جلنے دو۔ جناں باید حسن کے جل جائے تو دس من لکڑیوں کے دام بچیں گے۔ تمہاری ایک آدھ زیبائش کے لئے پیسے نکلینگے۔

نویلی۔ ایسا پربندھ کرو کہ وہ مجھے دیکھ نہ پائے۔

بھگوتی۔ پیاری پورنماشی کے چندرماں کو تو ہر کوئی دیکھتا ہے۔

نویلی۔ مگر اس کی آنکھوں میں زہر ہے مجھے نظر لگ گئی۔ تو جان کے لالے پڑ جائینگے۔

بھگوتی۔ کیا اس سے بھی زیادہ۔

نویلی۔ بس صحن کے بیچوں بیچ ایک دیوار کھچوا دو۔

بھگوتی۔ (سوگند) یوں کہو راجہ دریودھن کا خزانہ لوٹ کر مجھے لا دو

نویلی۔ اور دیکھو اس نے ہم پر کچھ جادو بھی کر ڈالا ہے

بھگوتی۔ ہم نے اس کا کچھ سراغ نکالا ہے؟

نویلی۔ میں دیکھتی ہوں کہ تم میری زیبائش پورا کرنے میں ہمیشہ ڈھیل کرتے ہو۔ یہ ساری مایہ ہے۔ اسی کی تاثیر کی۔

بھگوتی۔ سراسر توہین ہے ایک راج بیر کی۔

نویلی۔ اچھا میں اب شام کو ملوں گی اور اپنی چیزیں گنوا لوں گی آج دن پھر مجھے ایک پلنگ دیکھنا ہے۔ (جانا اور پھر لوٹ کر آنا) کاغذ کو سنبھال کر رکھنا۔ دیکھنا یہ تحریر ہے میری تقدیر کی۔

بھگوتی۔ سراسر توہین ہے ایک راج بیر کی

{ جانا نیلی کا بھوپتی کی پہلی بیوی انبیلی کا داخل ہونا۔ }

انبیلی۔ پران ناتھ۔
بھوپتی۔ (سوگت) چھیت۔ نفرت بھلا کہیں جگنو بھی سفید مل کر چاند کی صورت کو پا سکتا ہے۔ چراغ بھی سورج کے سامنے فروغ پا سکتا ہے۔ کہاں نئی نیلی۔ اور کہاں یہ سڑا سڑا چقندر۔ کہاں جوان فاختہ۔ اور کہاں بوڑھا بندر۔ ذرا رنگت دیکھنا اس تصویر کی۔ سراسر تو ہمنا ہے ایک مانج بیر کی۔
انبیلی۔ پران ناتھ۔ بولتے نہیں۔ کیا کچھ ارادہ ہوا؟ ہاں ضرور ہوا۔ ایک نئے پھول کے آنے سے میری ڈھلتی جوانی کی۔ بہار پھیکی پڑ گئی۔ ع ارادہ ہے تو یہ ہے تقصیر ہے تو یہ ہے۔
بھوپتی۔ ع تصویر ہے تو وہ ہے۔ توقیر ہے تو یہ ہے
انبیلی۔ پران ناتھ۔
بھوپتی۔ کہو تم کیا کہنا مانگتی ہو؟
انبیلی۔ پران پیارے سے دو دو باتیں۔؟
بھوپتی۔ اچھا جو کہنا ہو سوچ سمجھ کر کہو۔ جتنا تھوڑا ہو سکے کہو۔ کارن کہ آج کل راج دربار کے دھندوں میں بہت مغز کھپانا پڑتا ہے۔ یدھ میں راجہ دریودھن کی جیت کے لئے دماغ کو لڑانا پڑتا ہے۔
انبیلی۔ میرا کہنا ہے کہ بھگوان کیلئے پدوی کے نشے میں خرچ کی دنیا کو اتنی لمبی پر نہ لے جاؤ۔ جتنی چادر دیکھو اتنے ہی پیر پھیلاؤ۔
بھوپتی۔ چادر کیا راج بیر کی چادر تم تھوڑی کا سمجھتی ہو۔

۵

اس شہر بھر میں ایکا ہی اپنی نظیر ہوں
جتنے ہیں مالدار میں اُن میں امیر ہوں

آگے تھا سیر اب میں سوا سیر بن گیا
آگے تھا گیدڑوں میں اب شیر بن گیا

البیلی۔ یہ تو میں بھی جانتی ہوں تم راج بیر بن گئے۔ تو کیا اسکا یہ ارتھ ہے کہ تم کپڑوں سے باہر ہو جاؤ۔ کیا یہی پہچان ہے۔ ایک شریف امیر کی؟

بھوپتی۔ سراسر توہین ہے ایک راج بیر کی۔

البیلی۔ میں دیکھتی ہوں کہ رات دن فضول چیزوں کے جھگڑے لدے ہوئے آتے ہیں۔ راج رانیوں کے پہننے لوگ کپڑے اتار کر پھینک دئے جاتے ہیں۔ اچھے اچھے پدارتھ صحن میں پڑے ٹھوکریں کھاتے ہیں گھستے ہیں۔ سڑتے ہیں یا بھنگی اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ کیا اس طرح زر کو آگ لگانا امیری کا ہے۔

بھوپتی۔ پھر وہی طرز تقریر کی۔ سراسر توہین ہے ایک راج بیر کی۔

البیلی۔ نئی تو یہی کیا آئی۔ گھر کی کردی صفائی سمجھ تم نے راج بیر کی بیدی کا پالی تو ایک آفت مچائی۔ جو تم سے بچ رہی وہ اس نے لٹائی۔

بھوپتی۔ دیکھو۔ سنو۔ میں اس پڑھی لکھی سندر سوشیلی بیوی کی شان کے خلاف ایک آدھا لفظ بھی نہیں سنوں گا۔

البیلی۔ کیا پڑھی لکھی بہو کے یہی لچھن ہیں۔ پر بس پڑھا ہو تو باہر نام لکالے استری پڑھی ہو۔ تو گھر کو سنبھالے۔

بھوپتی۔ کیا وہ پڑھی لکھی نہیں۔ ایسا جھوٹ۔ سفید جھوٹ۔

البیلی۔ پڑھی لکھی ہوتی تو گھر میں سلیقہ دکھاتی۔ نہ گھر کو نمائش گاہ بناتی۔

بھوپتی۔ تم کو سوت سے چڑھ ہے۔ مگر سنو تم سے کوئی بات نہ دیکھی جائے تو آنکھیں بند کر لیا کرو۔ دو وقت بھوجن پاکر پرماتما کا بھجن کیا کرو۔

البیلی۔ میرے پرماتما تو تم ہو۔

بھوپتی۔ وہ زمانے اب نہیں۔؟

البیلی۔ اب کیا ہے۔
بھوپتی۔ اب تو راجہ دریودھن کا راج ہے۔ نئی نئی پدویاں پاؤ۔ نئی نئی بیویاں بیاہ کر لاؤ۔ خوب گھوڑے گاڑی کی شان دکھلاؤ۔ اور میری طرح راج بیر کہلاؤ۔
البیلی۔ مگر راجہ خود تو رن میں لڑے اور تم راج بیر ہو کر رن میں نہ جاؤ۔
بھوپتی۔ اچھی صلاح کار ہو رن میں بھیجنے پر تیار ہو۔ ٹھیک ہے تم نے جانا کہ اب میرے کام کا نہ رہا۔ جیئے تو اچھا نہ جیئے تو اچھا۔ میں ایسا پاگل نہیں کہ رن میں بنا کارن چلا جاؤں۔
البیلی۔ چاہے راجہ کی جان جائے؟ واہ اچھی راج بھگتی ہے۔
بھوپتی۔ تو کیا جانے یہ تو ہماری ایک یکتی ہے جب راجہ کی جان پر بنتی۔ دیکھ پائیں گے۔ تو نرا لڑائی کی آگ میں کود جائینگے کیونکہ ہم راج بیر ہیں۔
آواز۔ (ڈھنڈورہ) شری یان مہاراجہ ادھیراج کسعل کے سرتاج مہاراج دریودھن کا حکم ہے کہ راج بیر راج بہادر راج بھوشن۔ راج گیج راج۔ راج سیلہ راج آیا دی۔ پدوی پانے والے سب اپنے ودھا داسعں سمیت یدھ کے لئے تیار ہو جائیں۔ دشمنوں کو سلانے کیلئے بیدار ہو جائیں۔
بھوپتی۔ دیکھنا بھئی بتانا ذرا یہ ڈھنڈورچی کی آواز ہے۔ یا میرے کان گونج رہے ہیں۔
البیلی۔ ڈھنڈورچی کی آواز ہے۔
بھوپتی۔ تو بس پھر مجھے چھپانا۔

رن کا اگر ہے نام تو بس کام ہے تمام
کھد ستی کو آن کے اپنے پتی کو تھام

(دور ضحبت ہوتا ہے۔ البیلی ہاتھوں سے تھام لیتی ہے)

ایکٹ پہلا سین چھٹا

منظر :: باغ کے ایکسٹر لواس

یعنی زنانہ رہائش گاہ

ویرار جن کی پتر ددھو یعنی ابھمنیو کی استری مہارانی اترا اور سکھیاں گان کرتے ہوئے داخل ہوتی ہیں۔ آترا ابھمنیو کے دیوگ میں مغموم ہو رہی ہے سکھیاں اس کا جی بہلانے کی کوشش کرتی ہیں۔

گانا

(سب کا)

سکھیاں) کیسی ہے بہار سکھی کھلت کلی کلی ہے
پون مند مند کھلاوے کو چلی ہے
پھولن سے گمد پیاری کیاری کی بھلی ہے
نرکھنے کو سوریہ سکھی نے بھی آنکھ ملی ہے
کیسی ہے بہار......

اترا) بن پیا بھاسے نہ سکھی نردیئی رتو بہار
گلی گلی میں وشی بھرا ناگن سی سرڈار

سکھیاں) میٹھی مہک پھولن کی گمدیا میں بی ہے
موتی سی اوس یہ نکھات کیسی بھلی ہے

ایسی بہار دیکھ روی جوت ڈھلی ہے
پھولوں پہ برستی سگندھ کی بادلی ہے
کیسی ہے بہار۔۔۔۔

اترا۔ چھٹتے ہیں سکھی انتر میں بن کر آرے پھول
لپٹ گئی بھر تار بن کنٹک سارے پھول
کیسی ہے بہار۔۔۔۔

پہلی سکھی۔ یہ کیا بھید ہے۔ سکھی ایسی بہار میں بھی مہارانی اداس ہو رہی ہے کیسی سہاونی سباس ہو رہی ہے۔ ہر ایک ڈالی کا پھول پھول کھل کر تو جوبن پر آیا ہے اور مہارانی اترا کے دل کا پھول ویسا ہی مرجھایا ہے۔

دوسری۔ کارن کہ آج کل کچھ دال میں کالا ہے

تیسری۔ یوں کہو نا ہردے (دل) سیپی (سیپ) کے اندر آشا (امید) کی سواتی بوند نے اپنا چمتکار ڈالا ہے۔

چوتھی۔ اور اب کچھ کال (عرصہ) میں ہی پانڈوؤں کی اقبال شالی آکاش پر کوئی نہ کوئی سوریہ اودے (طلوع) ہونے والا ہے۔

پہلی۔ پھر تو یہ خوشی کا اوسر (موقع) ہے۔

چوتھی۔ ہاں ہاں۔ سورج نکلنے سے پہلے تو پربھات کے تارے کی روشنی نظر آتی ہے۔ اسی لیے تو ہماری مہارانی کے چہرے پر اداسی اپنا پربھاؤ دکھلاتی ہے۔

دوسری۔ یہ تو یوں کہو چندرما کا تیج اداسی کی گھٹاؤں میں بھی جھلک رہا ہے۔ پھول پتوں کی اوٹ میں چھپا ہے تو بھی چمپا کا پھول ہے۔ چھپے ہوئے ہی مہک رہا ہے۔

موتی گاردش کال میں کب گھٹتا ہے تیج
مانو دو استھان میں یہ بجتا ہے تیج!

پہلی۔ اب سمجھی۔ تو یوں کہو نا مہارانی کی گود کسی آبدار لال سے بھرنے والی ہے۔ چمپا کا پھول پتوں کے نیچے ہے اور یہ پتوں کی ہریالی ہے۔

یہ پیلے کپڑے نوشا کے دولہن کو لگنے والے ہیں
کوئی دن میں ہی اب یہ شادیانے بجنے والے ہیں
بڑا ہے سوانگ بندو سیلیپ میں اب رنگ بدلتا ہے
خبر گودی میں پلے گا وہ ابھی ہردے میں بلتا ہے

تیسری۔ ہاں ہاں ایشور کی کرپا بھوانی کی دیا سے یہ خوشی کا دن تو نصیب ہوگا ہی

دوسری۔ میں تو پھر مہاراج سے موتیوں کا تھال لوں گی۔

پہلی۔ اور میں تو مہارانی سے بہت سا مال لوں گی۔

چوتھی۔ کچھ تو یوں ہی پیاری مہارانی لجا (شرم) سے چھپی جا رہی ہے کچھ اوپر سے تو اس کو اور لجا رہی ہے۔

پہلی۔ پیارے یہ کیا سے سر جھکا لیا یا کچھ نیچے ڈھونڈ رہی ہو ؎

نہ کیوں ہردا ہو ٹھنڈا جب چھپا سکھ پال ہردے میں
جسے تم ڈھونڈتی ہو وہ چھپا ہے لال ہردے میں

اترا ایکھی۔ میرے نین چکور تو کسی اور چندر (چاند) کو ڈھونڈ رہے ہیں۔ ؎

لگی ہے چندر درشن کی لگن ان دو چکوروں میں
امنگ ہے آنسوؤں ان دو انکھوں کے کٹوروں میں
ارگھ دینے کو دیکھوں ہاتھ کب چرنوں میں بڑھتا ہے
میں رستہ دیکھتی ہوں کب میرا وہ چاند چڑھتا ہے

پہلی۔ اوہو سمجھی یہ تو مہاراج ابھمنیو کی جدائی کا سارا جھگڑا ہے

دوسری۔ جب ہی تو ہنسی جلتی نہیں اسی جدائی کی سوگ شم (لطیف) زنجیر دل نے جکڑا ہے۔

اترا۔ ہاں اسی کا سارا جھگڑا ہے۔ اسی نے جکڑا ہے ؎

جدائی کی ہوا دہکا گئی ہے آگ سینے کی!
لگے اڑنے بھبھوکے اب کسے کیا آس جینے کی

تیسری۔ پیاری ہنسی خوشی کھیل کود میں ہی تو جی بہل سکتا ہے۔ جتنا سمرن (یاد) کا ایندھن ڈالو اتنا ہی جدائی کا داہ دکھتا ہے۔

اُترا۔ وہی آئیں۔ تو دل کو چین آئے۔ جل ہو یا س بجھے نسیم چلے تو غنچوں کو کھلائے۔ ؎

اس کے سوا ہے کون جو دل کو قرار دے
آئے پیا تو وہ ہی خزاں کو بہار دے
درد بنا ہوا ہے گھونٹ ویوگ کا
دھمکا کے کہ رہا ہے مجھے تار تار دے

چوتھی۔ مہارانی دیکھو تو ان پھولوں کو دیکھو۔ یہ بھی مہاراج کی پیاری صورت کی طرح کیسے پیارے ہیں۔

اُترا۔ یہ پھول تو شول سے دکھتے ہیں۔ ؎

چاند کی شکل نہ سوسن کی تنویر پسند
دل کے درپن کو ہے بھرتار کی تصویر پسند

گانا

اُترا۔ گگن یہ دل میں لگی ہے اسے بجھا لینا
سکھی برہ کی مجھے اگن سے بچا لینا
لگی یہ دل میں . . . .
پیا آئے نہ۔ جیا جائے نہ
تڑپائے جیا کل پائے نہ
بکا ہے نینا مینہ برسائے نہ
گرے ہیں آنکھ سے موتی انہیں اٹھا لینا
مجھے ہے بھینٹ کو مالا یہی بنا لینا

استھائی:- پیا آئیں گے درشائیں گے
سکھی ایسا جیا کل پاوے نہ
من تھوڑا کر دنہ گھبراوے نہ
لگن یہ دل میں.....

انترا:- پیا جو آئیں میرے درد کی دوالینا
پڑی ہی ہوں روگ شیا پہ مجھے جگالینا
لگن یہ دل میں.....

انترا:- گنگ بہتر ہے زباں اس نالۂ شبگیر سے
ناک میں دم آ گیا ہے آہ بے تاثیر سے

پہلی:- ایسی کلپنا، یہ رونا یہ تڑپنا، تم تو پریمی ہو پریم کی ریت جانتی ہو پر کا کوتم کیا پریم ریت کے وپریت جانتی ہو۔؟ سہ
صحت کی قدر ہوتی ہے انساں کو روگ میں
سنجوگ سے مزہ ہے زیادہ ویوگ میں
یہ دل کی بیقراریاں اور آہ و زاریاں
پریمی کو یہ نصیب کہاں ہیں سنجوگ میں

دوسری:- یہ تو سچ ہے اچھے پدارتھوں کی صورت دیکھ کر جو آنند بڑھتا ہے اُن کو بھوگ کر لینے کے بعد اُس آنند کا ذرّہ بھر بھی باقی نہیں رہتا۔ سہ
کیا درد کا مزہ ہے یہ گھائل سے پوچھیے
آنند کیا تڑپ میں ہے بسمل سے پوچھیے
کیا چاشنی برہ کی ہے کتنی لذیذ ہے
میٹھی کسک یہ کتنی ہے اس دل سے پوچھیے۔

چوتھی:- اور پھر مہاراج کا تم پر بڑا پیار ہے۔
تیسری:- کیوں نہیں۔ یہ تو یہاں آن کے بدھ میں بے قرار ہے۔

دوسری۔ وہ وہاں تڑپتے ہونگے اپنی پیاری کو یاد کرتے ہونگے ہ
زمین پر جس کی گرمی ہے وہ سورج آسمان پہ ہے
یہاں جو آگ جلتی ہے دھواں اسکا وہاں پر ہے
اندرا۔ ان خالی تسلیوں کے جل سے یہ برہ اگن سے جلتا ہوا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوتا
ہ قسمت بناوٹوں سے بنائی نہیں جاتی
شبنم سے آتش دل کی بجھائی نہیں جاتی

گانا (اندرا کا)

گھبراوت ہے اکولاوت ہے من میں میرا سکھی بن جل کے
ناہیں رہ کے سکت جات سکھی بہے آنسوں سے جھرنا جل کے
کل کیسو آوے بے کل کو ناہیں پران پدھارے ہیں کل کے
ناہیں پریتم کے جب چرن تجے سب سو انس اکاسو مل مل کے
جب سانس نہیں تو آس کہاں اب جیون کا پیالہ چھلکے
نہیں جات سنبھارت کیتی یہ لگتا جو نینن سے ڈھلکے!
اب بجر سمان یہ پران بھئے منہ وائے سے نکلے نکلے
ہیں کرتا ہیں آوت پران پیا چلو آپ ملیں پیا کو چل کے
اندرا۔ زبانی۔ وہ نہیں تو کچھ نہیں یہ زندگانی دھول ہے
جس میں خوشبو ہی نہیں کس کام کا وہ پھول ہے

(ابھمنیو کا داخل ہونا)

ابھمنیو۔ ہے پھول کو تلاش کہ خوشبو کدھر گئی
کہتا ہے سورج یہ روشنی ہے تو کدھر گئی
ہے پریم کی سزا ابھی تو اس کا صلہ بھی ہے
پیدا ہے دل میں درد تو اس کی دوا بھی ہے

اترا - (خوشی سے) آگئے - آگئے - ؎

صورت وہ سانس لینے کا سامان آگئی
بے جان سے شریر میں پھر جان آگئی
وہ دل کے دیوتا میرے دیو اندر آگئے
برہا کی راتری میں میرے چندر آگئے

الکمنیو - پیاری - دو ہی دن میں یہ دشا بنالی - بجلی سی صورت اور دو پھول سے لال - ایسی محبت بھی کس کام کی جو کام کاج سے بھی کھو دے - وہ آنکھ بھی کیسی جو کہر کے دھوئیں کو دیکھ کر رو دے ؎

دوئی کا نام مٹ جائے تو پھر کیا کام دبدا سے
جدا ہوتی بھی کیا دیکھی ہے تم نے لہر دریا سے

اترا - کیا جب تک یہ دو جاری رہے گا - ہمیں جینا یونہی بھاری رہیگا؟ پریتم کو روز یونہی ترسایا کروگے - وہ دو برس کے سمان دو دو دن کے بعد کھلنے کو اپنا چندر مکھ دکھلایا کروگے؟

الکمنیو - پیاری اترا - یہ نہ سمجھنا کہ میں اس پریم رس کو نہیں جانتا - شریر تو یدھ میں مشغول رہتا ہے - پرنتو پران تمہاری اچھیا کے ہی انوکول رہتا ہے - ؎

سُر لگا رہتا ہے پیاری راگنی کے ساتھ ساتھ
جھمجھے ہے جرتار تو بھی بھانسی کے ساتھ ساتھ
رات کے پردے میں ہوگا یک دن کی اوٹ میں
چاند رہتا ہے ہمیشہ چاندنی کے ساتھ ساتھ

اترا - آہ برہ بن میں بھٹکنے والا پنچھی مانو دو دن بعد اپنے گرہ میں لوٹ کر آیا - ریتے میں تڑپ رہی مچھلی کو مانو آج کسی نے اچانک آکر جیون جل میں نہلایا - ؎

باد تقدیر میرے گل کو اٹھا لائی ہے
تم نہیں آئے میرے جسم میں جان آئی ہے

انجمینو۔ پیاری۔ کیا دیوگ اور کیا سنجوگ سچے پریمی کو تو ہر چیز میں چکنی کا ہی روپ نظر آتا ہے۔ سہ

گل باغ میں کھلے ہوئے سب اس ہوا کے ہیں
ہر چیز میں چھلاوے تیری اس ادا کے ہیں
لوگوں کو آسمان پہ شفق اور میرے لئے
بادل رنگے ہوئے تیرے رنگ حنا کے ہیں

اندرا۔ یہ تو میں تب جانوں جب میرے پورن چندرماں کے دیئے کبھی کرشن پکش (مانند اندھیری راتیں) نہ آئے۔

انجمینو۔ کیا ایسے یدھ کے سمے پر بھی؟

اندرا۔ ہاں۔

انجمینو۔ پیاری آج بڑی مشکل سے موقع نکال کر آیا۔ آج تو مجھے چاچا نے پانڈوؤں کا سینا پتی بنایا۔ آج تو بڑی بھاری مہم درپیش ہے۔ اور تمہارے لئے بھی یہ خوشی کا سندیش ہے آج گرو درون آچاریہ کے رچائے ہوئے چکرویوہ کو توڑنے جا رہا ہوں۔ یہ پھلبن کیا ہے مالنیہ تو جاتی بیر شریتا کو تمہارے مست نینوں کا نشہ پلا کر لا رہا ہوں۔

اندرا۔ یہ کیا چھاتی پر بجر سا چلا دیا!

گانا (دونوں کا مشترکہ)

اندرا۔ چھوڑ کے دل کو میرے نہ دکھائیو
جائیو نہ پران موہے چھوڑ کے نہ جائیو۔ جائیو نہ پران

انجمینو۔ دھرم تیاگ کیسے پریہ سمر میں نہ جاؤں
کل کے دل لیش کو کیسے داغ میں لگاؤں۔ جائیو نہ پران

اترا۔ جانے کی بات پران مکھ سے نہ سنائیو

کہہ کے ناہیں بول ایسے تیر سے لگائیو جائیو نہ پران

ابھمنیو۔ ایسے دکٹ کال میں جو پیٹھ میں دکھاؤں

چھتری کا پتر کیسے پھر میں جگت میں کہاؤں۔ جائیو نہ پران

اترا۔ جانا ہے ضرور تو موکو لیتے جائیو!

چھوڑ کر نہ موہے یہ کٹھورتا دکھائیو۔ جائیو نہ پران

ابھمنیو۔ شیگھر پیاری ہا کے وجے دشمنوں پر آؤں

بن کے چھتری وشو میں یہ جنم پھر تباؤں۔ جائیو نہ پران

اترا۔ تو کیا یدھ میں سینا پتی ہو کر جانے کا نشچہ کر لیا؟

ابھمنیو۔ ہاں دل اور جان سے نشچہ کر لیا۔ ؎

کہہ ڈالی ہے جو بات ہٹائی نہیں جاتی

سنگرام سے اب آنکھ چرائی نہیں جاتی

یہ پران رہیں یا نہ رہیں پرن نہ ہریگا

جھوٹی قسم۔ قسم تیری کھائی نہیں جاتی

اترا۔ میرا کہا مانو۔ تو پران ناتھ آج کا دن کسی نہ کسی طرح ٹال دو۔ آج یدھ میں جانے کا خیال دل سے نکال دو۔

ابھمنیو۔ امرت برسانے والے بادل سے زہر کی بوچھار ایک ویر چھترانی کی زبان اور یہ کائر بنانے والی گفتار۔ ؎

تجھ سی چھترانی بیکار رن کے نام سے گھبرا گئی

شیرنی کے دل میں کیسے بزدلی یہ آ گئی

باندھتی ہو تم پتی کو کائری کے طوق سے

کیوں نہیں کہتی کہ جاؤ رن میں جاؤ شوق سے

اترا۔ جی نہیں مانتا ہے بکتیں سر بجوسی میں نہیں جتے ہوئے میرا کلیجہ کانپتا ہے نہ جانے

پدما :- جب تم نے یدھ میں جانے کی بات سنائی۔ اسی وقت میری ناہنی بجا جھرجھرائی۔ کنٹھ مالا (گلے کا ہار) ساڑی میں الجھ کر ٹوٹ گئی۔ سنبھالی پر نتو ہاتھ سے چھوٹ گئی ؎

ہوں ننگن جو شبھ تو کسی شبھ کام میں بھیجوں
جی مانتا نہیں تمہیں سنگرام میں بھیجوں!
بس میری دینے مان لو مت یدھ میں جاؤ
جس طرح بھی ہو آج کا دن گھر میں بتاؤ

ابھمنیو۔ اترے۔ ایسے موقع پر چھترانی ایسی دُربلتا کا اظہار نہیں کرتی۔ آریہ محل فرض کی قربانی کر کے اپنے پتی سے اتنا پیار نہیں کرتی۔ دھرم یدھ کا نام سن کر جو بھی چھترانی ہے جس کی رگوں میں چھتری انش کا پانی ہے وہ پتی یا پتر کو تیروں اور تلواروں کی آگ میں جھونکنے سے ذرا نہیں جھجکتی۔ وہ پتی یا پتر کو سنمکھ مرتا دیکھ کر ماتھے پر ذرا بھر میل پرگٹ (ظاہر) نہیں کرتی۔ پتر کی اس دھرم پر مرنے وہ بھی پتر دتی اور پتی کی دھرم... مرتیو سے وہ بھی سند دستی کہلانے کے سوبھاگیہ (قسمت) کو پراپت ہوتی ہے۔ اس کا جیون لیلا ہمیشہ بیٹھ وجئی (فتحمند) پتی کی چتا میں جل کر سماپت (ختم) ہوتی ہے۔ اترے جو استری پتی پتر یا کسی اور سنبندھ (رشتہ دار) کو رن میں جانے سے گھبرائے جو کسی بیٹھ کی ایسی شاندار موت پر آنسو بہائے۔ جو جھٹے موہ میں پڑ کر اس دھرم کسوٹی کے اوسر (موقع) پر اپنے دل کی کمزوری دکھائے وہ اس قابل نہیں کہ ابھمنیو جیسا دھرم ویر اس کو اپنی ماتا یا استری بنائے۔ ؎

ویر چھترانی کبھی دنیا کا موہ کرتی نہیں
ایسے اوسر پہ پتی سے پیار وہ کرتی نہیں
پھینک دیتی ہے سمر میں وہ کلیجہ کاٹ کر
دھرم سے ہٹتی نہیں پتی پتر درد وہ کرتی نہیں

اُترا۔ تیرے لئے تو سب کچھ کر سکتی ہوں۔ مگر آج کا دن کاٹ کر کھاتا ہے۔ بدشگونی کا خیال میرے صبر اور قرار کی پونجی کو لوٹے لئے جاتا ہے۔ ؎

ایشور کرے منگل، کسی پرکار کی ہانی نہ ہو
بدھ سے دکھ کے کہیں دل کو گراں جانی نہ ہو
راہ میں کانٹے بھی ہوں تو پھول بن جائیں وہی
دیو جو پرتی کُول ہوں انوکول بن جائیں وہی

ابھیمنیو۔ پیاری۔ ہاردک ودنی! دکھ سے تم کیوں اتنی کاتر ہو رہی ہو؟ گلاب کی پنکھڑیوں پر شبنم کے قطرے ڈھلک رہے ہیں کیا تم رو رہی ہو؟ کیا یہ رونے کا اوسر ہے؟ جاؤ پیاری جاؤ ہنسی خوشی اندر جاؤ۔ کوئی اچھا سا زیور نکال کر لاؤ اپنے نازک ہاتھوں سے میرے گات (جسم) پر سجاؤ۔ اور آنند کے ساتھ رن یاترا کے لئے مجھے بدا کرو۔ ؎

ویر چھترانی ہو تم اور ویر کی سنتان ہو
آریہ للنا ہندو مہلا جاتی کا ابھیمان ہو!
تم تو خود رن میں لڑو رن میں کشل ناری ہو تم
سنت ودھو ارجن کی اور ابھمنیو کی پیاری ہو تم

اُترا۔ پران پیارے آج تک میں نے تمہیں کبھی ایسے کام سے نہیں روکا دھرم کشتری کی یاترا کو جاتے کبھی نہیں ٹوکا۔ ؎

نہ روکا ہے نہ روکوں گی کبھی اس دھرم سے تم کو
نہ بھولے سے ہٹاؤں گی کبھی شبھ کرم سے تم کو!
مگر کچھ آج کا دن ہے کہ یہ دل ہاں نہیں کہتا
تمہیں رن بھیجتے ہاتھوں میں دل میرے نہیں رہتا

ابھمنیو۔ تم چاہتی ہو کہ میں چھتری دھرم کا ترسکار کروں!
اُترا۔ نہیں۔

ابھمنیو۔ تم چاہتی ہو کہ میں اپنی پرتگیا کو ہار کر جنم کو بیکار کر دوں۔؟

اترا۔ نہیں۔

ابھمنیو۔ تم چاہتی ہو کہ میدان جنگ سے منہ موڑ کر بزدلی کا رستہ اختیار کروں!

اترا۔ نہیں۔

ابھمنیو۔ تم چاہتی ہو کہ بہادروں کی موت سے بھاگ کر میں جینے کے لئے جھوٹی دنیا سے پیار کروں!

اترا۔ نہیں۔

ابھمنیو۔ تم چاہتی ہو کہ سینہ بلج ویشر سا ہو کر گیدڑپنے کا اظہار کروں!

اترا۔ نہیں۔

ابھمنیو۔ تم چاہتی ہو کہ میں دھرم کو کشٹ میں چھوڑ کر باپ کا دلیہ ہاد کروں!

اترا۔ نہیں۔

ابھمنیو۔ تم چاہتی ہو کہ میں کرتویہ سے انکار کر کے راس ہلاس کے آنند کو سویکار کر لوں

اترا۔ نہیں۔

ابھمنیو۔ یدی تم اس میں سے کچھ بھی نہیں چاہتی تو سوچو غور کرو۔ کال نے کس کو نہیں کھایا۔ اور کس کو نہیں کھائیگا۔ ویر چھتری کے لئے یہ زیبا ہے کہ کشٹ اور روگ گرست (مرض کا شکار) ہو کر بستروں میں نرم گدیلوں پر جان دے یا یہ اچھا ہے کہ دھرم جدھ میں بانوں (تیروں) کے شاندار بچھونے پر اپنے پران دے دے

ہے خون جس میں چھتری کا مرنے سے وہ ڈرتا نہیں
لیکن یہی مرا جو ویر پھر وہ جنمتا مرتا نہیں
بھائیوں کے جو سنتاپ کو ہرنے میں اپنے پران دے
کیوں کر نہ اس کا نام ہو کیوں کر نہ دنیا مان دے

نہ بانی رکیا کوروں کے اتیاچاروں (مظالم) کو بھلا دیا۔؟

اترا۔ کوروں کے اتیاچار۔؟

ابھمینیو۔ ہاں آتیا چار ایک نہیں بے شمار ظلم ایک نہیں ہزار ہماری سوتیلی ماتا دروپدی کا سبھا میں اپمان۔ فریب سے بھائیوں کو راج بھرشٹ کر کے بنکلیان پانچ علاقوں کے بدلے پانچ گاؤں دینے سے بھی انکار کرشن مہاراج کے سنہری اپدیشوں کا ترسکار۔ پھر دھرم کے خلاف سنگرام کی تیاری سنگرام کے اندر دھوکا اور مکاری تیاجی کی غیر حاضری میں چکر بیوہ کا رچانا۔ افسوس کرتے بر وان پانچوں بہادر کو اس کا دوار پال بنانا

دھرم کی کیا ہر ریت کیا آز نیتا ہوتی جائے گی
کیا ہمیشہ پاپ کو ہی جیت ہوتی جائے گی
سرشٹی کی رچنا اگر کچھ نیم کے انوسار ہے
میں دکھاؤں گا کہ آخر پاپ دل کی ہار ہے

اترا۔ (سوگت) رہ سکتی ہوں تو مشکل نہیں رہ سکتی تو مشکل۔ دل کہتا ہے کہ کوئی انہونی بات نہ ہو جائے دھرم کہتا ہے کہ کیرتی (شہرت) پہ داغ نہ آئے۔ اب میرا دھرم کیا ہوگا۔ یہی کہ تمام آنے والی مصیبتوں کے سامنے چھاتی کھول کر کھڑی ہو جاؤں کڑیاں سہنے کیلئے پربت کے سمان کڑی ہو جاؤں بھگوان ہی میری رکشا کریں گے۔ میرے پران آدھار کی رکھشا کرینگے۔ میرے سہاگ کی رکھشا کریں گے۔

نہ جانے اسے پربھو منظور کیا کچھ آج تجھ کو ہے
میرے اور لوگ کی بھی سہاگ کی بھی لاج تجھ کو ہے
تمہارے ہی بھروسے بھیجتی ہوں پران پیارے کو
سہارا دیجیو تم میرے جیون کے سہارے کو

ابھمینیو۔ پیاری کس سوچ میں پڑ گئی؟

اترا۔ تمہاری پرتگیا کی سوچ میں۔

ابھمینیو۔ تو کیا پرتگیا چھوڑ کر تیرا کہا کرلوں؟

اترا۔ نہیں۔ پران ناتھ نہیں۔ اترا ناتھ نہیں۔ یدی کرشن بھگوان بھی آ گئے تو
کو کہیں۔ سورگ کا لالچ دے کیسی دیوتا لوگ بھی آ کر تپ کے چھوڑنے کو کہیں
تو بے دیر تب بھی پرتگیا نہ توڑنا۔ کرتویہ نہ چھوڑنا۔ ے

میرے جیسی سینکڑوں ہی ناریاں مل جائیں گی
بھوگ کی خاطر ہزاروں بیماریاں مل جائیں گی
کرم سے سنسار کی سرداریاں مل جائیں گی
گل بھی اور گلشن بھی اور گلکاریاں مل جائیں گی
پر بڑے تپ سے جو ملتا ہے وہ کیول دھرم ہے
دیو آگیا میں ہے جتنی اُن میں پربل دھرم ہے

ابھمنیو۔ پھر کیا دیر ہے۔ اس دھرم کو پالن کرنے کیلئے مجھے بدا کرو۔ اور دنیا کو دکھا دو۔ ے

دھرم ہے کیا چیز جو پرشوں کو بھی سکھلائی ہیں
ایسی ایسی ویر بھارت ورش کی مہلائیں ہیں

اترا۔ ایسا ہی ہوگا۔ دو ہاتھ ہیں اور دو ہی خوشی کے سامان۔ ایک ہاتھ میں وجے مالا۔ اور دوسرے ہاتھ میں جان۔ تم رن میں جیت جاؤ گے۔ تو وجے مالا کا ہاتھ حرکت کرے گا۔ تم کو مالا پہنائے گا۔ تم سے بھینٹ کرنے کو بڑھیگا یدی تم نے ویر چھتری کا ویر دھرم پالن کرتے رن میں جان دیدی تو اس دل کے استھان پر دوسرا ہاتھ ملیگا۔ شریر چتا میں اور آتما بیکنٹھ میں تمہارے ساتھ اٹھیگا۔ ے

تو پیاری جیتے مرتے پران پیارے سے جدا ہوگی
جہاں تم پران چھوڑ دو گے وہیں میری چتا ہوگی

(سوبھدرا کا مع داسیوں کے داخلہ)

سوبھدرا۔ لال ہو تو ایسا۔ پتر ہو تو ایسا۔

ے

ہے پوت وہی پوت جو بیڑوں کو بھی تارے
پرلوں کو لگا دے نہ مگر رن کو جو ہارے
تلواروں سے تیروں سے نہ کچھ خوف و خطر ہو
ہے نور نظر وہ جسے پرن پیش نظر ہو!

داسی۔ ہاں سوما وہی دھرم پرائن ہے۔ ؎

تلوار کا ڈر ہو نہ جسے تیر کا ڈر ہو
ایام پلٹنے کا نہ تقدیر کا ڈر ہو
بس دھرم کو رکھے جو وہ رنبیر ہے سچا
ہے مرد وہی اور وہی بیر ہے سچا

ابھمنیو۔ ماتیشوری کو پرنام

سوبھدرا۔ چرنجیو ہو بیٹا۔ آج تمہاری پرتگیا کو سنکر میرے آنند و اتساہ کی سیماں نہیں۔ آج دودھ پوتر ہوا۔ کیونکہ پتر ہی جنم پوتر ہوا۔ لیکن مگر اسی خوشی اور اتساہ کے ساتھ میرے رنج اور کرودھ کی بھی حد نہیں۔

ابھمنیو۔ ماتا۔ وہ کس لئے؟

سوبھدرا۔ ایسی بھاری پرتگیا کر لی اور ابھی تک اسی گھر میں کھڑے ہو۔ رن چھیڑ کے دیر۔ بس کو چھوڑ کر محلوں کے شرنگار رس میں پڑے ہو۔ ؎

کرنو یہ ناد سن لو کب سے بجا رہا ہے
دیکھو جو پرن کیا ہے رن میں بلا رہا ہے
گر پریم کو رکھو گے تو پرن کو ہار دو گے
اور پرن کو رکھو گے پورا تو کل کو تار دو گے

ابھمنیو۔ ماتا۔

[illegible]۔ بس آگے مت کہو۔ میں سمجھتی ہوں۔ میں بھی استری ہوں۔ اس کو وہ شکو میں بھی سمجھتی ہوں۔ شرمانے سے کوئی بات نہیں۔ یہ پریم سمبندھ کوئی نئی بات

نہیں۔ یہ بھی تمہارا فرض تھا جو پورا کر دیا۔ یہ بھی ادر دھ نگنی کا ایک قرض تھا جو چکا
دیا۔ پرنتو جانتے ہو۔ اس سے بھی زیادہ ایک اور قرض ہے۔ ؟

لچھمنیو۔ کون سا!

سوبھدرا۔ ویر ماتا کا۔ ماتا کے دودھ کا۔ سہ

ادھر ممتا ادھر دھرما کہو اب پیار کس کا ہے
بلاوا ہے یہ دونوں کا کہو سو ئیکار کس کا ہے!
اگر تم ہار کر آئے تو سمجھو آن کھودی ہے!
جو جیتے پا کر بلی آئے تو یہ ماتا کی گردی ہے!

لچھمنیو۔ تمہاری گودی ہے یا پرتھوی ماتا کی گودی ہے سہ

دھرم ہیں دونوں یہی دو کھیل یہ تقدیر کے
مارنا مرنا یہی دو کام ہیں رن دھیر کے!

سوبھدرا۔ تو جاؤ بیٹا جلدی جاؤ۔ سہ

کوروؤں کو مار کر رکھشا کرو بنج دیش کی
پران یہ جب تک رہیں ہانی نہ ہو اودیش کی
دیش انیائے سے چھوٹے نیائے کا پرچار ہو
دیش ہم کو سلے جاتی کا بیڑا پار ہو

لچھمنیو۔ ایسا ہی ہوگا ماتا ایسا ہی ہوگا۔ سہ

آنکھوں میں ہے حیا یہ تو اور شرم حیا میں
اور خود اشفیق پابند ہیں ارمان قضا میں
ہوگی نہ کمی باپ کے کھنڈان میں ذرا بھی
جب تک کہ ہے بل قبضۂ انداز وادا میں

سوبھدرا۔ بیٹا یہ نہ سمجھنا کہ میں نردیئی ماتا ہو کر تمہیں میدان جنگ میں بھیج
رہی ہوں۔ کوئی ماتا پتر کیلئے بلا نہیں بلاتی۔ کس ماتا میں اولاد کی ممتا نہیں

ہوتی ؟ پرنتو دیوتا کا دھرم یہی ہے کہ سوارتھ کے لئے پتر کو جنے۔ دھرم کے لئے پتر کو
پالے۔ اور سن کے لئے پتر کا بلیدان کرے۔

ابھمنیو۔ تو پتر کا بھی یہی دھرم ہے۔ کہ ماتا اور پتا کے لئے جنم لے۔ سوارتھ کے لئے
پلے۔ اور پرمارتھ کے لئے مرے۔ ؎

دیں جان رن میں دھرم کی آشاؤں کے لئے
کیا موت اس سے اچھی ہے یودھاؤں کے لئے

سوبھدرا۔ تو لو۔ ماترو رن چکانے کے لئے دھرم کا راج استھاپت کرنے کیلئے
عدل اور انصاف کا ڈنکہ بجانے کے لئے جگ کی بھگی آدیجاتی کو ادبرا ٹھانے کے
لئے اور منش دیہہ کو کنچن بنانے کے لئے۔ ؎

لو تمہیں دیتی ہوں میں آگے بڑھو اب ہار لو
دشمنوں کے ناش کو لو یہ میری تلوار لو
ساتھ ہی آسیس لو اور فرض کا سمرن کرو
دلیوہ میں دشمن کے جاکر پاپ کا کھنڈن کرو

ابھمنیو۔ (تلوار لیکر) میری بھجا ہجاور آپ کی تلوار۔ ماتا میں آپکی سوگند کھاکر کہتا ہوں
؎

اڑے گا رن میں دامن دشمنوں کا دھجیاں ہو کر
جلا دے گی ریپو کو تیغ یہ آتش زباں ہو کر
مخالف پر گرے گی برق سی یہ درخشاں ہو کر
اجاڑیگی ریپو کے باغ کو دور خزاں ہو کر
اٹھے گی جسطرح تلوار یہ اندھیر کر دے گی
لہو میں لوٹتے تیرمیں گے سروں کا ڈھیر کر دیگی

سوبھدرا۔ تم نے سب کچھ کہدیا۔ اور میں نے سب کچھ سن لیا۔ مگر بیٹا کہیں
پانڈو دل کی ہنسی نہ کرانا۔ ؎

جاں کو عزیز جان کے پڑنا نہ لوبھ میں
کرنا نہ خوف آن کے دشمن کے رعب میں
کرتیہ چھوڑ بیٹھ دکھانا نہ یدھ میں
ارجن کی دیرتا کو ہنسانا نہ یدھ میں

ابھمنیو۔ کیا اتنے پر بھی آپ کو میرے دل اور کرتب کا وشواش نہیں ہوا۔
جو کہ چھتری کا ہیں نہیں پرت سے پھر اکرتے ہیں
بات کے واسطے مرتے ہیں مٹا کرتے ہیں
شیر سب شیر کی عادت کے ہوا کرتے ہیں
کہہ جو دیتے ہیں زباں سے وہ کیا کرتے ہیں
ہار کر آئے جو صورت کو دکھانے کے لئے
آگ میں سنمہ ہے وہ دشمن جلانے کیلئے

سوبھدرا۔ تو جاؤ بیٹیا شوق سے جاؤ۔ دشمنوں پر فتح پاؤ۔ سنسار میں اپنی (شہرت) کو دیپاؤ۔ سہ
کیا تیغ میں ہیں جوہر میدان میں دکھا دو
جلتے ہوئے شرارے اس خاک سے اڑا دو
شتروں کی ساری شکل کے خرمن جلا دو
بھولے ہوئے فسانے دنیا کو پھر سنا دو!
تلوار لے کے اترو رن میں دلیر ہو کر
دشمن کی بوٹی بوٹی کھا جاؤ شیر ہو کر

ابھمنیو۔ سہ میری رگوں میں ارجن کا خوں اگر رواں ہے
چھتری پنے کا دل میں کچھ ولولہ نہاں ہے
بٹہ اپنگا نہ لگاؤں ہرگز نہ آبرو میں
دیکھو گی لاش میری تم تیرتی لہو میں

گانا (سب کا مشترکہ)

داسیاں۔ یہی ویروروں کا دھرم ایک ہے سچا
رن میں نہیں پیٹھ دکھائے کبھی چھترانی کا بچہ۔ یہی ویروروں

سوبھدرا۔ ہے دھرم ویر وہ دھرم جو پالے
جو جیتی ہمار اتار کشٹ کو ٹالے! یہی ویر

اُترا۔ ہے دھنیہ پتی جو پت پتروں کی راکھے
وجئی ہوکر آئے یا مرتیو امرت چاکھے۔ یہی ویر

سوبھدرا۔ نہیں کرے اکارتھ درودھ کبھی جیون کا
بن کر دکھلائے بھگت ماترو بھومی کا۔ یہی ویر

ابھمنیو۔ یہ تن یہ پران نہیں مات آن سے بڑھ کر
جانوں پتروں کی لاج جان سے بڑھ کر

سب۔ یہی ویروروں کا ایک دھرم ہے سچا

ابھمنیو۔ اسی کے ہی بل سے رکھوں گا عزت میں باپ کی
بردان دیو کا ہے یہ تلوار آپ کی
(میان سے تلوار نکالنا۔ طبلہ پر)

ڈراپ

ایکٹ دوسرا　　سین پہلا

نظارہ: راستہ

(یدھشٹر۔ بھیم۔ نکل و سہدیو کا پرویش)
باتیں کرتے ہوئے

یدھشٹر۔ یہی میری بھول ہے اور خوف کی بھول ہے۔

بھیم۔ تات میری بات بھی معقول ہے۔

نکل۔ ہم تینوں بھائی ... رن میں جا سکتے ہیں۔ ارجن کو وقت پر سہارا پہنچا سکتے ہیں

یدھشٹر۔ یہ بھی جانتے ہو کہ چکرویوہ کے مکھیہ اپنے) دوازہ کھلا ہے؟

سہدیو۔ کوئی بھی ہو۔ دوار پر کسی کا بھی راج ہو۔ ہم کے دشٹ ہوں یا خود یم راج ہوں۔

یدھشٹر۔ وہ ہم پانڈوں کے خون کا پیاسا جے درتھ ہے۔ جس کے ساتھ پہلی ٹکر کھانی پڑے گی۔ اور ناچار ندامت اٹھانی پڑے گی۔

بھیجا ہے میں نے بھول کی ارجن کمار کو
ڈالا ہے آگ کنڈ میں گل نو بہار کو
سب فکر ہے کہ بیٹھنا بے کار ہے یا چلیں
امداد کی نہ اس کی تو دھکار ہے ہمیں

سہدیو۔ تات۔ آپ اس چھوٹے سے بال کو کیا سمجھتے ہیں۔؟

نکل۔ آندھی۔
بھیم۔ طوفان
نکل۔ بادِ فنا ہے

آ اٹھے گا جب وہ یدھ میں طوفان کی طرح
کر دے گا رن کو صاف وہ میدان کی طرح
ڈٹ جائیگا سمر میں جو بلوان کی طرح
لشکر کو چھید ڈالے گا وہ بان کی طرح!
اس کو نہ بال سمجھئے فولاد سمجھئے!
بچہ نہیں بڑوں کا بھی استاد سمجھئے۔

یدھشٹر۔ تو بھی اکیلا چاہے کود کر۔ اچھل کر۔ تڑپ کر پہاڑ کو نہیں پھوڑ سکتا۔
سہدیو۔ پھوڑ سکتا ہے جسطرح ہوا کا ذرا سا جھونکا بادل کے بنے ہوئے چتر آکار کو توڑ سکتا ہے۔ اسی طرح سولہ برس کا چھوٹا سا بیر ایسے ایسے چکر بیوہ کے وستار کو توڑ سکتا ہے۔ ہے

بہا سیلاب بن کر تو ہزاروں کو بہا دے گا
وہ جامِ مرگ اک اک دشمنِ جاں کو پلا دے گا
وہ چھوٹا ہے بڑوں کے سے مگر جوہر دکھا دیگا
اکیلا ایک اگنی ہی لاکھوں کو مٹا دے گا!
ذرا سا اک پتنگا آگ کا خرمن میں پیٹھے گا:
وہ گولی سی نکل کر سینۂ دشمن میں بیٹھیگا!

یدھشٹر۔ جب گذشتہ واقعات میری درشٹی (نگاہوں) کے آگے آتے ہیں۔ تو دل اور جگر دونوں مارے خوف کے تھرتھراتے ہیں۔
بھیم۔ وہ کس لیے۔
یدھشٹر۔ اس لئے کہ غلاظت کا بھرا ہوا برتن پھوٹ کر بھی غلاظت بکھیرتا ہے

ع

پانی کو ہے سدا ہی محبت نشیب کی
اس سے چلیں نہ چال عدو کچھ فریب کی

بھیم۔ مگر اس پاپ منڈلی میں وہ دن آجارہا جیسا ایک آدھ دھرماتما بھی موجود ہے۔ وہ کبھی دھرم کیخلاف یدھ نہیں کرینگے۔ نیتی کو تیاگ کر کوروں کا ساتھ (مطلب) سے وہ نہیں کرینگے۔

یدھشٹر۔ تو بھی خاموش بیٹھ کر تماشا دیکھنا ہمارا فرض نہیں۔

بھیم۔ پھر کس بات کا انتظار ہے۔ کمر کس لیجئے۔ ہتھیار اٹھائیے۔ دیوہ کی طرف لپک کر آئیے۔ بھگوان کو منظور ہے تو سبھے پرابھمنیو کو امداد پہنچائینگے۔ وہ چکر بینس بھی گیا۔ تو صاف نکال کر لائیگے۔

سہدیو۔ چلیئے۔

نکل۔ قدم بڑھائیے۔

(جانا سب کا)

ایکٹ دوسرا سین دوسرا

نظارہ:۔ چکر بیوہ

(چکر بیوہ کے صدر دروازے پر سندھ کے راجہ جیدرتھ کا دکھائی دینا)

جیدرتھ۔ کہا ہے کہ ع

دکھ کی ہوتی ہے کبھی سکھ کی گھڑی ہوتی ہے
دن بڑے ہیں تو کبھی رات بڑی ہوتی ہے
آج تک ہار جو ہونی تھی ہماری ہو لی!
ہوگی بھرپور مرادوں سے ہماری جھولی

آج ارجن سنشپتکوں سے یدھ کر رہا ہے۔ آج میرا کال آنکھوں سے اوجھل ہے۔ آج باقی چاروں کا کال بنوں گا۔ بھگوان شنکر کا بردان ہے۔ ارجن کو چھوڑ کر باقی پانڈو کا لہو پینے کو میرا بان شکتیمان ہے۔ آج مدت کی دبی ہوئی حسرتیں نکالونگا یدھشٹر بھیم۔ نکل اور سہدیو چاروں کو مٹا کر چاروں دشاؤں پر اپنا قبضہ جماؤنگا۔ آج مجھے پاپ آتما پانڈوؤں پر فتحمندی سے تُشٹی کی پراپتی ہوگی۔ آج بھارت کے گھور سنگرام کی سماپتی ہوگی۔

تیر سے دیکھوں گا چاروں کے لہو کی دھاریں
چار سر ہیں چار ہی آئیں گے پھل تلواریں
تیر و ترکش کے دکھاؤں آج رن میں وہ کمال
دشمنوں کے اڑ کے دل خود آ لگیں سوفاریں

(ابھمنیو کا پرویش)

ابھمنیو۔ کس لئے پاپشٹ ہے تو اس قدر اہنکار میں
دھرم بل اتنا کہاں اک دشٹ اور بدکار میں
آگیا ہے کال تیری جان لینے کے لئے
اور جی لے اک گھڑی یا دو گھڑی سنسار میں

جیدرتھ۔ مٹھی بھر پروں کا پکشی دکھاتا ہے شاہین کے سامنے۔ بالک اور یدھ پرویں کے سامنے۔

تو ہمارے سامنے کیا شیر اور گیدڑ کا میل:
تو ابھی نادان ہے جا جا ابھی بچوں میں کھیل

کھانے پینے کے تیرے دن نہیں تب آئی گمٹر
بال پن کی اس اوستھا پہ ارے جا رحم کر

الجمنیو۔ ہاں بال ہوں۔ لیکن تیرے جیسے موذیوں کا کال ہوں ؎
ابھی معلوم ہو جائے گا کائر ہے کہ یودھا ہے
مقابل میں تیرے بچہ نہیں ہے جان لیوا ہے
تیرے جیسے ہی بدکاروں کا مجھ کو انت کرنا ہے
دکھاؤں گا تجھے خنجر تو ہی خنجر کا پیاسا ہے

جیدرتھ۔ ارے جا جا۔ ہیجڑے کی اولاد۔ ؎
جا چھپ کر نہ ڈشٹ تو بیروں کے سنگ میں
کیا کام ہے خنجر کا میدانِ جنگ میں
ہیجڑوں کا ناچ یہ نہیں بھومی سمر کی ہے
کچھ کھیل یہ نہیں ہے کسوٹی ظفر کی ہے

الجمنیو۔ پانی میں ڈوب مر ہیجڑے کے ہاتھوں اپمانت (ذلیل) ہونے والے ہیجڑے سے جیون دان لینے والے ڈوب مر۔ ؎
داغ اس اپمان کا اب تک بھی پیشانی میں ہے
اسقدر ذلت اٹھا کر پھر بھی جولانی میں ہے
دیکھ لی ہیجڑوں نے تیری ویرتا ادھر دھیرتا
دیکھتا ہوں میں بھی اب کتنے سے تو پانی میں ہے

جیدرتھ۔ ادہو۔ تو اور میرا پانی دیکھے۔ معلوم ہوتا ہے تیرے کی موت نے اسکو بگولے کے آگے میں ڈالدیا ہے۔ مورکھ جان کہ گھر والوں نے گھر سے باہر نکالدیا ہے

؎

اب نہیں صورت کوئی بچ کر نکلنے کے لئے
اڑ کے دانہ آ گیا بھٹی میں جلنے کے لئے

چین سے بیٹھی ہوئی تھی میان میں تو نے مگر
کر دیا شمشیر کو مجبور چلنے کے لیے

ابھمنیو۔ ارے پاپ کے ساتھی۔ درون کے پکش پاتی۔ دھرم گھاتی شرم
نہیں آتی۔ جا جا۔ انیائی کوروں کے دربان۔ اپنی حیثیت کو پہچان ؎

ذلت اور بدنامی ستمگر مول لیتے ہیں!
تیرے جیسے شریفوں سے اسے شر مول لیتے ہیں
بدلتے ہیں دھرم کا رتن پاپوں سے تیرے جیسے
کہ دے کر قیمتی ہیرے کو پتھر مول لیتے ہیں

جیدرتھ۔ نہیں بلکہ تلوار کے جوہر دکھا کر تیرے جیسے کم عقل بچوں کے پران
مول لیتے ہیں۔ ؎

اسی کے ہاتھ میں میدان ہے تلوار جس کی ہے
جو مرنے کی تیری مرضی ہے تو پھر دیر کس کی ہے

(دونوں کی لڑائی ہوتی ہے۔ کشتی میں جیدرتھ بیہوش ہو کر
گرتا ہے۔ ابھمنیو اس کی چھاتی پر چڑھ جاتا ہے)

ابھمنیو۔ ؎ برستی ہے زمانے بھر کی ذلت دھرم گھاتی پر
ہے نیچے پاپ اور بیٹھا ہوا ہے دھرم چھاتی پر

زبان کی بجلی سے گرم گرم شعلوں کو برسانے والے دھورت بول اور بتا
کیا اور بھی کچھ بچوں کا کھیل باقی ہے۔ ویرتا کی بتی میں غرور کا تیل باقی ہے
اب دلاوری کے انداز کیوں نہیں دکھاتے؟ اب وہ زہر کے بھرے ہوئے
بول کیوں زبان پر نہیں آتے؟ جی میں آتا ہے کہ ذرا سا جھٹکا لگا دوں۔
اس ذلیل ہستی کو ذلیل جسم سے نکال کر ذلت کے نرک میں پہنچا دوں۔ مگر
نہیں۔ بیہوش کے پران لینا ویروں کی شان کے شایاں نہیں۔ اس میں چھتری
دھرم کا اپمان ہے۔ مان نہیں۔ جا جا۔ تجھے (چھاتی پر سے ہٹ کر) اسی

(حالت) میں چھوڑتا ہوں۔ اور اب چل کر کپٹ روپی دیوہ کی رچنا کو توڑتا ہوں۔ ؎

دھار کی رکھشا کا تھا باندھ تو ہی چوکٹ گیا
ایک ٹھوکر سے ہی پتھر راستے کا ہٹ گیا

{ اچمینیو دیوہ کے اندر داخل ہوتا ہے۔ جیدرتھ ہوش میں آتا ہے۔ اور اپنی کمزوری پر شرمندہ ہوتا ہے }

جیدرتھ۔ اتنا بڑا ابھیاتک اور مضبوط پہاڑ پربت نسیم سحری کے جھونکے سے چلا بیان ہو گیا۔ ایک دلاور کیسری کا ایک بالک کے ہاتھوں بیان ہو گیا جیدرتھ۔ جیدرتھ۔ آج تیری ساری ویرتا خاک میں مل گئی۔ نہیں نہیں۔ کورو ویرتا کی بنیا دہل گئی۔ مجھے موہ چھٹ گیا۔ میرا ایس نہیں اتارا۔ میرے جیسے خوفناک دشمن کو جان سے نہیں مارا۔ خوش قسمتی کے آثار۔ حماقت کا اظہار۔ دیوہ کے اندر پرویش کر گیا خود ہی مارا جائیگا۔ بچ کر نکل آئیگا۔ تو میرے ہاتھوں جہنم میں جائیگا۔ کچھ بھی ہو۔ جیت ہماری ہوگی۔ ؎

غار میں شیروں کی پھنس کر کیا نکل جائے گا وہ
یدھ کی اگنی میں اک تنکا سا جل جائیگا وہ
اک ذرا سی جان کی اوقات کیا میدان میں
ہاں ہو جائیگا کھنڈل اک ذرا سے بان میں

جیدرتھ۔ جیدرتھ ہوش کی دوا لے۔ سمجھ کی بات کر۔ ایک محسن کے ساتھ یہ سلوک ہ کیا ایک شریف چھتری۔ ایک سچا ویر۔ ایک غیرت مند یودھا دشمن کے ساتھ اس سے بھی زیادہ شریفانہ برتاؤ کر سکتا ہے۔ کاٹر پرش ہی سوتے اٹھوا مورچھت دشمن پر وار کرتے ہیں۔ سچے بہادر ایسی ذلیل لڑائی سے انکار کرتے ہیں۔ بے شک۔ ابھمنیو تو سچا ویر ہے۔ جس کوکھ پہ تو نے جنم لیا اس کی قسمت جاگ جائیگی۔ جس جاتی میں تیرا پرویش ہو اس جاتی سے کرکی

بھاگ جائیگی۔ (سوچکر) تو بیشک ویر ہے آبرودار ہے۔ مگر بچہ ہے تیری
طرار یاں یدھ کی نیتی کو جانشن سے لاچار ہیں۔ دیا۔ مروت۔ لحاظ۔ فرزندی
یودھاؤں کے نہیں۔ سادھو مہاتماؤں کے ہتھیار ہیں۔ میں تیرے اس برتاؤ
سے پگھل کر تیری چال میں نہیں آسکتا۔ سنگدل سپاہی کا دل بیسوا کے تال
میں نہیں آسکتا۔ جا جا۔ میں تیرے اس برتاؤ کو نفرت کے ساتھ ٹھکراتا ہوں
اور انتقام کی تلوار کو تیرا لہو پینے کی بجائے ہی سنبھالتا ہوں ؎

چھوڑنا دشمن کو نکھوتائی ہے۔ یہ بھوتائی نہیں
سانپ کے بچے پہ کرنا رحم ۔ دانائی نہیں

چل سندھ راج۔ چل اور دیوہ کے ٹوٹتے ہوئے دوار کا سہارا کر۔ اور اس
وقت کا بے صبری کے ساتھ انتظار کر جب کہ موت کی آندھی تیرے
لشکر کو اڑا کر تیرے چرنوں میں لے آئے۔ اور تو اپنی موت کا بدلہ چکائے

{ ٹوٹے ہوئے مقام کو چھوڑ دیتا ہے دیوہ
کا اندرونی حصہ نظر آتا ہے۔ ابھمنیو تلوار
لئے گرجتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ }

ابھمنیو۔ دھرم کی جے۔ بید ہشٹر کی جے۔ پانڈوؤں کی جے۔ ؎

دامن ہے ہاتھ میں تو گریباں بھی ہاتھ میں
تلوار ہاتھ میں ہے تو میداں بھی ہاتھ میں

(درون آچاریہ کا دکھائی دینا)

یہ میرے سامنے تین دنیا کا آفتاب وہی گورو درون آچاریہ ہیں۔ پرنام گورو
پرنام (پرنام کے لئے ایک ہلکا سا تیر چرنوں میں چھوڑتا ہے) ؎

ویر ہی پہچانتا ہے ویر کے اعزاز کو
تیر سے ہی دھرم ہے پرنام تیر انداز کو

درون۔ کرن۔ ارجن کا بیٹا ہے یدھ میں آچاریہ کو پرنام اور وہ بھی تیر سے

یہی آشا ہے تیرے بیٹے بچے بیر سے۔ ؎

ارپن چرن میں بان یہ تیرا ہی کام ہے
آچاریہ کا سنمان یہ تیرا ہی کام ہے

ابھمنیو۔ گورو۔ سنبھالئے۔ تیر ترکش سے نکالئے۔ شاگردوں کے حوصلے دیکھ لئے۔ اب اُن کی سنتان کے بھی کرشمے دیکھئے۔ ؎

دیکھ بڑوں کا چھوٹوں کا اب پیار دیکھ لو
دیکھا ہے تیل تیل کی اب دھار دیکھ لو

آپ ہاتھ نہیں ہلاتے۔ استر (ہتھیار) نہیں اٹھاتے۔؟

درون۔ بیٹا۔ میں تمہیں دیوہ سے جان بچا کر بھاگ نکلنے کی صلاح دونگا۔ جان کی کشل چاہتے ہو تو فوراً نکل جاؤ۔ جاؤ بیٹا اپنی جان بچاؤ۔

ابھمنیو۔ یدھ میں جانا اور جان کو بچانا۔ ؎

یودھا کبھی گھمسان کی پرواہ نہیں کرتے
جانباز کبھی جان کی پرواہ نہیں کرتے
جلنے کی چتا دیر کو ہے یدھ کی بھومی
مرنے کو وہ شمشان کی پرواہ نہیں کرتے

درون۔ (سوگت) ؎

دھوکے کا جال بچھایا تھا کپٹی کوئی اور بھلا نیکو
لیکن مر تیو نے تاک لیا کپٹی کوئی اور نشانہ نیکو
تھی آش انہیں کوئی دل میں مرتا تو دشمن کوئی مرتا
بدنامی تو قسمت میں تھی بال تمہارا ہی بہانے کو

ابھمنیو۔ گورو دیو۔ آپ گھبرا گئے۔ بجا گئے۔ یا کسی خیال (مکر) کے دباؤ میں آ گئے۔

درون۔ ہاں ایک بچے کے سامنے بوڑھے کی ویرتا ہانی ہو گئی۔ ایک بال (بچے) کا بال بانکا ہوا۔ تو سمجھو دھرم کی ہانی ہو گئی؟

ابھمنیو۔ آپ گورو ہو کر کیوں بدھ نیتی کے ورُدھ (خلاف) چل رہے ہیں ؟

درون۔ بہروپیا بھیس بدلتا ہے۔ پرنتو اپنے آپ کو پرگٹ (ظاہر) بھی کر دیتا ہے۔ جس مطلب کے لئے میں نے ودیہ دان کیا اسی مطلب کے لئے...

بس آگے نہیں کہوں گا۔

ابھمنیو۔ نہیں کہو۔ گرو۔ ودیو ضرور کہو۔

درون۔ تو جاؤ۔ بال ہتیا کا دوش مجھے نہ لگاؤ۔

ابھمنیو۔ تم کبھی برہم ہتیا کا مجھے دوشی نہ بناؤ۔ ؎

آپ جس کو صید سمجھے ہو وہ صید انداز ہے
یہ نہیں بالک کا پنجہ چنگل شہباز ہے
تیر ہیں یہ گوروں کی جان لینے کے لئے
یہ نہیں ہیں برہمن کے پران لینے کے لئے

درون۔ ارجن کمار میں پھر کہتا ہوں کہ اس بھیشم سنگرام کے گھور اندھکار سے نکل جاؤ۔

ابھمنیو۔ اس اندھکار لشکر کو کاٹنے کے لئے دیوتا کے آسمان کا شہسوار بان روپی شعاعوں کو لیکر آگیا۔ آپ اس کے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ میں ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں منت سماجت سے کہتا ہوں میرے وار کو بچاؤ۔ میں اپنے تیروں کو تمہارے پوتر خون کا گنہگار نہیں بنا سکتا۔ آپ لاکھ دشمن کے طرفدار ہیں۔ تو بھی میں آپ کو اپنے انتقام کا شکار نہیں بنا سکتا۔

؎

شرمندہ اس کرم سے نہ کیوں یہ تیر ہے
عزت میں آپ کی یہ کماں گوشہ گیر ہے
مشکل ہے لانگھنا اسے اک دھرم ویر کو
یہ بیچ میں جو دھرم کی کھینچی لکیر ہے

درون۔ (خود سے)

چلنا ادھر کٹھن ہے پرتگیا کی راہ سے
شرمندہ دل ادھر ہے دھرم کی نگاہ سے
ہے بدشگون تو یہی بالک ہے سامنے
بچنا بھی ہو تو کس طرح ایسے گناہ سے

ابھیمنیو۔ کیوں گورو کس کا انتظار ہے!

درون۔ تمہاری اٹھتی جوانی کا وچار ہے۔ پرتگیا اسے یا بھگا رہی ہے!

اپنشد اور پرانوں کی بھی ہے یہی پکار
ویدوں کی آگیا میں بھی کہتی ہیں بار بار
ناری پہ ہاتھ ویر اٹھانا نہ زینہار
بچے پہ اور بوڑھے پہ کرنا کبھی نہ وار
تم آ گئے ہو سامنے بس سوچتا ہوں یہی
بالک کی جان جائیگی منظور ہے یہی

ابھیمنیو۔ آپ کے دل میں.. ایک سپاہی کے دل میں سپاہیوں کے سپہ سالار کے دل میں دشمن کیلئے یہ دیا کہاں سے آ گئی؟

درون۔ بیٹا میں سمجھ رہا تم لوگوں کو دشمن سمجھتا ہوں گھر کا نہیں۔

ابھیمنیو۔ یہ بھی تو سمجھ ہی ہے مگر نہیں۔

درون۔ اسی لئے تو میں نے پرتگیا کی ہے کہ آج ویوہ میں کسی نہ کسی بادشاہ ویر کا مرن ہوگا۔

ابھیمنیو۔ اور میں نے بھی اسی لئے پرتگیا کی ہے۔ کہ آج آپکا ویوہ کھنڈن ہوگا۔

ہو چکا ہے پریم کا بھی دھرم کا سمواد بھی
دیکھ لی اب تو دیا اور سن لیا ارشاد بھی

یا سکھائیں مجھ کو مرنا یا طرح یہ سیکھ لیں
رن کشل بھی آپ ہیں پتروں کے ہیں استاد بھی

درون۔ کیا اسی ہٹ پر اَڑا ہے۔

ابھمنیو۔ سیوک سامنے کھڑا ہے۔ ہاں تیار ہو جائیے ؎

نکل کر دھرم بندھن سے سر میدان آتے ہیں
سنبھل جاؤ کہ ترکش سے نکل کر بان آتے ہیں

(ابھمنیو کا بان چلانا یکے بعد دیگرے)

درون۔ (سوگت) یہ کیا ہو رہا ہے، کائر کی ہر رگ و ریشے میں سما رہی ہے۔ یدھ کرنے کا اتساہ آگے بڑھتا ہے۔ تو دھرم کی زنجیر اس کو کھینچ کر پیچھے لا رہی ہے۔ کانوں میں ایک آواز ہے۔ جو یدھ کو دھرم کے خلاف ہونے کا اعلان کر رہی ہے۔ آنکھوں میں ایک روشنی ہے، جو پاپ اندھکار میں گرنے سے ساودھان کر رہی ہے۔

؎

دھرم گیانی پرش پڑ کر لوبھ میں کھوتا نہیں
دھرم کے وپریت یدھ ہوتا نہیں ہوتا نہیں

(درون آچاریہ کا جانا)

ابھمنیو۔ میری ہمت کا نشتر تھا لگا تو خون شاہ رگ سے
بڑی جو سب سے ٹھوکر تھی ہوئی کٹ در رگ سے
ودیا میں جیت ہے میری سمر میں جیت ہے میری
ادھر بھی جیت ہے میری ادھر بھی جیت ہے میری

(ادھر اُدھر سے چکر کو توڑتا اور مارتا ہوا نکلتا ہے)

اب اس جہاں درآچاری چنڈال دریودھن کو کان سے پکڑ کر انیتی کی غار سے نکالونگا۔ پہلے اس جگہ کی پسلیاں توڑ دوں۔ پہلے اس کے انگ انگ کو پھوڑ دوں۔ وہ نہیں پاتا۔ کہاں ہے کہاں ہے نکل

دشٹ سامنے آ ۔ سہ

چاند کے آگے کہاں اب روشنی تاروں میں ہے
مست پھرتا شیر یہ ستیار کی غاروں میں ہے
دن دہاڑے لٹ رہا ہے زور پاپی بکیش کا!
آئے نکلنے اور بھی گر کوئی جراروں میں ہے

(دوشاسن کا داخل ہونا)

دوشاسن۔ آگئی۔ آگئی۔ مکھی مکڑی کے جالے میں آگیا آگیا چاند لے ہیں
ابھمنیو۔ ہاں ہاں آگیا آگیا شیر کا بچہ ہاتھیوں کے سموہ میں آگیا کوروں کا دشمن کوروں کے دیوہ میں۔ سہ

بچہ نہیں ہے رنگ سے ہے چھوٹا شباب کا
شرمندہ منہ پہ بوجھ دھرو آب نقاب کا!
دشٹو نکل کے غار سے بھاگو نہیں تو اب
تم پہ پڑیگا صبر میرے اضطراب کا

دوشاسن۔ ذرا سی جان۔ اور بکواس کا آنا ہے طوفان۔ ہٹ جا نادان۔ سہ

بات تھی ہوتا جواں۔ کیا وار ہو نادان پر
ہاتھ اٹھاتے شرم آتی ہے ذرا سی جان پر

ابھمنیو۔ یہ ہاتھ اٹھاتے! یہ توڑ دینے کے لائق ہاتھ اٹھاتے؟ سہ

یہی تو ہاتھ ہیں اٹھے جو دھرم والوں پر
یہی تو ہاتھ پڑے تھے ستی کے بالوں پر
یہی تو ہاتھ ہیں کھینچا تھا چیر ابلا کا!
انہیں کو کھینچوں گا تیر دل یہ اور بھالوں پر

دوشاسن۔ شرم کر بچے شرم کر
ابھمنیو۔ شرم کروں میں یا تو۔ اے شرمسار شرم کہے تو ڈوب مر۔ سہ

بھائیوں کے برابر تھے جنہیں تنگ کیا تھا
ماتا کے برابر تھی جسے ننگ کیا تھا
وہ تیرا زمانہ تھا اب ہے اُن کا زمانہ
جو مرد بنے کہتا ہے وہ خود ہے زنانہ

دوشاسن۔ دیکھوں تو ذرا تیرا جوش مردانہ۔

ابھمنیو۔ اے رسوائے زمانہ۔

(دونو لڑتے ہیں دیر تک لڑنے کے بعد ابھمنیو آخر کشتی میں دوشاسن کو پچھاڑ کر اسکی چھاتی پر چڑھ جاتا ہے)

؎ یہ بچہ شیر کا ہے دیکھ لے ہاتھی پہ بیٹھا ہے
ہے بیٹا دروپدی کا جو تیری چھاتی پہ بیٹھا ہے
کبھی تھے ہاتھ تیرے یہ کسی ابلا کی ساڑھی پر
پڑے ہیں ہاتھ دونو وہ ہی اب تیری پچھاڑی پر

(زبانی) کیا نکال دوں؟ آنکھیں نکال دوں یا جان۔ ہاتھ توڑ دوں یا [illegible] تا کیا کبھی پھر بھی کسی رجسولا ابلا کو بالوں سے گھسیٹ کر بھائیوں کی سبھا میں لائے گا؟ کیا پھر بھی کبھی ابلا کی لاج اتارنے کے لئے اسکے چیر پہ ہاتھ بڑھائے گا؟ کیا پھر بھی کبھی بھائی کی بھاوجا کو داسی کے نام سے بلائیگا؟ کیا پھر بھی کبھی دراچاریوں کے اشارے پہ ناچ کر چھتری کل کو کلنک لگائیگا۔ ؎

اب تپا کیوں بھاڑ میں دانہ اچھل کر رہ گیا
اب تپا کیوں جوش پروانہ سا جل کر رہ گیا
جان لے لیتا کہ نیک انسان کا دشمن ہے تو
چھوڑتا پر اس لئے ہوں بھیم کا بھتیجا ہے تو

(لات سے دوشاسن کو ایک طرف پھینک دیتا ہے)

ابھمنیو۔ ؎

شیر ایسے گیدڑوں کے خون پر اب پل گیا
زخم بن کر رو رہے دشمن کدھر قاتل گیا
کر چکا ہوں لہو بڑے چوٹی کے یودھاؤں کو زیر
تھا جو ہاتھی جسکی ہاہیں وہ دشت جن بھی ہل گیا

(دریودھن کو سامنے دیکھتا ہے)

دریودھن۔ (داخل ہو کر) میں کیا دیکھتا ہوں۔ موم کا کھلونا آگ کیساتھ کھیلتا ہوا۔ ابھمنیو ابھمنیو کیوں جوانی کے پھول کو بے رحمی کی مٹھی میں دبا رہا ہے کیوں ناحق اپنی جان کو گنوا رہا ہے۔

پھر رہی ہے رن میں منہ کھولے لپک تلوار کی
دیکھ چیر پھاڑ دے نہ آنکھوں کو چمک تلوار کی

ابھمنیو۔ چاچا صاحب تلوار سے اسکو ڈرائیے جس نے تلوار کا منہ نہ دیکھا ہو اور میں تو تلواریں پیدا ہوا تلواروں میں پلا۔ اور اب تلواروں میں مروں گا!

پونچھ لو تم بھی لپسینہ اب ہوا تیر سے
سب کے دل ٹھنڈے کرے آب دم شمشیر سے

دریودھن۔ اس چکر کا چکر ٹیڑھا پھیر ہے

ابھمنیو۔ تم نے تو پتا ارجن کی غیر حاضری میں چکر دیو ار چایا۔ شاید ہی جا میں آیا کر اسی پیٹ میں سب کو باندھ لوں گا۔ مگر یاد رکھو۔

بھوجوں ہے ہر سپاہی تمہاری سپاہ کا
ارجن ہے ہر سپاہی ہماری سپاہ کا
کچھ ہے دھاخ میں زور تو آؤ مقابلے پہ ٹھان لو
مرنے کا شوق ہے تو چلو ہاتھ تان لو

دریودھن۔ تو کیا مجھ سے لڑنے کا ہی شوق ہے؟

ابھمنیو۔ ہاں آج ضرور اپنائی چاچا اور بدھرمی بھتیجے کا یدھ ہوگا دھرم

دینے کا اصول دنیا میں پرسدھ ہوگا۔

دریودھن۔ بچہ اور یدھ پر آمادہ؟

ابھمنیو۔ تاکہ دنیا تمہارے پاپ پر اچھی طرح سے نگاہ ڈال سکے۔

دریودھن۔ لڑکپن کا جوش اتنا زیادہ۔

ابھمنیو۔ تاکہ سنسار اس دھرم یدھ سے کوئی نتیجہ نکال سکے۔

دریودھن۔ ایسا مصمم ارادہ۔؟

ابھمنیو۔ تاکہ چھتریوں کی سنتان اپنے بچے کھچے گورو کو سنبھال سکے۔

دریودھن۔ معلوم ہوتا ہے کہ ارجن کے موجود نہ ہونے سے کسی اور نے یہ ترامرہ نہیں کیا۔ یدھشٹر نے اپنی جان بچانے کے لیے بچہ کو موت کے منہ میں جھونک دیا۔ شرم ہے یدھشٹر کے لئے۔ شرم ہے پانڈو سینکوں (سپاہیوں) کے لیے۔

ابھمنیو۔ شرم ہے تمہارے لیے جو شرم بھی آنکھوں سے یہ دیکھ کر بھی اندھے نہیں ہوتے۔ کہ ایک بچہ ان کے پاپی کی خوبصورت پیکنٹھ کو سر میدان ڈھا رہا ہے۔ ایک بچہ اپنے تیر کے سادھارن جھونکے سے ان کے دیوہ کے پرخچے اڑا رہا ہے۔ کیا ڈوب مرنے کا استھان نہیں۔ کیا پشچاتاپ کے آنسوؤں میں ڈوب مرنے کا استھان (مقام) نہیں۔؟

دریودھن۔ تم نے رن کی آگ میں جل جانے کا فیصلہ ہی کر لیا؟

ابھمنیو۔ کوروؤں کو مٹانے کا فیصلہ ہی کر لیا ہے ؎

تلوار میری دیکھو پھیری سپر کو دیکھو!
وہ مور چھوٹ پڑے ہیں پہلے ادھر کو دیکھو
تم کو بھی ہے جو مرنا تم بھی ہوس نکالو!
تلوار کو سنبھالو یا کچھ اور اٹھا لو!

(دونو لڑتے ہیں۔ دریودھن بھاگ جاتا ہے)

بس بھاگ گیا۔ فرار ہو گیا۔ پاپ دھرم سے بھاگ گیا۔ (سامنے دریودھن کے)
بیٹے کو دیکھکر کچھ خبنا نہیں۔ ایک ہی مایہ ہے کسی کو لپٹا سہی۔ تو نہیں
تو تیرا بیٹا سہی۔ ؎

وہی ہے سامنے لچھمن اُسی کی جان لیتا ہوں
اے دریودھن تیرے پرانوں کے پران لیتا ہوں

{ دریودھن کے بیٹے لچھمن کو آگے سے جا کر لیتا ہے
جانا۔ دوسری طرف سے کورو دل کے دو چار
مہارتھیوں کا داخل ہونا گھبرائے ہوئے }

پہلا۔ بچو بچو اُس مہا دکرال کال کے ہاتھ سے۔
دوسرا۔ اس یم راج کے کدا گھات سے۔
چوتھا۔ چھاتوں کو پھوڑ کر نکل جانے والی برسات سے۔
پانچواں۔ اُس ناپاک آفات سے۔

(ابھمنیو کا پھر داخل ہونا)

ابھمنیو۔ بچکر جاتے ہو کہاں۔؟ کائر دبزدلو کہاں بچکر جاتے ہو؟ اسکو موُر چھت
کیا۔ اسکو مارا۔ اس کا انگ چھین کیا۔ اس کا سر اتارا۔ اب تمہاری باری کا ہے ؎

ہے وقت تم بھی کر لو تدبیر اپنی اپنی
تلوار جو دکھاتے تقدیر اپنا اپنی

(سب کو مار کر بھگا دیتا ہے اور خود بھی ان کے پیچھے جاتا ہے۔ دوسری
طرف سے دریودھن۔ کرن۔ شلیہ اور گورو درون آچاریہ داخل ہوتے ہیں

دریودھن۔ غضب ہے۔ اگنی ہے۔ کال ہے آندھی ہے۔ مہا دکرال ہے۔ ؎

جو پھنس جائیں تڑپتے تیغ قاتل سے نکلتے ہیں
مہا یودھا سمبھالے دل کو سنبھل سے نکلتے ہیں

لگا دی آگ ایسی کوروں کے دل میں بالک نے
اسی کے ہی شرارے ویوہ کے دل سے نکلتے ہیں

کرن۔ یہ بچہ ہی اسی کا نام ہے تو قصہ بھر تمام ہے۔ سے

وہ لے لیتا ہے ہاتھوں پر ابھی کوئی سنبھلتا ہے
بلا ہے اس کے آگے کب کسی کا زور چلتا ہے

شلیہ۔ جس طرف دیکھو۔ اسی طرف ایک کلیش ہے بچہ کیا ہے بڑے بڑوں کے لیے موت کا سندیش ہے

درون۔ آخر ہے تو ارجن کا بیٹا۔ مانو باہوں میں بجلی بھر رہی ہے۔ تلوار کی لپک ہے کہ ہر طرف آگ بکھیر رہی ہے۔ سے

طوفان سے آندھی سے بھی بڑھ کر وہ بلشر ہے
مرنے سے بھی ڈرتا نہیں ہے اتنا نڈر ہے

(دوشاسن کا گھبرائے ہوئے آنا)

دوشاسن۔ بڑا اندھیر ہوا۔

دریودھن۔ کیا کوئی اور قسمت کا پھیر ہوا۔

دوشاسن۔ شیروں میں آکر گیدڑ بھی شیر ہوا۔ جدھر منہ موڑا۔ نہ رتھ چھوڑا نہ گھوڑا ادھر مارا۔ ادھر للکارا۔ آخر مہاراج شلیہ کے بھائی کا سر اتارا۔

شلیہ۔ ابھیمنیو نے میرے دلاور بھائی کو مارا۔

دوشاسن۔ ہاں بہت زور سے مارا۔ آخر ہارا۔ اور بیچارا پرلوک سدھارا۔

شلیہ۔ بس توڑ ہی دیا میرا سہارا ہائے افسوس۔

دوشاسن۔ (دریودھن سے) اور آپکی آنکھوں کا تارا۔ آپکا پران پیارا لچھمن بیچارہ۔ سے

سب کے کھنڈ کھنڈ سیس توسے کاٹ پاش پاش
وہ دیکھیے پڑی کی ہے یوراج کی ہے لاش

دریودھن۔ ہائے میرے پتر کو مار دیا۔ ظالم نے باپ کے کلیجے میں اپنا یے
سا خنجر اتار دیا۔ تو بس میں اپنے پتر کا شوک اپنے آنسوؤں سے نہیں کرونگا بلکہ ایک
خون کی بوند کے بدلے ایک خون کی دھارا بہاؤنگا۔ اسکی لاش کو بھی خون کی دھارا
سے انتم اشنان کراؤنگا۔

بس پرن ہے میرا پران من اس دشٹ کے چھوڑ دوں
بدلہ ہے یہی خون کا گر خون نچوڑ دوں!

بس چلو چلو۔ بدلہ۔ بدلہ۔

(شکنی کا داخلہ)

شکنی۔ ٹھہرو ابھی ٹھہرو۔ بدلہ لینا ہے۔ تو سب کا ایک ساتھ لو۔ اپنے اور راجہ شلیہ
کے پتروں کیساتھ بھائی دوشاسن کے پتر کا بھی بدلہ لو۔

دوشاسن۔ کیا کہا میرا پتر؟

شکنی۔ ابھمنیو نے لچھمن کے ساتھ تمہارے پتر الوک کو بھی پرتھوی کی گود میں
سلا دیا۔ سب کچھ کھو دیا۔ سب کچھ گنوا دیا۔ ہے

ہے ہلی سا ترشپتا ہو بہو آتش کا پرکالہ
ذرا سا ہے مگر ہے شعلۂ آتش کا پرکالہ

دریودھن۔ تو شوک کرو۔ سب مل کر سوگ کرو۔

اشوتھاماں۔ (ہنس کر) سوگ کرنے کے۔ کس کس کا؟ سورج جیا یا کرشن راج کا

دریودھن۔ (آنچریہ سے) اور؟

اشوتھاماں۔ شترو نجے یا مگدھ راج کا؟

دریودھن۔ اور؟

اشوتھاماں۔ سوریہ کمار یا شویت کرتی کا؟

دریودھن۔ اور؟

اشوتھاماں۔ مہامگیہ یا چندر کیتو کا۔؟

دریودھن۔ اور ؟
اشوتھاماں۔ کنج کیتو یا اشوکیتو کا۔
دریودھن۔ کیا سب کے سب مارے گئے۔ ؟
اشوتھاماں۔ ان کے سوا اور بھی کتنے سنگھار سے گئے۔
دوشاسن۔ تو سمجھو کرو ونش کا انت ہو گیا۔ بتاؤ بتاؤ بھائی دریودھن بتاؤ۔ کیا کہتے ہو؟ وہ انیائی ظلم پر ظلم ڈھا رہا ہے۔ اور تم کھڑے سہتے ہو۔

ہائے ان آنکھوں کے ہوتے یہ ستم دیکھا کریں
وہ پئے جائے لہو بچوں کا ہم دیکھا کریں
کھینچے جاتا ہے وہ سب کچھ کھینچ کر شمشیر کو
آؤ ہم کوسیں اس ہمت اور اس تقدیر کو

کرن۔ دریودھن۔ اب اسرم گھٹنے والے دھندکار کو گھر سے نکالن چاہیے۔ اپنا بچا کھچا زور سنبھالنا چاہیے۔
دریودھن تو کوئی یُکتی نکالو۔
دوشاسن۔ اپنا آپ سنبھالو۔
شکنی۔ یُکتی سُننے ہو؟
دوشاسن۔ ہاں۔
شکنی۔ تو سنو ہم سات ہیں
دوشاسن۔ بے شک۔ دریودھن۔ درون آچاریہ۔ اشوتھاماں۔ راجہ شلیہ کرن۔ ہم اور میں۔ ہم سات ہیں۔
شکنی۔ آ کاش پر سات رِشی ہیں۔ تو ہم دھرتی پر سات مہارتھی ہیں۔

ےـ

اگر اک ساتھ ہو جائیں اگر ہم ساتھ مل جائیں
تو ارجن ہے کیا کیلاش کی چوٹیں بھی ہل جائیں

میں دو دو ہاتھ آگ اگ کے ، جو دہ ہاتھ جل جاوے
جو بڑا پیار کرتا ہے تو ساتوں ساتھ جل جاوے

دریودھن۔ ساتوں مل کر کیا کریں :۔

شکنی۔ اس کو محبت سے اپنی طرف پھیر لو۔ پھر دیکھنا کیا بس گھیر لو۔

سب۔ بس گھیر لو۔

دریودھن۔ بہت اچھی صلاح ہے۔

درون۔ بہت ذلیل مشورہ ہے۔ چھتری ہو کر ویر ہو کر بل شالی ہو کر سات آدمی ایک اکیلے بالک کو دھوکے سے گھیر لیں، پرتھی سے منہ پھیر لیں تو پھر چھتری کس کی پناہ میں جائیگا۔ گئو براہمن اور شاستروں کے رکشک کا یہ حال ہے تو پھر دھرم کس کی شرن میں آئیگا :۔

دریوں کے دل میں پاپ جب اپنا سما رہا
دیپک دھرم کا بجھنے سے ٹمٹما رہا

دریودھن۔ بس بس گرو جی رہنے دیجئے۔ آپ سیناپتی ہیں۔ تو کیول یدھ سمبندھی اوپدیش کیجئے۔ دھرم اپدیش یہاں کوئی لیتا نہیں۔ دھرم کا یہاں کچھ اٹھتا نہیں :۔

ہاتھ ہم اپنے کلیجوں پہ دھرے پھرتے ہیں
آپ چیلوں سے ابھی تک بھی پرے پھرتے ہیں
کام آدھا نہ کرو کاری سارا نہ کرو
بس نہیں اور تو بس بات بنایا نہ کرو

درون۔ خیر جیسے بس حد ہو گئی۔ پاپ کی حد ہو گئی۔ یہ پاپ بھی رہ جائیگا۔ میرے ہاتھ سے چکرویوہ کا ... دھرم پاپ ... لیکن میرا دھرم مرشن ... ہو سکیگا۔

ہے بھڑکی اندر یہ اندیشہ کو پاکر
مجھے کبھی آگ نہ چھوڑے گی جلا کر
بڑھا ہے جوش ان کے باپ مد کا
مجھے بھی لے کے جائیگا بہا کر

دریودھن۔ (ابھمینو کے سامنے دیکھ کر) آگیا۔ آگیا شکار خود ہی جال میں آگیا۔ دیکھو خود ہی سامنے آگیا۔

درون۔ (خود بخود) ؎

اٹھتا ہے اک بھڑک کر شعلہ سا تن کے اندر
جب دیکھتا ہوں ایسا انیائے رن کے اندر
سوراخ دار کشتی جل پر سوار ہوگی
کیا جانے کیا لکھا ہے کیا ہونہار ہوگی

ابھمینو۔ سب کو ہرایا سب کو نیچا دکھایا۔ سب طرف دکھایا۔
کرن۔ لیکن اب تمہارے بھتیجوں کے ہاتھ آیا۔
ابھمینو۔ کیا تمہارے کتوں کا ہر دا ہیں نہیں ٹھہر پایا۔ اتنی بار بھاگ کر بھی کچھ منہ کو نہیں آیا۔ بند دلو شرمدار ہو تو شرم کرو۔ اپنے ہتھیاروں کے زہریلے پھنوں کو پھیلا کر منہ کو چھپا لو۔ ڈھیٹھ بھیڑیئے اور سانپ بن کر جیا داری کو بھی آج بھینٹ نہ دو۔ بے شرم ہو تو آؤ۔ پھر آؤ۔

؎

چھوڑوں گا کچھ نشاں نہ تمہارے نہار کا
اشنان میں کراؤنگا خنجر کی دھار کا

دوشاسن۔ یہ سفر بڑا لمبا ہے۔
شکنی۔ ارے ابھی تو سویرا ہے۔ پہلا قدم اٹھا ہے۔
ابھمینو۔ ابھی ایک گھمنڈ کی لہروں پر جو چلنے کی ناؤ دوڑاتے ہو بار بار پرواست (لپت) ہو کہ جس کا وہی شور و شر نکلا ہے جو اشکال کے پانی کو پیٹ

پیدا کھو کر گر بھو دتی استری کی چھینے جھٹنے کا دھوکے بتا رہے ہو۔ کارڈ۔ یہ وہی بانک ہے۔ ایسا بھیٹے سے ہاں سے چھیاں مانگو۔ چرنوں پر سر جھکاؤ۔ شرماؤ۔ بچاؤ۔ نہیں تو ڈوب کر مر جاؤ۔

دریودھن۔ شریفوں کی اولاد ہو کر بڑوں کے ساتھ یہ بدزبانی۔؟

ابھمنیو۔ تو کیا چھوٹوں کا ایمان گنوانے بڑوں نے چھوٹوں سے عزت کرنے کی ٹھانی۔

دریودھن۔ ہم بڑے ہیں۔ جبھی تو محبت اور پیار کے ہاتھ پسار کر تم سے سامنے کھڑے ہیں۔

ابھمنیو۔ کیا آپکا دل بھی ایسی دیا میں آیا۔؟

دریودھن۔ تمہارے ساہس کو دیکھ کر۔ تمہاری ویرتا کو دیکھ کر

ابھمنیو۔ تو لو چاچا کے آگے بھتیجے نے بھی سر جھکایا۔ ـــ

جھکا لیتا ہے سر کو اک عدو بھی مروت سے
محبت جیتی جاتی ہے مروت سے محبت سے

دریودھن۔ اگر تم چھل چھدر کو چھوڑ کر یہ سب کچھ کہہ رہے ہو۔ تو ہتھیار پرے پھینک دو۔ شوق کے بازوؤں اور لحاظ کی آنکھوں سے دبا دبا کر بھینٹ کر لو۔ آؤ آؤ بیٹا۔ پریم آنسوؤں سے دلوں کا غبار دور کر دو۔ اپنے بدن سے یہ دشمنی کے ہتھیار دور کرو۔ ـــ

نہیں ہے گر برائی تو بھلائی دل کی دکھلا دو
ملو آئینہ بن کر اور صفائی دل کی دکھلا دو

ابھمنیو۔ لو یہ بھی لو۔

ـــ

چل گیا جب سلسلہ ہی دونوں میں پیار کا
کام کیا ہے تیر کا۔ ترکش کا اور تلوار کا

ہے مبارک وقت جھری دلنشیں مر کر جی گیا
انت سمجھو بھائیوں تیرے بیر کا تکرار کا

(ہتھیار الگ کر دیتا ہے)

دریودھن۔ بس پکڑ لو، اچھی طرح سے جکڑ لو۔

(سب دوڑ کر پکڑ لیتے ہیں اور باندھ دیتے ہیں)

ابھمنیو۔ ایں دھوکہ

دریودھن۔ نہیں بلکہ غنیمت

ابھمنیو۔ ع ایسی نیتی پہ تمہیں کھشپ کا رہے دھکار ہے

دریودھن۔ ع لاکھ ستیہ وادوں میں کلاسی تو یہی ہتھیار ہے

دوشاسن۔ ہم نے سمجھا کہ انہیں باتوں کا معاملہ نکل جانے سے ٹوٹے ہوئے شیشے جڑ گئے۔!

شکنی۔ کیا دلوں کے شیشے بھی ٹوٹ کر جڑ سکتے ہیں؟

دوشاسن۔ جڑ بھی جائیں مگر بال کا نشان کہاں جائے!

دریودھن۔ دشمن کی بات کا وشواش آئے۔

شکنی۔ تو ایسے مورکھ کو آئے۔

ابھمنیو۔ ہاں مجھے تمہاری بات کا وشواش آیا۔ جب تمہارے پاپ کا جوش تھا پایا۔ (درون آچاریہ سے) گورو دیو کیا آپ نے بھی اس پاپ کی گنتی میں حصہ لیا۔ کیا دھرم کی آنکھ کبھی ستیہ رتھ آیا۔ ع

تم تو پنڈت گورو ہو دھرم کا اوتار ہو
پھر آنکھوں کے آگے ایسا اتیاچار ہو
یہ انیتی دیکھ کر بھی آپ کس نیتی سنگ ہو!
کچھ تو بولو کچھ تو کہو کس لئے خاموش ہو

درونا۔ کچھ کہا نہیں جاتا کچھ بولا نہیں جاتا۔ یہ انیتی دیکھ کر بھی میری زبان پر تالے

لگا رہی ہے۔ بیا بنی کرنی اپنے ہی آگے آ رہی ہے۔

دھیرے دھیرے چھنتے چھنتے دھرم کا جل چھن گیا
پاپیوں کے ساتھ مل کر میں بھی پاپی بن گیا
اب نہیں سکتا اگر تو سامنے بندھا ہوا
میں بھی کہہ سکتا نہیں کچھ بات کا باندھا ہوا

ابھمنیو۔ ہائے افسوس۔

دوشاسن۔ افسوس کسی کا۔ دریا سے ٹکر کھانے والی دیوار کی بلند پروازی کا۔ بگڑی دو گھڑی کی زندگانی کا۔

دریودھن۔ ٹوٹے ہوئے برتن کے پانی کا۔

ابھمنیو۔ تمہاری دُشٹتا اور ستم رانی کا۔

دریودھن۔ ہم اور دُشٹ۔

ابھمنیو۔ مہا دُشٹ۔ مہا پاپی۔

دریودھن۔ اب بھی معافی مانگنے پر جیون دان دے سکتے ہیں۔

دوشاسن۔ نہیں بلکہ یہ کہو کہ ہم راجہ ہیں۔ اس لئے لٹک جانے والے پھانسی پہ لٹکے ہوئے موت کے منہ سے کتے ہوئے بدنصیب کو بھی جان بخشی جیون کا ہر ایک سامان دے سکتے ہیں۔

ابھمنیو۔ دے سکتے ہو تو لاؤ۔

دریودھن۔ کیا۔؟

ابھمنیو۔ وہ میری تلوار مجھے دیدو۔

شکنی۔ (دریودھن کے کان میں) دیکھنا یہ نادانی نہ کر بیٹھنا نہیں تو پھر آ رہا ہے

دریودھن۔ ماما جی دریودھن بھی تجربہ کار ہے

ابھمنیو۔ کیوں دان دیدو۔ کہاں ہے دان دینا کا سوند

دریودھن۔ مجبور۔ ایسی اچھا پورن کرنے سے معذور

ابھیمنیو۔ تو مرنشٹو۔ زبان کو کاٹ ڈالو بدتمیزی کے طاعون سے بلبلے ہوئے چہرے دل کو ڈھانک لو۔ تاکہ اس کی چھوت سے دوسروں میں اس وبائی روگ کا سنچار نہ ہو۔ ایسے خوفناک رنگ کا پانی کو روچھیز میں دیتا رنہ ہو۔ یدی تم بزرگ جے بچہ سمجھ کر چھوڑ دیتے تو مرتے مرتے بھی تمہیں سزا دیتا تمہاری دیرتا کے دھجیاں اڑا دیتا۔ گرو بھگت شاگرد کو کارتا کر ایک ہاتھ میں تمہاری چھاتی پھاڑ دیتا۔ جگر دلیوہ سے نکال کر دکھا دیتا۔ ع

دھبہ یہ ایک دامنِ ساحل میں رہ گیا
ارمان تھا جو دل کا میرے دل میں رہ گیا
دھوکے سے ہی دبا دیئے سب مل کے کر کوئی
تھکتا تو کیا قریب سے منزل میں رہ گیا۔

اے پتر گنگو۔ میرا اس بے گناہی کا انتقام تارا گنوں سے لینا آکاش اور آکاش کے گھن سے لینا۔ اس میدان دو میدان کے درختوں سے لینا۔ وایو منڈل اور وایو منڈل کے پکشیوں سے لینا۔ اے بیتا میری موت کو دھوکے کا شکار سمجھو۔ میرے مرنے کو دھرم کی شان نار سمجھو۔ تو میرے ناحق خون کا بدلہ ان دشٹ چاریوں سے لینا۔ ان کی کلنکی آتماؤں سے لینا۔ پیارا چاچا بھیم۔ میری موت کا بدلہ اپنی گدا سے لینا۔ پتا ارجن میری موت کا بدلہ اپنے گانڈیو سے لینا۔ واسدیو بھگوان میری موت کا بدلہ اپنے سدرشن چکر سے لینا۔ ع

آخری دم سے یہی لو اب دعا کرتا ہوں میں
داغ دھر کر ان کی پیشانی پہ اب مرتا ہوں میں
موت کے پنجے میں ہوں قائم ہوں اپنی بات پر
مرتے مرتے بھی مگر بچا رکھی ہوں اپنی اس بات پہ
دل میرا نہ جھکنے دے ع
چھوڑ دے امید اب جینے کی اپنے ہاتھ سے
چھوٹنا مشکل ہے نادان اب تیرا اس موت سے

ساتوں لپٹے ہوئے پاشان کر کھلیکر جان نکال دیتے ہیں
آکاش سے پھولوں کی بارش ہوتی ہے اور فتح کی دیوی
بادل پر بیٹھے ہوئے دکھائی دیتی ہے جس کے ہاتھ میں
ایک تختہ پر لکھا ہوا ہے

۵

دھرم دھوجا اونچی ہوئی پاپ کی ہار
بے ڈھبے گی ہار یہ کوروں منجدھار

(پردہ)

ایکٹ دوسرا پردہ تیسرا

نظارہ: راستہ

(کرشن اور ارجن کا داخل ہونا)

ارجن - جناردھن آپ کی بھی لیلا نیاری ہے۔ یہ آپ ہی کی مایا ہے کبھی دشمنوں میں
دبدبہ دکھاتی ہے۔ کبھی بیچ ناٹک کے درشن کراتی ہے۔ جسکو نہ ہرگز پائی تھی
آپ کی انھیں آنکھوں نے دیکھا۔ کہئے اب یہ فتح ہوگی۔ تم نے ہی انہیں گرا کر سکھ
دوارا۔

کرشن - کنتی نندن تیرے گانڈیو کا پرتاپ بھی کچھ کم نہیں۔ اس دبدبے دشمنوں
کا کال سا تیرا گانڈیو ہے۔ ہم نہیں۔

ارجن - بھگون میں نے کئی بار آزمایا کہ اس گانڈیو کو جب آپ نے سہارا لگایا
تب ہی اس سے وہ جوش دکھایا کہ دشمن سامنے آیا اور مار گرایا!

کرشن۔ یہ تیرے بھرم کا خرابیت پہلو ہے ورنہ دیکھو میں وجے کا کارن تیرا گانڈیو ہے یا تیر ہے۔ میں تو بار بار یہی کہوں گا۔

ارجن۔ اور میں بار بار تمہی کہوں گا۔

کرشن۔ اس کو تجھے اختیار ہے میرا دم تو نام ماتر ہے دکھا رہا ہے۔ رتھ ہانکنے والا ذرا سا۔ تو کسی کا بندہ ہوا۔ افسانی تمھارا رتھ چلاتا ہوں۔

ارجن۔ یہی تو مزے کی بات ہے یہی تو آپ کے مبارک ہاتھوں کی کرامات ہے۔

ہے لگا آپ کے ہاتھوں میں حنا ہاتھوں میں

رنگ سے رنگ کرے ہے وہ حنا ہاتھوں میں

خون لاکھوں کا ہے ہاں تو نہ کوئی دوش لگے

دے جو الزام تو دیکھے وہ حنا ہاتھوں میں

کرشن۔ مسکرا کر۔ ارجن تم کہنے کو تو رن کے ویر ہو مگر تو گویا شاعری کے میدان میں بھی سمندر سے موتی لاتے ہو۔ بچھ کا کچھ بناتے ہو۔

ارجن۔ بھگوان اس وقت کچھ نئے نئے رنگ دیکھ کر میرا چلا گمان ہوا جاتا ہے دماغ پریشان ہوا جاتا ہے جھاتی دھڑکتی ہے جگر بیٹھا جاتا ہے دیکھیں کیا ہونے والا ہے۔

کرشن۔ یہ سب سوچنے کا مطلب کچھ سی اوستھا ہے آدمی ابھی روتا ہے ابھی ذرا دیر میں ہنستا ہے جب پرکارتی سے ہٹ کر چکر کی طرف جاتا ہے ادھر ادھر گھبرا اور لپکتا ہے۔ پھر اسی کھونٹی پہ آ بیٹھتا ہے۔ اسی پر کار تمنا جی بھر کے ماتے سے بندھا ہوا ادھر ادھر کے دھیان پر جھپٹتا ہے پھر بندھا ہوا تھامیں اپنے اسی استھان پر جا بیٹھتا ہے۔

ہوہ

مجھ بھی اپنے من اتنا ہی ہوتا ہے کپٹ جاری

کرنگے آپ جتنی اسکی دلداری نگاہ داری!

[illegible]

کہ آزادی کو یہ خود ہی بناتا ہے گرفتاری

ارجن۔ آخر یہ کیا بھید ہے۔؟

کرشن۔ کیا۔؟

ارجن۔ آج سگند کے پیارے شگونے میری آنکھوں میں کانٹا سا کھٹکتے ہیں۔ شگون (دیکھ کے) جب سوتے ہیں تو میری طرف تکتے ہیں۔ گدھ جب اڑتے ہیں تو میرے دائیں ہاتھ ہو کر اڑتے ہیں۔

کرشن۔ یہ سب موہ کے گھٹاٹوپ اندھکار میں خیالی بھوت اور پریت دکھلائی دیتے ہیں۔ دل کے ہاتھ میں یہ بھرم کا کھیل ہے جس کا یہ سارا کھیل ہے

جلنے میں سا ہو رہے ہیں جو یہ لاکھوں من کے پانوں

یہ لڑکھڑا رہے ہیں اسی جستجو کے پانوں!

ارجن۔ پر مجھے تو آج پانڈو سینا پر کسی شوک کا غبار نظر آتا ہے۔ روشنی کی جگہ ہر طرف اندھکار نظر آتا ہے

وہ گیان امرت پیا تھا جس نے وہ آتما کیوں بھٹک رہی ہے

یہ بھید کیا ہے یہ بات کیا ہے جو آنکھ بائیں پھڑک رہی ہے

شور میں پانڈوؤں کے ہے خموشی ہے دھند سی ایک بیکسی کی

نہ شکوہ ہے اور نہ زندگی ہے نہ اور آواز ہے کسی کی

کرشن۔ کیا بتاؤں ارجن تم تو قدم قدم پہ بھرم کے کانٹوں پر دامن الجھا بیٹھے ہو اتنی مرتبہ گیتا کی کتھا سنی پھر بھی مایا جال میں من کو پھنسا بیٹھے ہو۔

لگا کر باندھ گیا شکوں کا دریا روک سکتے ہو

اگر ہونی بھی کچھ ہو گی تو ہم کیا روک سکتے ہو

ارجن۔ مگر جو سماچار جاسوس نے مجھے سنایا ہے

کرشن۔ کون سا سماچار!

ارجن۔ کہ آج درون آچاریہ نے چکر ویوہ رچایا ہے

کرشن۔ تو پھر کیا غضب ڈھایا ہے

ارجن۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے اسی سے کورؤں کا مطلب حل نہ ہوا ہو بلکہ
سینا میں کچھ اور کلاہل نہ مچا ہو۔

کرشن۔ بکروی کے سمان جب دیگار کے تار کی مدت نکال کر باہر پھیلاؤ گے
اتنا ہی اس میں آپ گھرتے جاؤ گے۔ جتنا دلیل کے ہتھیار سے اُسے سلجھاؤ گے۔ اتنا
اسی بھرم کے پھیر میں پڑتے جاؤ گے

گانا (کرشن کا)

سب جانو تم یہ سپنا
من کا ہے بھرم کلپنا — سب جانو
مت پھنسو جال میں اس کے
مت پڑو جال میں اس کے۔
مت کرو من پھر پشتانا — سب جانو
ابھی تو ارجن ہوگی
کیوں کرتے ہو من کو روگی
کیوں کرتا اندھ مکینا — سب جانو

دوہا۔ ساتھی کال بھی دیکھت ہے دور اندھیری رات
نہ جانے کیا ہو سکے گا پل بھر کے پشچات
اسی پاس میں جو گھر سے نکلے اور بھوپال
سب کے سنگ لے چلے کال تہارا وکرال
سب جانو تم یہ سپنا۔

(جانا دونوں کو)

ایکٹ دوسرا سین چوتھا

نظارہ :- اُترا کی خوابگاہ

ایک بھیانک خواب کا منظر دیکھنے کے بعد اُترا چونک اٹھتی ہے۔ خواب کا سین جالی کے پردے میں دکھایا جاتا ہے۔

اُترا - اتی بھیانک - اتی کشٹ کر - دور - دور ہٹالے چندا اپنی روشنی کو ہٹالے۔ سورج اپنی شعاعوں کو چھپالے۔ آنکھیں تم تو بے شرم ہو کر - ڈھیٹھ ہو کر کھل رہی ہو۔ پھر بند باہر ایک دریچہ (نظارہ) دیکھنے کیلئے کھلتی ہو۔ مگر تم تو اب بند تھیں نہیں۔ تم نے تو نہیں دیکھا۔ تم تو بند تھیں۔ پھر دیکھا کس نے؟ اگر تم نے نہیں تمہارے اندر کی سوکشم آنکھوں نے۔ کیسی بھیانک اور سنسنی خیز ہے

کیا یہ سچی بات ہے جو کچھ عیاں مجھ پہ ہوا
کیا خفا اتنا یہ ظالم آسماں مجھ پہ ہوا

دیکھا - کیا دیکھا! پہلے سوامی نے لال پوشاک بدلی - پھر لال دھارا میں اشنان کیا پھر لہولہان وِمان میں سوار ہوتے ہوئے چکر کیا ہوا - پھر آکاش مارگ میں اڑ گئے۔ جواب سگن (بدشگونیاں) سوامی کو روک رہی تھیں۔ پیچھے سے بار بار ... کی کلفت نہ ہو۔ نہیں نہیں۔ اب تو میں سوتی نہیں۔ وہ دیکھو۔ وہ دیکھو۔ ان کا وِمان آکاش مارگ میں جا رہا ہے۔

میری ہائے آنکھیں یہ کیا دیکھتی ہیں
وہ جاتے ہیں یہ راستہ دیکھتی ہیں
لگائی تھی آشا کو کچھ اور میں نے
بھلائی میں یہ کیا برا دیکھتی ہیں

وہ چھوٹی ہاتھ کی چوڑی خود بخود چھوٹ گئی۔ مانگ ماتھے سے چھوٹ گئی۔ بس بھا
بس قسمت کا پھیر سمجھو۔ اندھیر سمجھو۔ ہے

نگر پچھتائے سے کیا ہو یہ کانٹے آپ بوئے ہیں
جاگی اس سمے پر میں پتہ ایسے بھاگ سوئے ہیں
پکڑ کر چھوڑ بیٹھی اس سمے پر ہاتھ سوامی کے
اکیلا ان کو بھیجا میں نہ ہولی ساتھ سوامی کے

وہ دیکھو پھر وہی درشیہ۔ جاتے ہیں۔ میرے پران جاتے ہیں۔

(بے ہوش ہو جانا)

(سہیلیوں کا دوڑتے ہوئے آنا)

پہلی۔ یہ دھماکا کیسا۔ یہ آواز کیسی؟

دوسری۔ یہ تو ہماری رانی دھرتی پہ چپ چاپ پڑی ہیں۔

تیسری۔ چہرہ زرد ہو گیا۔

چوتھی۔ افوہ ہو گیا۔

پہلی۔ لاؤ۔ لاؤ گلاب پاش لاؤ۔ پنکھا جھلاؤ۔

(پاس ہی ایک چوکی پر پڑے ہوئے گلاب پاش اور پنکھا لانا۔ پنکھا وغیرہ کرنے سے)

اترا۔ (ذرا ہوش میں آ کر) کس نے پکڑ لیا؟ مجھے کس نے پکڑ لیا؟ جانے دو جا
دو۔ مجھے بھی اس جوان کے پیچھے جانے دو۔ تم کون ہو؟

پہلی۔ تمہاری ہمجولیاں۔؟

اترا۔ کیا میں سوتی ہوں؟

پہلی۔ نہیں پیاری تم تو جاگتی ہو۔

اترا۔ مجھے دانت سے کاٹ کر تم جگا دو
یہ ہے بات سچی کہ جھوٹی بتا دو
یہ کیا بات سچی ہے اور وہ اُڑتے ہیں
مجھے بھی اُڑا دو میرے پر لگا دو

دوسری۔ مہارانی۔

اترا۔ کہاں ہے؟ مہارانی کوئی نہیں۔ صرف آکاش میں جاتا ہوا لال بوان ہے
اور اس کے اندر میرا پران ہے۔ دیکھو تم بھی دیکھو۔
ایک ہی گل ہے جو امید کے گلزاروں میں
چندہ ماں دیکھو چمکتا ہے وہ ہی تاروں میں
کس کو دیتی زندگی یہ کسے کہتی ہو
دل نہیں یہ تو ہے ارمان دل افگاروں میں

پہلی۔ مہارانی یہ تو سپن دیکھا ہے۔

اترا۔ سپنا۔ بھیانک سپن۔

دوسری۔ اب اس کی یاد ہی مت کرو بھول جاؤ۔

اترا۔ سکھی کب سپن بھی سچ ہو جاتا ہے

دوسری۔ ہاں کبھی کبھی ہونے والی بات کا دل پر چھایا سا پڑ جاتا ہے

اترا۔ تو بھگوان دشو ناتھ میرے اس سپنے کو جھوٹ کریں۔ اب میرے سکھ جیون کی جیون آشا کی ڈوری اُسی کے ہاتھ ہے۔

۵

اس کے بغیر کوئی سہارا نہ رہ گیا
چھوڑ جانے کوئی ہمسایا نہ رہ گیا

گانا

بدھ من کی ناشن سدھ تن کی
اک آس رہی سکھی بھگون کی۔
پیاسی پیاس جیا رٹت ہمارا
اک بوند نہیں سوانتی گھن کی۔ اک آس
سوچا نہیں تھا کبھی اک چھالا
بھڑک اٹھی ترکھا درشن کی۔ اک آس
سونپ دیا تجھے ہم سوامی
دھرم دھر تھی یہی اک داسن کی۔ اک آس

پہلی۔ مہارانی جیئ سو تجھے برباد ل پڑے۔ اتنا ہی دھرتی رکن لگتا ہے بھوک
زیادہ لگنے پر بھوجن اتینت (بہت زیادہ) میٹھا لگتا ہے۔

دوسری۔ اسی پرکار اس دیوگ کے دُساہ (کٹھور) دکھ کے بعد جب مہاراج
یدھشٹر لوٹ کر آئیں گے۔ اور ساتھ ہی پانڈوؤں کی وجے کا سندیش سنائیں گے تو پہلے
کے سارے کلیش بھول جائیں گے۔

شعر

پیئیں گے دودھ میں آکر وہ میٹھے کا مزا ہو کر
چھٹے ہیں ندو دجن کو تو وہ آئیں گے دوا ہو کر

تیسری۔ سکھی ان خالی تسلیوں سے کیا پیٹ بھرتا ہے۔ ارے لاڈو۔ میرے پریتم پیارے
کو لاؤ۔ مجھے میرے جیون کا آدھار وہ پران پیارا ایک بار دکھلا دو۔ تم کیا کہتی ہو؟
ہنس جاتی۔ کہیں لاتی۔!

گانا

میری گھڑی بھی ارے غم سے بتائی نہ گئی
جوگی دل میں میرے آگ بجھائی نہ گئی

میں اٹھاتی ہوں نگہ میرے نگوڑے دل سے
ایسی بھاری ہے رنجیت کہ اٹھائی نہ گئی
دل کو صبر درج کیا اور جگر کو تھام لیا
دیکھی آنکھوں سے نہ آفت، کوئی آئی نہ گئی
سب یہ کہتے ہیں کہ برسات میں شب گھٹتی ہے
اس گھٹا سے بھی میری رات گھٹائی نہ گئی
خواب میں دیکھ کے آنکھوں نے چھپا بھی نہ لیا
بے بسی وائے پلک مجھ سے ملائی نہ گئی
وہ تو آئے تھے مگر ہائے نگاہیں میری:
مجھ سے حالت انہیں میرے دل کی بتائی نہ گئی:
موت مانگے سے ملی دیکھئے تقدیر میری!
اس کو بھی جان ذرا سی میری پائی نہ گئی
میرے مل جائے تو کیوں کر یہ جدائی کی گھڑی
خود وہ آتے نہ یہاں میں بھی بلائی نہ گئی
وہ گئے جب سے میری بھوک بھی ساتھ انکے گئی
کیا خوشی میری کی گنتی وہ بھی تو گنائی نہ گئی!
وہ گئے ہوش گئے چین گیا صبر گیا
نہ گئی نہ گیا تو قسمت کی برائی نہ گئی۔

زبانی، ہے بھگوان میرے پران پتی کے من میں دھیرج پیدا کرانا۔ کشل پوروک گھر میں لانا۔ دیکھا تم نے بھگتوں کا کشٹ لیا۔ تو ان کا بال بیکا نہ ہو جانے۔ بھگت اور بھگوان کا رشتہ نہ ٹوٹنے پائے۔ اس امّی پر ہم نے فرق نہ آئے۔ ہے مدھو سودن تم تو ذرا سی جھپک سے سمت تمام دل کو پامال کر دو۔ پھر کوروں کا ناش کرنے بس کیہ زاحد یہ لگا دی۔ ذرا سی بات اور اتنی

اُترا۔ مٹی سی جاتی ہے کچھ آج آرزو میری
ہے پانی پانی یہ کیوں آج آبرو میری
کہاں سے آئی ہے اشکوں میں خون کی سرخی
ہوئی نہیں جو تمنائے دل لہو میری

تیسری۔ معلوم ہوتا ہے ابھی اس سوچن کا دل پر چھایا ماتر رہ گیا ہے
چوتھی۔ ہاں ہاں سچ ہے آندھی کے بعد بھی اُمس ہو کر دم گھٹتا ہے
اُترا۔ نہیں نہیں یوں کہو کہ آندھی سے پہلے اُمس ہو کر دم گھٹتا ہے

گانا (اُترا کا)

کیوں ہوش بھی حواس بھی گھبرائے ہوئے ہیں
کچھ آج تو دو چار بھی بہکائے ہوئے ہیں
میری تو یہ اُمید کا ہی خون بہا ہو
دل اور جگر رنگ نیا لاتے ہوئے ہیں
آنکھیں جو برستی ہیں انہیں کی یہ جھڑی ہے
بادل سے یہ دل پر جو میرے چھائے ہوئے ہیں
قسمت جو گھیلے ہے مجھے اُن کے رہ میں
کانٹے میرے ہاتھوں کے ہی پھیلائے ہوئے ہیں
بھیجا انہیں رن میں نہ گئی ساتھ میں اُن کے
کچھ دن ہی بُرے میرے لئے آتے ہوئے ہیں
کیا کان میں بھر دی ہے ہوا خواب نے ایسی
میرے جو کرن پھول بھی مرجھائے ہوئے ہیں
اپنی ہی لٹیں سر پہ میرے بوجھ ہوئی ہیں
یہ ناگ ہیں ڈسنے کو جو بل کھائے ہوئے ہیں

برہما دی ۔ رکھشا بھگوان رکھشا ۔ ے

تیرے ہی بھگت ایسا تیرے شرن میں آئے ہوئے
جیسے کبھی نبھاتے ہیں ہم تو تیرے جلاتے ہوئے
اب ہاتھ تم نے جو پکڑا ہے تو نبھا دینا
تیرے ہی دوار کی ہم آس ہیں لگائے ہوئے

پہلی ۔ مہارانی ۔ بدھر دیو کی نندن واسو دیو بھگوان کرشن ہیں ۔ ادھر کیا بات کہتی ہے؟ پھر ان کو مل کو ان بیوں سے نکلی ہوئی تمہاری پکار کتھا کیا بیکار ہو سکتی ہے؟ ۔ ے

خوشی بھی دیکھیں گے اب تو پانڈو
بہت وہ سختی اٹھا چکے ہیں
جو نند نندن ہیں ساتھ ان کے
شبہ حمایت کی کھا چکے ہیں
دھرم کی اونچی جیت ہوگی پتا کا
ہو دشٹ پاپی کا سیس نیچا
وہ دن بھی تم کو نصیب ہوگا
بکٹ وہ ایام آ چکے ہیں

اترا ۔ کچھ بھی ہوگا اچھا ہوگا یا برا ہوگا ۔ پر تو آج میرا دل کچھ نہیں مانتا ۔ میں سمجھتی ہوں ۔ تم سمجھاتی ہو دلاسا دلاتی ہو ۔ پر نہ جانے یہ کس گھڑی چنتا میں ڈوب گیا ۔ کس ساگر میں گر گیا جیسے کبھی جو ہم تم بیوا چکو ۔ جیسے جلی ون میں لے چلو ۔ ہم دیا نکلتا ہوں کی طرح بس بھی کس دن کی ارنیوں نا کھ سکے درشن بھی ہو سکے ۔ ہیں ۔

دوسری ۔ چیا دیوی آج کیوں اتنی گھبرائی ہوئی جاتی ہو ۔ دیوانی ہو گئی ہو!
اترا ۔ ے

ایکٹ دوسرا   پردہ پانچواں

نظارہ:- پانڈو کیمپ کا ایک حصہ

(یدھشٹر بھیم - سہدیو - کا پردلیش باتیں کرتے ہوئے)

بھیم - تلوار کا دھنی ہے۔ اسی لئے تلوار کے جوہر دکھلا رہا ہے۔ بے تحاشا دشمنوں کو مٹاتے جا رہا ہے۔

یدھشٹر - مگر اکیلا ہے بھیم سین جی اکیلا ہے۔ پہاڑ میں جب بہت سے چیتے مل کر پڑتے ہیں تو ٹکرا جھیلنے کو ڈرنے پر کچھ باہر بھی نکل آتے ہیں۔ اکیلا بیچارہ کیا کر سکتا ہے۔

بھیم - تو بھی شیر اپنی گرج سے نہیں ڈرتا۔ بیچاڑ دیر مارے یا مرے پر اپنی پیچھے نہیں ہٹتا۔

یدھشٹر - ایک ان کی فکر اور دوسرے جیدرتھ سے براستا (لیت) ہو نیکی ترم دو دھتکاروں کی زنجیر ہے۔ جس نے آتما کو جس کی طرح جکڑ دیا ہوا اور دماغ کو جکڑ لیا۔ افسوس کہ ہم جیدرتھ کے کارن دیوہ کے اندر نہ جا سکے۔ ابھمنیو کو سہائتا (مدد) نہ پہنچا سکے طاقتور ہو کر ہم نے کچھ نہ کیا چار ہو کر ہم نے کچھ نہ کیا۔

چاروں ہی لیت ہو گئے اس پر دغا سے ہم
ہو کر پہاڑ کانپ گئے ہیں ہوا سے ہم

بھیم - گھبرانے کی کوئی بات نہیں - شرمانے کی کوئی بات نہیں - ہ

آزما کر دیکھ لو اک بار پھر تقدیر کو
آؤ پھر اکبار جائیں چوم کر شمشیر کو

یدھشٹر۔ پرنتو شنکر کا بردان جیدرتھ پر پار پانے نہیں دیگا ہمارا بھاگیہ [illegible] ہم کو ویوہ کے اندر جانے نہیں دیگا۔

ہاں مگر کس لئے بے چین پلک ہوتی ہے
کچھ کلیجے میں میرے یونہی کھٹک ہوتی ہے

نکل۔ آس ہمارا بھاگ ہمارا چھوٹ گیا۔ امید کا کنارہ لوٹ گیا۔

یدھشٹر۔ کیا ہوا۔ کیا ہوا؟

نکل۔ موتی بے آب ہوا۔ خانہ خراب ہوا۔

آس باندھی تھی مگر آس وہ اب چھوٹ گئی
حوصلہ توڑ دو بھائی کہ کمر ٹوٹ گئی

یدھشٹر۔ کچھ تو کہو آخر ہوا کیا۔؟

نکل۔ آشا کے پھول سے خوشبو نکل گئی۔ گلے پر چھری پھر گئی گردن پر تلوار چل گئی

نہیں درد دل کے سنانے کی شکتی
نہیں ہے لبوں کو ہلانے کی شکتی
گلا اپنا تلوار سے کاٹ لیتے
نہیں مگر ہاتھ اٹھانے کی شکتی

یدھشٹر۔ کچھ اور ہوا یا نہیں ہوا۔ کہو یا نہ کہو۔ یہ تو بتاؤ۔ ابھمنیو کُشل سے ہے

نکل۔ ابھمنیو۔؟

یدھشٹر۔ بیٹا ابھمنیو!

نکل۔ ابھمنیو۔ کیا کہوں۔

چاندنی میلی ہوئی رخصت ہر تارا ہو گیا
ہر طرف درشٹی میں اپنی دھندکارہ ہو گیا

آؤ ڈالیں خاک مل کر اپنے بھاگ پر
خاک میں پیوست ابھمنیو ہمارا ہو گیا

یدھشٹر۔ کیا کہا۔ ابھمنیو مارا گیا۔؟

سکل۔ ہاں مارا گیا دھوکے سے مارا گیا۔ پاپ نیتی سے مارا گیا۔ سات مہارتھیوں کے ہاتھ سے باندھ کر مارا گیا۔

کتنے گرائے تیر لہو کے بھرے ہوئے
کتنے گھروں میں چھپ گئے دشمن ڈرے ہوئے
نکلا جہاں وہ ہاتھ پہ کھانڈا دھرے ہوئے
ہاتھوں سے اسکے صاف پرے کے پرے ہوئے
لاکھوں گرا دئے اور سرداروں کو کھا گیا
پر کیا کریں نصیب کہ دھوکے میں آ گیا

یدھشٹر۔ ہائے ابھمنیو مارا گیا۔ میرا پیارا ابھمنیو مارا گیا۔ میری آنکھوں کا تارا ڈوب گیا۔ بس اندھیرا ہے۔ کچھ نہیں سوجھتا۔ کچھ نہیں بوجھتا۔ ملک پر دو دھارا چل گیا۔ سر سے پیر تک شریر جل گیا۔ امید کا سورج است ہو گیا۔ آنکھوں کا پرکاش بدنصیبی کے اندھکار سے لپت ہو گیا۔ وہ ستارا ادھرم سے بچایا نہ گیا۔ وہ خون میں ملا اور ہم سے اپنا خون بہایا نہ گیا۔ سنو سنو اس کی آتما کیا کہہ رہی ہے۔ ابھی کہیں دیر ہوں۔ رن میں شستروں (لشکر عظیم) کو کاٹتے اور چھانٹتے ہوئے سورگ کو بھاگی ہوں۔ تم کائر ہو کہ اپنی کائری کے کارن تمہارا آتما ذلت کے جیون کا انوراگی ہوا۔ میرا آتما نشکلنک ہے کہ چھتری کا دھرم کو پالن کرتے ناش شریر کو چھوڑا۔ تم پاپ آتما ہو۔ کہ تم نے چھتری دھرم سے منہ موڑا۔

ایک وہ ہے ہم ہیں دنیا کو ہنسانے کے لئے
ایک ہم ہیں جو ہیں رونے رلانے کے لئے

مرد تھا وہ خون بہایا اُس نے اپنا یدھ میں
عورتیں ہم ہیں کہ ہیں آنسو بہانے کے لئے

ہائے یہ سارا انرتھ - یہ سارا پاپ - سارا الزام میری گردن پہ ہے - ایک میں ہی اکیلا قصور وار ہوں - میرا ہی جنم دھکارہ ہوا - میرے کارن ہی پانڈو ونش کا سو چھ (پاک) دامن داغدار ہوا - میں نے ہی جوئے میں بھائیوں کا راج ہرایا میں نے ہی سبھا میں دروپدی کا اپمان کرایا - میں نے ہی چودہ برس بھائیوں کو در در پھرایا - میں نے ہی یہ بھارت کا سروناشک سنگرام ٹھہرایا - میں نے ہی ارجن کے پتر - چھتری کل کے چراغ کو بجھایا - ابھمنیو - ویر ابھمنیو - دلادر ابھمنیو کو میں نے ہی مروایا ۔ ؎

زمانے بھر کے جتنے پاپ ہیں میں نے کرائے ہیں
وہ میں ہوں جس نے لاکھوں ویر دھرتی پہ سلائے ہیں
وہ میں ہوں جس نے بھارت ورش میں جھگڑے اٹھائے ہیں
وہ میں ہوں جس نے ابھمنیو سے گوہر بھی لٹائے ہیں
میری ہی جان کو بد ہوائیں بیٹھی گھر میں رہتی ہیں
مگر بے شرم آنکھیں ہیں نہیں مجھ کو ڈبوتی ہیں!

بھیم ۔ مہاراج ۔ ابھمنیو کا صدمہ بھاری ہے تو بھی رونے سے کیا ہوگا؟

یدھشٹر - یہی کہ مجھے ڈوب مرنے کیلئے آنکھوں کا پانی مل جائیگا - ہر کرپا چین آئے گا - ہائے - ارجن - مجھ سے اپنا پتر مانگے گا - اپنا پیارا لال مانگیگا - کہاں سے دونگا بولو اور بتاؤ کہاں سے دونگا - ہائے کہاں سے لا دونگا - کونسا منہ دکھاؤنگا کونسی زبان سے اس کو ابھمنیو کے مرنے کا سماچار سناؤنگا - کس برتے پر آنکھوں سے آنکھیں ملاؤنگا - ؎

ملا دھکار کرنے کیلئے لقطہ زمانے کو
نہ آنکھیں ہیں ملانے کو نہ ہے صورت دکھانے کو

کسی کا مال تھا یا جی کھول کے اُس کو لوٹ بیٹھا
میں کتنا بد دیانت ہوں اسے ہم کو بھی کھا بیٹھا

سہدیو۔ مہاراج مت گھبرائیے۔ ہمارے بھرا تا ارجن ایسے اگیانی نہیں۔

یدھشٹر۔ اگیان نہیں تو بھی پُتر کا مرن اُن کو اگیان بنا دیگا جبر قرار کی ساری پونجی جلا دیگا۔ سنسار جلتا ہوا نظر آئیگا۔ ایسی آگ لگا دے گا ہم اور تم سب اڑتے پھر ینگے کرودھ اس کے دل میں طوفان اٹھا دیگا۔ ؎

مرے بیٹا جواں اور غم کو وہ یونہی دبالے گا
وہ چلا آئے گا رو دے گا فلک سر پہ اٹھالے گا

بھیم۔ سب کچھ کریگا۔ پرنتو آپ کے سر پر الزام نہیں دھرے گا۔

یدھشٹر۔ نہیں وہ ضرور مانگے گا۔ اور میں ضرور دونگا۔ ؎

لے گا وہ اپنے مال کو مجھ سے سنبھال کر
دوں گا اُسے مگر یہ کلیجہ نکال کر

(یدھشٹر خنجر سے اپنا کلیجہ نکال کر مرنا چاہتا ہے بھیم بیچ میں روکتا ہے)

بھیم۔ شانت۔ دھرم راج شانت۔ اتنے ادھیر؟ اتنے دکھی؟ کیا اس طرح یہ غم غلط ہو جائے گا؟

یدھشٹر۔ تو کس طرح پر ہوگا؟

بھیم۔ اس طرح جس طرح میں کرانا چاہتا ہوں۔

یدھشٹر۔ یعنی۔ ؟

بھیم۔ ہمارا ایک بھتیجہ گیا۔

یدھشٹر۔ ہاں

بھیم۔ درجودھن اور سب مل کر کتنے بھائی ہیں۔

یدھشٹر۔ ایک سو۔ پورے ایک سو۔

دیپک ۔ باقی دو کم ایک سو دھرتراشٹروں کا خون بہانا۔ میں نے دل میں ٹھانا

یدھشٹر ۔ ان سب کا خون بہانا ۔ ؟

بھیم ۔ اور اس خون سے دل کی لگی کو بجھانا ۔ ؎

اور اس کی کیرتی میں جان ڈالوں گا ابھی

ایک کے بدلے میں سو جانیں نکالوں گا ابھی

نہ بجھاؤ آگ دل کی آنسوؤں کی دھار سے

آگ اپنی میں بجھاتا ہوں مگر تلوار سے

(جانا)

یدھشٹر ۔ کہاں گیا، چلا گیا جاؤ تم بھی جاؤ۔ نکل بھائی تم بھی جاؤ۔ بھیم کو سمجھاؤ کرودھ کی آگ نصیحت کے پانی سے بجھاؤ۔ جاؤ سہدیو تم بھی جاؤ۔

نکل ۔ مہاراج میں جاتا ہوں۔ (جاتا ہے)

یدھشٹر ۔ کچھ نہیں ہوگا۔ ان لوگوں کے مرنے سے ابھیمنیو جی نہیں سکتا۔ یہ دکھ کی آگ ان کے خون سے نہیں اپنے خون کو بہانے سے بجھے گی۔ بس بس اسی طرح یہ ساری بپدا مٹے گی۔ ؎

آکاش پر نہیں ہے تو زیر زمیں نہیں

شمشان کے بغیر ٹھکانہ کہیں نہیں

سہدیو ۔ میری تو مرضی ہے آپ چل کر ذرا اشنان کریں ... تھوڑا سا جل پان کر لیں۔

یہ سوگ ذرا کم ہو جائے گا دل کو تھوڑا آرام مل جائے گا

یدھشٹر ۔ آرام کیسا، آرام کہاں! آرام تمام ہو گیا ۔ جب روشنی نہیں تو ان آنکھوں کو لیکر کیا کریں؟ آرام تو ابھیمنیو کیا تھ چل دیا۔ اب خاک آرام کی آشا کریں ؎

بدھ کی وہ سفارشیں وہ ولولے جاتے رہے

اسی کے جانے سے وہ سارے حوصلے جاتے رہے

اور کتنے ہیں کلیجے توڑتے ہی جائیں گے
بند کر دو یدھ کو سب سلسلے جاتے رہے
سہدیو۔ بس اب زیادہ کلیش نہ کرو۔
یدھشٹر۔ کیسے نہ کروں۔ وہ دیکھو سامنے ارجن آتا ہے۔ سنبھالو۔ سنبھالو۔ میرا کلیجہ باہر آتا ہے۔ لاؤ جلدی لاؤ۔
سہدیو۔ کیا لاؤں۔؟
یدھشٹر۔ بہت سی کالک (سیاہی) کہ منہ پر مل لوں۔ ارجن مجھے نہ پہچان سکے ارجن اس روسیاہ کو نہ جان سکے۔ ورنہ ابھی کے سوال کا میرے پاس جواب نہیں۔ اپنی ذمہ داریوں کا میرے پاس کوئی حساب نہیں۔ میرے پاس اس کی امانت کا مال نہیں۔ میرے پاس ارجن کا پیارا لال نہیں۔

جب وہ سن لے گا خبر کیا جانے کیا ہو جائے گا
مجھ سے تو کیا اپنے جینے سے خفا ہو جائے گا
پیٹ کو وہ اور سب روئیں گے میری جان کو
دل کا دل رو دیگا گھر ماتم کدہ ہو جائے گا

(بھیم اور اندرسن سے سر نیچا کر لیا)
ارجن۔ (مع سری کرشن کے داخل ہوکر) بھائی یہ میں کیا دیکھتا ہوں۔ بھراتا یدھشٹر کی یہ دشا۔؟
کرشن۔ دھرم راج کی یہ دشا۔؟
ارجن۔ (یدھشٹر سے) کہو۔ کہو۔ دھرم راج۔
یدھشٹر۔ دھرم راج نہیں اب راج کہو پاپیوں کا سرتاج کہو۔
ارجن۔ ایسا کیوں کہو۔
یدھشٹر۔ اس لئے کہ آج میں نے تیرے پیچھے حماقت کا کلہاڑا لے کر پانڈو کل کی جڑ کاٹ ڈالی۔ اپنے ہاتھ سے اپنی پونجی خاک میں ملا دی۔

کٹ گئی شاخ تو پھر ہائے نشیمن کس کا
ہو گئے پھول کو محتاج تو گلشن کس کا
کٹ گیا سین تو پھر تاج کہاں شوبھے گا
جب سنگھاسن کا نہیں رتن سنگھاسن کس کا

ارجن۔ گھر میں تو کشل ہے؟ نکل کہاں؟ بھیم سین کہاں؟ ابھیمنو کدھر ہے؟
یدھشٹر۔ مت پوچھو۔ ارجن مت پوچھو۔ آگ کو مت بکھیرو۔ اس کا تاپ تم کو بھی جلا دے گا۔ مجھے مت رلاؤ۔ میرا رونا تم کو بھی رلا دیگا۔
ارجن۔ بھائی کچھ تو کہو۔
یدھشٹر۔ کیا کہوں۔ میں نے تمہارے جگر پر دو دھارا چلا دیا جس نے سوبھدرا کا کلیجہ جلا دیا نہیں اترا کا سرد سو لٹا دیا۔ ہائے ابھیمنو۔ ابھیمنو۔
ارجن۔ کیا ابھیمنو مارا گیا۔
یدھشٹر۔ راج پاٹ جوئے میں ہارا۔ یہ رتن اس چوسر پر مارا گیا۔
ارجن۔ جگر یدھ میں مارا گیا۔ آپ ہی مرا اور کسی کو نہ مارا گیا۔
یدھشٹر۔ مارا۔ ایک نہیں ہزاروں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ کتنوں کو سنگھارا دیودوں کو توڑا۔ آخر آپ بھی دریودھن اتیادی کا (وغیرہ) کے دھوکے میں آ کر شریر کو چھوڑا۔

گھاؤ ہمیں تھا سانس مگر اس کے گھٹ گئے
مرنے کے دن نہیں تھے مگر دن پلٹ گئے
کیا آئی اس کو موت کہ برچھی سی آ لگی!
ایسی لگی کہ صاف کلیجے میں جب لگی!

ارجن۔ پھر تو کچھ سوگ کی بات نہیں۔ وہ دلاوری کا سورج است ہوا مگر کل کی شان کو دیپا تو گیا۔ بہادروں میں نام پا تو گیا۔

ارجن کی دھن بس وہی ستمان ہو گئی
مانگو تم ایک بار تو میں بار بار دوں
بیٹے ہزار بھی ہوں تو چرنوں پہ وار دوں

کرشن۔ (خود سے) ٹھیک ہے بھائی اپنے بھراتا کا درد بانٹنے کو بھراتا کا دل رکھنے کو ضبط کیے جا رہے ہو۔ آنسوؤں کے بدلے لہو کے گھونٹ پیے جاتے ہو کوئی چیر کر دیکھے۔ تو تمہارا کلیجہ بھی ٹھار ہو چکا ہے۔ انتقام کا جذبہ دل کے اندر پیدا ہو چکا ہے۔

ابھی تو رہ گئے بس ہاتھ مل کر
سنبھالا دل کو جیسے سنبھل کر
مگر صدمہ یہ جب آگ سا بھڑکا
تو کیا جانے رہے گا کون جل کر

یدھشٹر۔ بس ہو چکا۔ سب کچھ کھو چکا۔ جو ہونا تھا وہ بھی ہو چکا۔ تم ان سب کے پاس رہو اور میں ابھینیو کے پاس جاتا ہوں۔ بدنامی کے تمام داغ اس ماتھے پہ لگ چکے۔ بال ہتیا باقی تھی اس کے پاپ کا کلنک بھی لگ گیا۔ اب اس بلنام جیون کو اس ذلیل اور اپمانت شریر کو رکھ کر نہیں جیا جائے گا۔ اب اور دھرم کا ستیاناس نہیں کیا جائے گا۔

دھرشٹی بنا ہوں سب کا گناہگار ہو گیا
آنکھوں کا سارے دیش کی میں خار ہو گیا
میں دھرم راج کیا ہوا دھرشٹ کیا ہوا
گویا دھرم کی جان کو آزار ہو گیا

(مرنا چاہتا ہے کرشن مہاراج روکتے ہیں)

کرشن۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔ چھتری کا پتر مصیبت کے سمے پر دھیرج کو ہاتھ سے

ٹ تو دھیر پُرشوں پہ ہی آتا ہے۔ کال دھیرج والوں کو ہی آزماتا ہے
نہ جس رنگ میں خوف نہیں وہ نشتر کی ادا کیا جان سکتا ہے۔ بچھا ہوا دل
پ کا مزہ کیا جان سکتا ہے۔؟

یشٹر۔ دیوکی نندن۔ کیا سنسار میں کوئی اور پاپ بھی باقی ہے۔؟ کیا میرے ماس
کسی اور داغ کی بھی گنجائش ہے؟ کیا ایک دل اور کلیجہ رکھنے والے مانش
لئے اس سے بڑھ کر بھی کوئی آزمائش ہے! بس مجھے مرنے دو۔ آتم
گھات کرنے دو۔

ارجن۔ تات ایسا مت کہو۔ پتر کے لئے کیا میں آپ جیسے سہودر بھائی کو ہاتھ
سے جانے دوں۔ ؎

نہیں غم پتر کا مجھ کو نہیں کچھ متر کی چنتا!!
ہیں ناری کا بھی سکھ سنسار کے سکھ میں نہیں گنتا
ہے ان میں کون سا ایسا وہ سکھدائی نہیں ملتا
نہیں ملتا تو دنیا میں سگا بھائی نہیں ملتا

کرشن۔ سچ کہتے ہو سنسار میں سہودر بھائی دُرلبھ ہے

یدھشٹر۔ بھائی سہدیو۔ تم جاکر بھیم کی خبر لو۔

کرشن۔ بھیم کہاں گیا؟

سہدیو۔ اس نے دھرتراشٹر کے تمام پتروں کو مار کر ابھمنیو کو ترپت
کرنے کی سوگند کھائی ہے۔ بس سمجھ لو آج ہی اس نے ہاتھ میں اپنی
دکرال گدا اٹھائی ہے۔

ارجن۔ اس کو اپنی گدا اٹھانے دو۔ اور مجھے اپنے گانڈیو کو اٹھانے دو۔
میرے پیچھے کوروؤں نے جو انرتھ کیا۔ اس کا بدلہ چکانے دو۔ تم نے آنسو
بہائے مجھے خون بہانے دو۔

کرشن۔ (سوگت) ہاں اب انتقام کا جیندرا دوے ہولے نیائتی کے ساگر میں
جوار بھاٹا آ گیا۔ دیکھنا چاہئے ہے

کیا کیا بھنور نہ اب اس سیراب میں پڑیگا
دیکھیں تو کس کا بیڑا گرداب میں پڑے گا

ارجن۔ بتاؤ۔ دھرمراج مجھے یہ بتا دو۔ ارجن کا سروسو چھین لیا۔ مگر کس نے؟
ابھیمنیو کی موت کا الزام ہے مگر کس پر؟
یدھشٹر۔ انیائی جیدرتھ پر۔ پاپی جیدرتھ پر۔
ارجن۔ جیدرتھ
یدھشٹر۔ نہ اس نے ہمیں دیوہ کے اندر جانے دیا۔ نہ ابھیمنیو کی سہایتا کو ہاتھ بڑھانے دیا۔ وہی اس کے بدھ (قتل) کا کارن ہے۔
ارجن۔ تو پھر وہی اس گانڈیو کا بھوجن ہے۔ میرے تیر اسی کے کلیجے پر بیٹھیں گے۔ میری دھیتا کے شعلے اسی کے خون سے بجھیں گے۔ میرے کرپان ہاتھ سکا پرت (پہاڑ) اسی کے شیشہ ہستی پر گر کر اسکو چکنا چور کریگا۔ کل ارجن اسی کو اپنی جان دینے پر مجبور کرے گا۔

میرا غصہ اسی مورکھ کے مرنے کی علامت ہے
میرا گانڈیو کہتا ہے کسی پاپی کی شامت ہے

کرشن۔ ارجن۔ آتما کرودھ۔ ؟ کرودھ چنڈال ہوتا ہے۔ کرودھ کرنیوالا مانو آتمک دواس کے کھیت میں چنگاریوں کے بیج بوتا ہے۔
ارجن۔ کیا ایسے در آچاری؟ ایسے ہتیا کاری پر بھی کرودھ نہ کریں جان پتر کے چتا داہ میں جی جلتا ہو اور کرودھ نہ کروں۔ میں سچ کہتا ہوں گورو۔ ماتا۔ پتا۔ اور آپ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ کل ضرور جیدرتھ کا بدھ کرونگا۔ اور سورج استت ہونے سے پہلے کرونگا۔

بسمل تڑپ رہا ہے یہ بسمل کے سامنے
دل آتش جگر ہے جگر دل کے سامنے
بے اضطراب ان کو ہٹا کر رہونگا اب
اس کو بھی جام مرگ پلا کر رہونگا اب

رشن۔ ارجن۔ سوچ سمجھ کر پرتگیا کرو۔ سوچ کر پیر دھرو۔ ے
مت طیش کو لاؤ دل رنجور میں خم سے
جھوٹے نہ پڑ جاؤ کہیں جھوٹی قسم سے

رجن۔ مدھو سودن اب کچھ نہ کہو۔ نہیں تو میں اس سے بھی زیادہ کچھ کہہ جاؤنگا
ہرتی آکاش تارا گن اور دیوتاؤں کی بھی قسم کھاؤنگا۔ کہ میں کل ضرور سورج
روب ہونے سے پہلے جیدرتھ کا سیس گانڈیو کی بھینٹ چڑھاؤں گا۔

رشن۔ یدی کسی کارن سے وہ نہ مر سکا تو ؟

رجن۔ تو مقرر یہ امت ہو جانے پہ خود آپ زندہ چتا میں جل جاؤنگا بھارین
دل پہ لکھ لو۔ نشچے کر لو۔ اب میں کسی پرکار بھی جیدرتھ کو دنیا میں زندہ نہیں
منہ دونگا۔ پتر کی آتما کو اور زیادہ دکھ نہیں سہنے دونگا۔ ے
ارجن کی یہ زبان ہے خالی نہ جائے گی
اور جیدرتھ کی جان ہے خالی نہ جائے گی

(جانا سب کا)

ایکٹ دوسرا پردہ چھٹا

نظارہ :۔ کرشن مہاراج کا ڈیرہ

(کرشن کا گاتے ہوئے داخل ہونا)

گانا

کام پورا جب میرے ادھار کا ہو جائے گا
بوجھ ہلکا اس دکھی سنسار کا ہو جائے گا!
دھرم کا پودا پھلے گا پاپیوں کے خون سے!
پتہ پتہ پھول اس گلزار کا ہو جائے گا!
دروپدی سی دیویاں سب ناریاں بن جائینگی
انت جب دبھچار کے پرچار کا ہو جائے گا
تیر نیتی دھرم کا جانوں گا تب میں چل گیا
جب کوئی آدھار نہ دھار کا ہو جائے گا!
جب نہ اس سا کار میں باقی رہے گا کچھ وکار
تب نجبر دسہ سب کو نر آکار کا ہو جائے گا
(کرشن مہاراج کے منتری کا پرویش کرنا)

منتری۔ پرنام بھگوان پرنام
شری کرشن۔ آؤ دارک۔ تم منتری ہو بدھیمان ہو نیتی دھرم کا گیان ہو ودوان ہو تم ہی بتاؤ

بھارت کے اس گھور سنگرام میں جو کہرام مچا ہے۔ اس کے الزام سے کس

طرح بچنا ہوگا۔

سب کہیں گے کرشن نے ہی ناش کروایا ہے سب

تم بھی کہتے ہو گے یہ چھل چھند کی مایہ ہے سب

منتری۔ بھگوان۔ ہونہار کے آگے تو ہر کسی نے سر جھکایا ہے ہونہار کی گردش سے کس نے اپنا دامن بچایا ہے؛ کوئی روگ سے مرتا ہے کوئی کسی صدمے سے جان دیتا ہے کوئی کسی ہتھیار سے اپنے پران کھوتا ہے قاتل نے تلوار چلائی۔ مقتول نے جان گنوائی۔ پرنتو واستو میں مارنے والی چیز موت ہے اس کا کوئی نام نہیں لیتا اسکو کوئی دوش نہیں دیتا۔ ہر کوئی یہی کہتا ہے قاتل نے مارا بیماری نے مارا۔ جل نے بہایا۔ اگنی نے جلایا۔ یہ سب ہے ہونہار کی مایا۔

گانا منتری کا

کبھی دھوپ کبھی ہے سایہ

سب ہونہار کی مایہ۔ سب ہونہار کی مایہ

مرمر کھیت کسی نے بویا

بال بال نینوں سے دھویا

رکھشا ہت نہیں پل بھر سویا

پل بھر میں اولوں نے کھویا

بن روئے کچھ بن نہیں آیا۔ سب ہونہار کی مایہ

ماتا نے اتی دکھ سے پالا

رات جاگتے دن کر ڈالا

مارا موت نے آکر بھالا

جلی چتا بھڑکی جب جوالا

ماتا نے نہیں پران جلایا۔ سب ہونہار کی مایہ
کوڑی کوڑی مایہ جوڑی
جتنی جوڑی اتنی تھوڑی
بن گئے لالہ لاکھ کروڑی
جمنوں نے آکلئی پھوڑی
رو رو کر پچھتایا۔ سب ہونہار کی مایہ
بھرا اکھنڈ بہو پریوارا
اک سنسار وجئے کر مارا
جب مرتیو نے پیر پسارا
چلا نہ جیتا کوئی چارا۔
پنڈ ترپن کو ایک نہ پایا۔ سب ہونہار کی مایہ

کرشن۔ یہ سب ہے ہونہار کی مایہ۔ تو پھر ہم پر کیا الزام آیا۔ ہونہار سے ہی دشٹوں کا سنگھار ہوتا ہے۔ اور ہونہار سے ہی بھارت کا ادھار ہوتا ہے۔

منتری۔ دیکھئے تو ہونہار نے ہی ارجن سے ایسی بھاری پرتگیا کرائی۔

کرشن۔ اور ہم نے بھی ارجن کی پرتگیا کو پورا کرنے کی قسم کھائی۔

منتری۔ اپنے بھگتوں کے لئے آپ کا ہردا ایسا ہی ادار ہے۔ آپ کا سب کچھ بھگتوں کے لئے تیار ہے۔

کرشن۔ جاؤ منتری تم ذرا جا کر دھرم راج یدھشٹر کی خبر لاؤ۔ جہاں تک ہو سکے اسکو سمجھاؤ۔ کہیاڑ او وہ پھر جلدی لوٹ کر آؤ۔

منتری۔ جو آگیا (دگیا)

کرشن۔ اب ارجن کی پرتگیا پورتی کے لئے یوگ شکتی کا چمتکار دکھلاؤں یوگ مایہ کو بلاؤں۔ آؤ یوگ مایہ پرگٹ ہو جاؤ۔

(تالی بجانا۔ یوگ مایا کا پرگٹ ہو جانا۔ اور یوگ مایہ کا کرشن کی استتی کرنا گانا)

گانا۔ یوگ مایہ کا

شرن میں آپ کے بھگوان یہ داسی آتی ہے
چرن میں سیس کو بھگوان کے جھکاتی ہے
تمہیں تو یوگ کے دیکھا ہو پرم یوگی ہو
یہ دھیان آپ کی ہے کھینچ کر جو لاتی ہے
انتھا کے بوجھ زمانے کا تم وبرتے ہو
تمہارے حوصلے ہیں یہ تمہاری چھاتی ہے
تمہیں نے یوگ کی دنیا میں ہے بنا ڈالی
تمہیں سے یوگ کی شکتی بھی مان پاتی ہے
رلجتے گیان کو گیتا کا کچھ لیا ماکھن
تمہارے گیان کو بدھی کہاں یہ پاتی ہے

زبانی۔ پرنام بھگون پرنام ہے
تم ہی ہو جو کہ پریمی کا سدا سنمان کرتے ہو
سنے ہو سارتھی بھگتوں کا ایسا مان کرتے ہو
کسی کو مارتے جیون کسی کو دان کرتے ہو
ہزاروں روپ سے لاکھوں کا تم کلیان کرتے ہو
جہاں ٹیڑھا کسی نے دن تو کیا تم رات کو پہنچے
کہاں ٹھکی ہو کسی کی تو تمہاری بات کو پہنچے

کرشن۔ یوگ مایہ، ہم نے تمہیں کیوں بلایا؟
مایہ۔ سیوا آگیا پالن کرنے کو۔
کرشن۔ ہاں ہمارے پرم بھگت ارجن نے پرتگیا کر لی ہے کہ کل سوریہ

است ہونے سے پہلے جیدرتھ کو مار دوں گا۔ پتر کے بدلے اس انیائی کا سر اتار دوں گا۔ ؎

بات گھٹ جائے گی گر اس میں کمی ہو جائے گی
بات گر اُس کی گئی اپنی ہنسی ہو جائے گی

مایہ۔ بھگت کی بات گئی۔ تو بھگونت کا سنمان کہاں رہا؟ گانڈیو کی عزت گئی۔ سدرشن کا مان کہاں رہا؟

کرشن۔ تو سنو۔ کل دن میں کچھ کال رہتے سورج پر مایہ کے بادل چھا دو اور اس پرکار آکاش پہ چھا جاؤ۔ مقررہ سمے سے پہلے ہی سورج کو ایسا چھپا دو کہ ہر کسی دیکھنے کو سورج غروب ہو جانے کا دشواس ہو جائے۔ یہاں تک کہ ارجن کے وپکشیوں (طرفداروں) کو اپنے منوتھوں کی تلاش ہو جائے۔

مایہ۔ آپ کی آگیا انوسار (مطابق) ایسا ہی ہوگا۔

کرشن۔ جب تک دن باقی رہے گا۔ دریودھن جیدرتھ کو میدان میں نہ آنے دیگا۔ ارجن کے سامنے اُس کو ٹکر نہ کھانے دیگا۔

مایہ۔ یہ تو ضروری ہے۔

کرشن۔ اور جب تمہاری مایہ کے کارن سوریہ است سمجھا جائے گا تو جیدرتھ گھمنڈ اور شیخی سے بھرا ہوا ارجن کو آن چڑھائے گا۔ اس کو چتا میں جل جانے کیلئے طعنوں سے جلائے گا۔

مایہ۔ بے شک وہ اس اگیان میں پھنس جائے گا۔ کہ پہلی پرتگیا کے انوسار ارجن کو مجھے مارنے کا ادھیکار نہیں رہا۔ دوسری پرتگیا کے انوسار ارجن کو چتا میں جلنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں رہا۔

کرشن۔ اسی لئے تو ہم نے یہ یُکتی لڑائی ہے۔ کہو ہماری بات سمجھ میں آگئی ہے؟

مایہ۔ آگئی۔

کرشن۔ ؎

کسی کی ہو کوئی امداد پر تو کام چلتا ہے
کہ دیپک تیل اور بتی کے ملنے پر ہی جلتا ہے
ہماری گیتی چلا نکلے تو اسکا کام چل جائے
رہے سمرن کہ جادو عین وقت شام چل جائے

مایہ۔ میری طرف سے نشچنت رہیے گا۔ اور کچھ آگیا؟

کرشن۔ اور! ارجن کی دو پرنگیا ئیں ہیں اور تمہاری کتنی دو آگیا ئیں ہیں۔ دو ہی آگیا ئیں ہیں۔

مایہ۔ ایک تو وہ اور دوسری؟

کرشن۔ دوسری یہ کہ جس تیر کی نوک پر جیدرتھ کا کال وشرام کر رہا ہے وہ دیو آدیو مہادیو کے پاس دھرا ہے۔ اسکو بھی لانا ہوگا۔ اسلئے کیلاش پر جانا ہوگا اور سوریہ اودے (طلوع) سے پہلے لوٹ کر بھی آنا ہوگا۔

مایہ۔ آپ اکیلے جائینگے؟

کرشن۔ ارجن سمیت جائینگے۔

مایہ۔ اس کاریہ میں میری کیا سہائتا درکار ہے؟

کرشن۔ یہی کہ تم راتری پرانت مایہ کا وستار کرو سنسار کو گہری نیند میں سرشار کرو۔ جب تک ہم کیلاش سے لوٹ کر نہ آجائیں۔ سمرن کر لو کہ سینک (سپاہی) اندھکار روپی شکر کے دبنے نہ پائیں۔ تیکشن چھپا نہ پائیں۔ مندروں اور دیو استھانوں میں پجاری شنکھ آدی نہ بجائینگے۔

مایہ۔ ایسا ہی ہوگا۔ جب تک آپ اسی استھان پر لوٹ کر نہیں آئینگے سورج بھگوان کے سنہری رتھ کے گھوڑے آکاش کے چھیتر میں قدم نہیں جمانے پائینگے۔

کرشن۔ تو بس جاؤ اور سادھان رہو۔

مایہ۔ ایسا ہی ہوگا۔

کرشن - بھگت! اسطرح ارجن کا کام ہوجائیگا۔ آج کی رات تو تمہیں بکھیڑے میں بسر کرنی پڑیگی۔ رات ایک لمبی یاترا میں ہی بسر کرنی پڑیگی بھگتوں کیلئے سب کچھ سویکار کرنا پڑتا ہے۔ ؎

بھگت پریمی ہیں میرے تو اُن کے میں پیارو میں ہوں
کیا کروں بھگتوں کے تو میں کفش بردار و غلام ہوں
ہائے میرے پیار کا رہتا ہے پیاروں پہ سدا
ناچتا ہے دل میرا اُن کے اشاروں پہ سدا

منتری - مہاراج کس شریانوں میں نے یدھشٹر کے تو پاس جاکر انکو سمجھا بجھا کر زرد سیتا نے بھو شیا پر لٹایا۔ پرنتو ارجن کو نہیں پایا۔

کرشن - تو وہ سامنے دیکھو پتر ویوگ میں دیوانہ وار بیقرار لاچار سینہ زنی وہی تو نہیں آرہا۔

منتری - وہی ہے۔ ارجن ہے۔

کرشن - ارجن ہے تو دیکھو کیسی سوچنیہ دشا بنائی ہے۔ مانو چندر مکھ پر بھول کی گھٹا چھائی ہے۔ ؎

زخم وہ ہے آپکا انگمد جس کو دیا ہیں
دیکھ لو دیوانگی آندھی سی کا ہے اندھیر میں
آگئی ہے پاگلوں کی سی طبیعت خیر میں
ایسا یہ دھا اور پڑا ہے بےبسی کے پھیر میں
ایک بھی ڈھیلا نہیں اچھی ہے اس سنسار میں
پتر کا صدمہ لگا ہے چوٹ بھاری مار کی

(ارجن کا دیوانہ وار داخل ہونا)

ارجن - کہاں گیا۔ کہاں گیا۔ میری خوشیوں کے ابھار ساگر کی لہر کہاں لے ہوگئی میرے امیدوں کے باغ میں اٹھکیلیاں کرنیوالی باد نسیم کہاں ہوگئی

وہاں۔ جہاں سورگ کی اپسرائیں اپنا دلفریب نرتیہ (ناچ) دکھلایا کرتی
ہیں۔ جہاں پرم آنند کی شعاعیں مکت آتماؤں کو گدگدیوں کھلایا کرتی
ہیں۔ بیٹے تو وہاں ہے۔ ابھمنیو تو وہاں ہے۔ وہاں تو آنند ہی آنند ہے
مگر یہاں۔ تیری آتما کو آنند کہاں؟ بول بول تو کیوں اداس ہے بتا بتا
زبوں نہ آس ہے؟ اس لیئے کہ تیری موت کا کارن پاپی جیدرتھ ابھی پرتھوی
پر سانس لے رہا ہے! ہاں یہی کانٹا تجھے سورگ میں بھی دکھ دے رہا
ہے۔ شانت ہو بیٹا شانت بیٹا۔ جیدرتھ اب دنیا میں تھوڑی دیر کا مہمان
ہے تیرا پیارا باپ تیرا یہ فرض چکانے کو سادھان ہے۔ اس کا دل اور
کلیجہ انتقام کی آگ سے جل رہا ہے۔ اس کا گانڈیو انتقام کے شعلے بکھیر
رہا ہے۔ اسکے بان اگنی جھاڑ رہے ہیں۔ یہ ساری آگ اب جمع ہو کر
اپپائی جیدرتھ کی چتا بن جائے گی۔ جلائے گی۔ اور اس کو ضرور
جلائے گی؟

کھاتا ہے کاٹ کاٹ کے یہ آسماں مجھے
ہے رشتۂ حیات بھی بارِ گراں مجھے
نوچوں گا بال بال کو پی لونگا اسکا خون
مل جائیگا وہ دشٹ وہ پاپی جہاں مجھے

تیار ہو جا۔ پاپشٹ تیار ہو جا۔ پاپی ہتیارے تیار رہ جا۔ تو آندھی
ہے تو میں طوفان ہوں۔ تو آگ کی چنگاری ہے تو میں شعلے کے سمان ہوں۔
تو کیلاش ہے تو میں ہماچل ہوں۔ تو آگ کی بھٹی ہے تو میں آگ بجھانے
والا بادل ہوں۔ آتا ہوں۔ آتا ہوں۔ تو نے طوفان خیز سمندر ہو کر میرے
بیٹے کے خون کو پی لیا۔ تو میں سورج بن کر کرنوں کی طرح ان تیکھی
بانوں کی کرنوں سے تیرا خون کھینچ لوں گا۔

ہاتھ آجائیں نہ میرے کچھ کرو جو تقدیر سے ہاتھ
ہے ہنر تیرا یہ کہ کاٹوں تیری شمشیر کے ہاتھ
ہاتھ کیا جان تلک تیری کا نہ باقی رکھوں
ساتھ تیرے نہ لگا تیری تنی کی رکھوں

کرشن۔ پارتھ۔ یہ کیا زبان سے نکال رہے ہو۔ جلتی آگ میں اور ایندھن ڈال رہے ہو؟

ارجن۔ ہاں اور یہ ایندھن تب تک اس آگ میں پڑتا رہیگا۔ یہ غضب اور طیش کا شعلہ تب تک اوپر کو چڑھتا رہیگا۔ جب تک اس نرپشاچ کی ہڈیاں کتوں کے بھنبھوڑنے کے لئے نہیں ڈال دی جائینگی۔ یہ آنکھیں تب تک سرخ انگاروں کی طرح کرودھ کی آگ سے دہکتی رہینگی۔ جب تک کہ اس نار کی جیدرتھ کی آنکھیں نہیں نکال دی جائینگی۔

کرشن۔ اتنا کرودھ نہ کرو۔

ارجن۔ کرودھ نہ کروں؟ کیا کہا کرودھ نہ کروں؟ میرے ابھیمنیو شاسور پر پھول پڑے اور میں کرودھ نہ کروں۔ وہ دشٹ میرے جوان بیٹے کی جان لے اور میں کرودھ نہ کروں۔ موذی میرے کلیجے کو چاب لے اور میں کرودھ نہ کروں وہ بھیڑیا میرے سامنے سے میرے بچے کو اٹھا لے جائے اور میں کرودھ نہ کروں۔

جو تھا سرو سو وہ موذی کے ہاتھوں میں لٹ بیٹھا
دھرا کیا ہے کہ جس پر آس جینے کی لگا بیٹھا
نہ توڑا اس کا سر تو پھر یہ گانڈیو توڑ دونگا
میں کہتا ہوں اسے جیتا نہ چھوڑونگا نہ چھوڑونگا

کرشن۔ اس کو تو ضرور مرنا ہے۔

ارجن۔ مگر ارجن کے بان سے

آج تمنا ہے میرا گانڈیو اس دشمن پہ ہے
آتشی تیروں کی درشٹی آج اس خرمن پہ ہے
اگنیتے ہیں مچھوے بھوجن شواں کھانیکے لئے
گیدھ ہیں بےصبر دشمن کی لاش پانے کیلئے

کرشن۔ ارجن ہماری بات سنو

ارجن۔ یدی جیدرتھ کو قتل کرنے کی بات ہے تو سنونگا۔ ضرور سنوں گا۔ سناؤ۔ سناؤ۔ میرے کانوں کو ضرور سناؤ کہ وہ پاپی جیدرتھ آگیا۔ شکاری کے تیر کو شکار پا گیا۔

بال ہتیا اس کو آگے بڑھ کے بولی ہے کہ جا
بال ہتیا اس کے سر پہ چڑھ کے بولی ہے کہ جا
جا کہ تیرے باپ کا ہے پراسچت ارجن کے پاس
کوئی کہدے کان میں ارجن کھڑا دشمن کے پاس

کرشن۔ کچھ اپنی پرتگیا بھی یاد ہے؟

ارجن۔ یاد ہے اور اس پرتگیا کو پورن کرنے سے پہلے [illegible] کاریہ میں سادھان ہونا۔ مجھے بال ہتیا۔ برہم ہتیا اور گئو ہتیا کے سمان ہے

میں سورج ڈوبنے سے پیشتر اُسکے پران لے لونگا
چتا میں جل کے ورنہ اپنی پیاری جان دیدونگا

کرشن۔ تو سمے گنوا رہے ہو۔ یا پرتگیا پورتی کا کچھ علاج بھی سوچ رہے ہو؟

ارجن۔ علاج؟

کرشن۔ ہاں ذرا آنکھیں کھولو۔ اور دیکھو۔ سوچو علاج

ارجن۔ علاج۔ بھگوان۔ جب تم سے علاج کا ایک ہی علاج میرے پاس موجود ہو تو پھر کیا علاج سوچ لیتا۔

تمہیں سے ہے یہ روشن گھر خوشی اور کامرانی کا
تمہیں ہو آسرا دل کا بھروسہ زندگانی کا
تمہیں جانوگے کہا تہ میرے بادھے اور گھاٹے کا
ہے سرمایہ تمہارے ہاتھ میری لاج ہانی کا

کرشن۔ تو سنو جہاں میں کہتا ہوں۔ میرے ساتھ چلنا ہوگا۔

ارجن۔ کہاں لے جاؤ گے؟

کرشن۔ بھگوان شنکر کے درشن کو۔

ارجن۔ کیلاش پر یا کہیں اور؟

کرشن۔ کیلاش پر

ارجن۔ پریوجن (غرض)؟

کرشن۔ پریوجن کی جلدی نہیں بتا دیا جائیگا رکھو۔ ہاں کرو

ارجن۔ سیوک تیار ہے

کرشن۔
وہ شنکر ایسے بھولے ہیں کہینگے وہ دکھا بن کر
چلے گئے روگ بن کر اور آؤ گے دوا بن کر
ادھر تو ستو ریہ نکلیگا اور ادھر لوٹا کے لائیگی
سواری بھی گرڑ کی ہے چلیگی جو ہوا ہو کر۔

(ٹھانے کی آواز پر گرڑ کا نمودار ہونا دونوں کا سوار ہونا
دوسری آواز پر گرڑ کا آکاش میں اڑ جانا۔)

ایکٹ دوسرا پردہ ساتواں

نظارہ:- کیلاش

(کیلاش پربت پر گرڑ واہن پر سوار ارجن اور کرشن کا اترنا)

ارجن۔ پربھو کیلاش پربت تو یہی ہے۔ بھگوان شنکر کہاں ہیں؟

کرشن۔ جہاں سے ہر دے جگیشو کا پرکاش پھیلتا اور پھیل کر بکھر سکتا ہے وہاں ہیں۔

وہی بادل میں بجلی ہیں اور بجلی میں تبسم ہیں
وہی خوشبو ہیں پھولوں میں وہی پھولوں پہ شبنم ہیں
وہی دالو میں چمکتا چمک ہیں وہ ستاروں میں
وہ ہیں ہر چیز میں جیسے سرپت ہوتی ہیں تاروں میں

ارجن۔ تو کیسے پرتکش ہونگے؟

کرشن۔ دل کے طنبورے کی تاروں کو پریم کی انگلیوں سے بجاؤ، سندر راگ کے ساتھ خود بخود پرتکش ہو جائینگے۔ دیالو ہیں بہت جلدی دیا میں آئینگے۔

دو دلوں کے جب کہ چقمک باہمی ٹکرائینگے
اگنی سے ہوکر پرگٹ پرتکش وہ ہو جائینگے

ارجن۔ تو بھگوان شنکر کی اُستتی گانا چاہیے۔ شنکر تو نتھو کو ریجھانا چاہیے۔

کرشن۔ ہاں یہی اچھی ترکیب ہے۔

گانا (دونوں کا)

تم وشنو کے آدھار ہو کیلاش پتی ہو
ہر بات میں سامرتھ ہو وکھیات جگتی ہو
کیلاش پتی ہو۔
گر آپ کی درشٹی ہو تو مانشما کی گتی ہو
اچھا ہو تمہاری تو ملے لیش کیرتی ہو
کیلاش پتی ہو۔
کیوں کرنہ دیا آپ کی بھگتوں پہ پستی ہو
ست دھرم کے سادھن ہو تمہیں اودستی ہو
کیلاش پتی ہو۔
دھا پڑے تم ہی ار پھو تم ہی بھوت کے ناتھ
سدا بھگت کے میت ہو سدا بھگن کے ساتھ
کیلاش پتی ہو۔ شنکر کا ایک گیتھا سے پرگٹ ہونا
شنکر۔ ادہو۔ اوہو بنا گیہ (خوش نصیبی) اخو خبو جس پھول کی تلاش کر رہی تھی وہ پھول خود بھی خوشبو کی تلاش میں آنکلا۔ قطرہ تو آج تک رہا کہ میں ساگر سے جدا ہوں۔ پرنتو آج ساگر کو قطرے پر ہنستے اور یہ کہتے دیکھا کہ کھاتی تو مجھ سے اور میں تجھ سے بنا ہوں ؎
جسے ہم ڈھونڈتے ہیں وہ ہماری کھوج میں نکلا
بکھیرا ہم ملنے دریا کو تو دریا موج میں نکلا
رہا دل میں جب نکلا تو اب آنکھوں میں سمایا ہے
رہا جو لب تلک پردے میں وہ ظاہر میں آیا ہے
کرشن۔ بھگوان۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں!
شنکر۔ یہی کہ ؎ یہ مرلی دھر کی میلا ہے یہ وِندراون کی مایا ہے
کہ تیرتھ آپ چل کر یاتری کے پاس آیا ہے

کرشن۔ بھگوان ہم تو آپ کی گودی میں پلے۔ آپ کی انگلیوں کے سہارے ٹھمک ٹھمک کر چلے آپ کیسے آ گئے ہماری لپاٹا؟ ہم یدو راج ہیں تو آپ یدو راج کے بھی سرتاج۔ ایسی ویسی بات کہہ کر نہ کہلائیے۔ بھگوان بھگت کو نہ شرمائیے ؎

مگر بھولی طبیعت ہے یہ بھولا پن دکھاتے ہو
ترنت ہی ریجھ جاتے ہو ذرا بھر میں رجھاتے ہو
ہیں جتنے دیوتا ہماری تپسیا کر کے ملتے ہیں
مگر ملتے ہو تم ایسے کہ جیسے گھر کے ملتے ہیں۔

شنکر۔ آپ جو کچھ کہہ گزریں سب تیجار کتھ ہے۔ سورج کے سامنے کوئی دیپک جلا بیٹھے تو اس کا درتھ ہے۔ آپ مجھے ناتھ کہو تو کیسے بن آئے؟ کیسے ان شبدوں کا اچارن ادچیت سمجھا جائے؟ مجھے تو کیول بھوت ناتھ ہی کہتے ہیں۔ پرنتو آپ تو وشو ناتھ کہلاتے ہیں۔ وشو کی اُدپتی۔ پالن اور سنگہار سب آپ کے اشارے پر ہی اپنا اپنا چمتکار دکھلا رہے ہیں۔ برہما اُدپتی۔ وشنو پالنا۔ اور شو سنگہار کرنے والے تو نام ماتر کہے جاتے ہیں۔ ہم تو سب کے سب کھیل اور کھلاڑی آپ ہیں۔ ہم سب بیٹے اور آپ باپ ہیں۔ ؎

یہ چیتر وشو کے سب آپ کے سہائے ہیں
ہیں چاند آپ ہی ہم تو صرف ستارے ہیں

کرشن۔ ہرے ہرے۔ بھگوان آپ اپنے بھولے پن سے مجبور ہیں ؎

مان کرتے ہو یہاں تک کہ بڑھا دیتے ہو
ایک ذرے کو فلک پہ ہی چڑھا دیتے ہو
بھولے صورت کے نہیں بلکہ ہو بھولے دل کے
دل میں گھس جاتے ہو بھگتوں کے دلوں سے ملکے

شنکر۔ اچھا یہ کہو اب کب تک مرتیو لوک کی سیر سے طبیعت سیر نہ ہو گی۔ دکیا دچھن اتو سار گولوک پہنچنے میں دیر نہ ہو گی!

کرشن۔ ایسے پوچھتے ہو مانو کچھ جانتے ہی نہیں۔ سب جانتے ہو پر جان بوجھ کر اگیان بنتے ہو۔ لانا ہم کو نادان بنتے ہو۔ سے

مہابھارت یہ ہو جائے تو سب جھگڑے نپٹ جائیں
مٹیں کورو یہ پھیلے اور پھر یادو بھی مٹ جائیں
بکھیڑے خود مہابھارت کے بھارت کو الٹ دینگے
یہ جگ پلٹے تو ہم بھی اپنے پہلو کو پلٹ دینگے

شنکر۔ یوں سمجھے کہ ابھی جگ پلٹنے میں کچھ لوک باسیوں کو انتظار رکھنا ہوگا
ابھی اور کچھ کال راس لیلا رچائیے گا۔ سے

یہاں تو راہ تکتے نت برستی یہ نین تھکتے ہیں
مگر ہیں آپ جو ایسے ارادے دل میں رکھتے ہیں
تمہارا دل ہے جو بھرتا نہیں گوکل کے گوپیوں سے
ہمارا دل ہے ... درشن کے لئے دن رات جلتے ہیں

کرشن۔ دیکھیے ہے آپ کی بستی کو۔
شنکر۔ ہاں مگر آج نر اور نارائن دونو کس لئے پدھارے؟
کرشن۔ آپ کو معلوم ہے کہ کئی دنوں سے کورو پانڈوں میں سنگرام چھڑا ہے آج کوروؤں نے ملکر دھوکے سے ارجن کے پتر ابھیمنیو کو مار ڈالا ہے۔ جیدرتھ ہی اس سارے فساد کی بنیاد ہے۔ اور پھر دنیا میں سب پدارتھوں سے زیادہ عزیز اولاد ہے ارجن نے پتر دیوگ سے کرودھت ہو کر پرتگیا کرلی۔ کہ کل سورج استت ہونے سے پہلے جیدرتھ کا سیس اتاروں گا پتر کے بدلے پاپی کو مار دوں گا۔ سے

گیا بیٹا تو ہاتھوں سے پرنت ہاتھ رہ جائے
کوئی ایسی ہو یکتی جس سے اس کی بات رہ جائے

شنکر۔ تو مجھے جو آگیا ہو وہ کروں۔

کرشن ۔ بس یہی پرارتھنا ہے ۔ کہ ارجن کو جیدرتھ بدھ میں سمرتھ ہونے کیلئے بردان دیجئے ۔ جس بان سے وہ مرسکے ۔ اسکو استعمال کریگا گی سمیت وہ بان دیجئے ۔

شنکر ۔ ارجن تم شوک میں کیا ہماری بات بھول گئے؟ دہیں یاد کیا ہوتا پاشو پت بان تو ہم نے وہیں بھیجدیا ہوتا ۔ نہ بھگت کو یہاں آنا پڑتا نہ بھگوان کو کشٹ اوٹھانا پڑتا ۔

ارجن ۔ کیلاش پتی ۔ پیاسے کو دریا پہ جانا ہی پڑتا ہے بھگت کو بھگونت کے چرنوں میں آنا ہی پڑتا ہے ۔ ؎

ہوئی ہے کام کی سدھی یہاں پہ آنے سے
ہوئے ہیں آپ کے درشن بھی اس بہانے سے

شنکر ۔ تو آؤ ادہر آؤ ۔ ہر ایک اپنے چنتون (دوسرے خیال) کو نوارن کرو ۔ جو منتر ہم اچارن کرتے ہیں اسکو من میں دھارن کرلو ۔ (کان میں منتر دینا ۔ آؤ پاشو پت بان آؤ ۔ بان کا آنا لو ارجن آدر کرو ۔ آنکھوں سے لگاؤ ۔ لے جاؤ اور دشمن پر وجے پاؤ ۔

ارجن ۔ اوپکار ۔ مہا اوپکار ۔

شنکر ۔ ایک بات یاد رکھئے گا ۔ ہوشیار رہنا ۔ اس کا سر دھرتی پہ گرنے نہ پاوے اس کو کاٹتے ہی آکاش مارگ میں اڑانے کو تیار رہنا ۔ کرشن جی ۔ اور بھگوان آپ تو سب کی سب بات جانتے ہیں ۔ اس کے پتا ورددھ کھشتر کا پربودھن بھی جانتے ہیں ۔

کرشن ۔ بھلی پرکار سے ۔

شنکر ۔ جاؤ ارجن نشچنت ہوئے بھارتے ۔ ؎

ہے ہری کا آشیش اور یہ دھنش کی پریت
ہوگی نشچے یدھ میں ارجن تیری جیت

(پردے کا گرایا جانا)

ایکٹ دوسرا پردہ آٹھواں

(کامک)

نظارہ:- راج بیر کا مکان

(راج بیر بھبوتی کا پرویش)

بھبوتی۔ سراسر توہین ہے ایک راج بیر کی۔ کس لئے؟ اسلئے کہ میرے جیسا شریف آدمی بر سر میدان کسی کے ساتھ ہاتھا پائی کرے کتے بلیوں کی طرح دھم کی ہڑی پکڑائی کرے لوگ کہتے ہیں۔ کہ لڑائی میں ہاتھ دکھانا بہادری کا کام ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ مٹی پلید ہے تقدیر کی۔ اور سراسر توہین ہے ایک راج بیر کی۔ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ میں لڑنے سے گھبراتا ہوں۔ موت سے خوف کھاتا ہوں۔ مطلق نہیں۔ ہرگز نہیں۔ آدی سے لے کر انت تک نہیں۔ ہاں البتہ میں اہنسا پرم دھرما کا پورا قائل ہوں۔ دھرم کا یہی راستہ ٹھیک ہے یہی ہمارے خاندان کی پرانی ٹیک ہے۔ ہمارے دادا تھے تو لڑائی کا نام سن کر ایک ہزار برہمنوں کو جماتے تھے۔ ہمارے پتا لڑائی تو کس کی ایک کیڑی کا دل دکھ جاتے پر اٹھ سٹھ تیرتھوں کی خبر لاتے تھے۔ بھائی رام رام کہو۔ کسی کا خون بہانا تو دور رہا۔ مجھ سے پوچھو تو میں آنسو بہانے کو بھی پاپ سمجھتا ہوں شریر کی جوئیں نکال کر دور ہٹانے کو بھی پاپ سمجھتا ہوں۔ کتنے ہی جیووں کی ہتیا ہوتی ہے۔ سچ پوچھو تو میں۔ سانس کا لینا بھی دھرم کے خلاف سمجھتا

ہوں۔ جو سانس گھٹ کر مر جائے میں اس کا قصور معاف سمجھتا ہوں۔
اب تم ہی بتاؤ۔ میری بزدلی ہے۔ یا دھرم دیوتا؟ تم کو کہنا پڑے گا اور ضرور
کہنا پڑیگا۔ کہ دھرم دیوتا۔ اب بدقسمتی سے میری یہ دھرم دیوتا خطرے میں
پڑی ہے شاہی اعلان کی مانگ سر پر ڈانڈ لئے کھڑی ہے مگر کہا ہے۔
مانگ کھانک لینا تو آسان۔ نقشہ جان کا افسانہ۔ راج بیر کی بیدی تو
سنبھال لی۔ بیر بہ پیسے کی دولت تو جیب میں ڈال لی۔ اب بیر تا دکھائے
تو کون۔ راجہ کہے ہے لڑائی لپسند۔ اور میں دھرم کا پابند اب یہاں وہ خوشامد
کی ملوا۔ بھی نہیں چل سکتی۔ یہاں کوئی اور ترکیب نکالنی پڑے گی ٹھیک
یاد آگیا۔ ارے او موٹو او موٹو (گلا پھاڑ کر) اور راج بیر کے ذمادار نوکر موٹو
موٹو۔ (آکر) جی ہاں۔ جی ہاں۔
بھوپتی۔ ابے مورکھ تو کس سے بات کر رہا ہے؟ جی ہاں کسے کہتا ہے؟
موٹو۔ اپنے سوامی کو۔
بھوپتی۔ ابے سوامی ہیں مٹھول پہ تیر بھتول پہ۔ راج کہو۔
موٹو۔ راج بیر سہی۔ جمڑے کی زبان ہے یوں نہ ہلی یوں ہی سہی۔
بھوپتی۔ سنو۔ جلدی جاؤ! ایسے جاؤ جیسے توپ سے گولہ نکل کر جاتا ہے یا
راج بیر کے گھر سے کار کی کھلاگ کر نکلتی ہے۔
موٹو۔ بہت خوب جاکر کیا کریں؟
بھوپتی۔ داگ بھٹ جی کو بلا کر لاؤ۔ فوراً لاؤ۔ ایسے لاؤ۔
موٹو۔ جیسے مردے کیلئے کفن۔ لیجئے سرکار بس گیا سمجھو خدمت گزار آجا
بھوپتی۔ داگ بھٹ بھلے پرش ہیں کوئی نہ کوئی ایسی تدبیر نکالیں گے کہ
لڑائی میں بھرتی ہونے سے جان بچ جائے گی۔ لڑنے کو تو بندہ لڑ جائے یا
مگر ڈرتا ہوں۔ ہتھیا کے پاپ سے۔ دردن آچاریہ تو ایک ہی چکر بیوہ
بنا کر بعد کتے پھرتے ہیں۔ ان کے چکر سے تو ایک ابھیمنیو ہی مرا ارہا ہاتے

بے شمار جگہوں سے نت نئے ویر جوسی پہ چاروں شانے چت کرتے رہیں۔ ارجن
کو ایک گانڈیو کا ابھیمان ہے مگر یہاں ایسے ایسے کتنے ہی ہتھیاروں
کا مان ہے۔ جیسے خوش مد کا سدرشن، شیو جی کا گانڈیو۔ جی حضور کا
بان (بجا ہے)، شریان کا کرپان۔ حضور سلامت کی میان۔ آپ کی جے ہو کی تلوار
آپ بڑے آپ کے باپ دادا بڑے کی گُرز۔ بھلا غور فرمائیے جس کے پاس ایسے
ایسے ہتھیار۔ وہ اور کسی سے کم ہمت دار۔؟

داگ بھٹ۔ (آکر) راج بیرجی جے سری کرشن کی۔

بھوپتی۔ واہ آپ نے تو آتے ہی خوب تیر مارا۔ مہاراج کرشن کو تو پانڈوں کی
طرف داری ہے۔ آپ نے دریودھن کے راج دربار میں ہو کر اس کی جے پکاری ہے
کوئی جاسوس سن پائے تو آپ کی پدوی جائے اور میرا خطاب کیوں
ٹھیک ہے نہ جناب؟

داگ۔ اسمیں سندیہہ بھی کیا ہے کرشن کی جے ہوتی ہے اور ہوگی۔

بھوپتی۔ تو ہمارے مہاراج کیا مفت میں بھلے مانسوں کے سر کٹوا رہے ہیں
نہ ہوا میں دریودھن کا وزیر۔ ایسی لتاڑ بتا کر بن جاتی تقدیر۔ اچھا یہ تو
کہئے آجکل سلن بھومی میں کیا ہو رہا ہے۔؟

داگ۔ ارجن کے بیٹے ابھمنیو نے بیشمار سینکوں کو مار گرایا ہزاروں کو
گھائل کیا۔ سویر سے مرہم پٹی کرتے جان کم بختی میں آگئی۔

بھوپتی۔ نہ جانے آپ کے سمان اور کس کس شریف کی جان کم بختی میں آئیگی
یہ تو کہئے آپ تو سلن بھومی کی سب باتوں سے واقف کار ہیں۔

داگ۔ جی ہاں۔

بھوپتی۔ وہاں تو ہے کے ہتھیار ہی کام آتے ہیں۔ یہاں کے ہتھیار بھی؟

داگ۔ وہاں تو شریان کی تلوار اتنا دیتی جو چلانا جانتا ہو۔ وہی
اپنی جان بچا سکے۔

بھوپتی۔ اور جو کوئی دشمن کے آگے جی حضور کہہ کر سر جھکا دے؟

واگ۔ وہاں تو جی حضور کہنے کی فرصت ہی نہیں پاتی ہے۔ فوراً تلوار اٹھتی ہے اور گردن الگ ہو جاتی ہے۔

بھوپتی (سوگت) باپ رے۔ رن بھومی ہے یا دانے بھنانے کا بھاڑ۔

واگ بھٹ۔ اب تو تمام راج تمبیر، راج تمبیر، راج بھوشن اعلان ہو لہاراج نے لڑائی میں جاتے ہیں۔

بھوپتی۔ اجی لڑائی میں تو کیا تباہی ہی میں جاتے ہیں۔ برا ہو وسن آجاپیہ کا چکر ہیوہ نہ جاتا۔ تو بھیو کمر لشکر کی گنتی کو نہ گھٹاتا۔ ہمارے جیسے شریفوں پر یہ کڑا وقت نہ آتا۔ وید جی۔ آپ تو سمجھدار ہیں۔ کوئی ایسی تدبیر بتائیے کہ لڑائی میں جانے سے جان بچ جائے۔ اہنسا پرمو دھرما کے دھرم پر آنچ نہ آئے اور پھر میں تو ابھی نئی بہو بیاہ کر لایا ہوں۔ بچ جائیں گے۔ تو وہ دونوں مل کر آپ کی کشل منائیں گے۔

واگ بھٹ۔ کیا تدبیر ہو سکتی ہے؟

بھوپتی۔ کچھ بھی نہیں جان بچے۔ ایسا علاج دو۔ کہ پیٹ پاٹ سب ڈھیلے ہو جائیں رنگ ڈھنگ سب پیلا ہو جائے جو کوئی دیکھ لے وہی کہہ دے۔ کہ انہیں چھوڑ دو اس مردود کو۔ رن میں طاعون پھیلائے گا۔ دیکھیا آپ کو بڑا جس ہاتھ آئے گا۔

واگ بھٹ۔ مگر۔؟

بھوپتی۔ مگر کیا۔ ہاں تو یہ کر دیا دو۔

واگ بھٹ۔ کیا؟

بھوپتی۔ ایک تولہ سفید سنکھیا۔

واگ بھٹ۔ ہرے ہرے

بھوپتی۔ بس دیجیے جی۔ ہماری آبرو تھام لو۔

واگ بھٹ۔ آپ سنکھیا کھا کر چلنے کی سوچتے ہیں۔ تو ران میں دھرم مرتیو سے کیوں نہیں مرتے۔۔؟

بھوپتی۔ اسی مرتیو کا تو بڑا کلیش ہے۔ انہا پر سودھرما ہی تو میرا ادیش ہے۔

واگ بھٹ۔ میری تو یہی سمجھ ہے۔ کہ ایک دن مرنا ہے تو وہیں جا کر کیوں نہ مریں؟

بھوپتی۔ ذرا غور کیجئے۔ میں وہاں مر گیا تو آپ کے بال بچوں کی کشل کون منائے گا۔ آپ کے لئے مالا کون پھرائے گا۔ (سوگت) اب ذرا ویدیہ جی کو مسکہ لگاؤں خوشامد کا ہتھیار بڑا بڑا ڈنگ کھا گیا۔ ذرا اس کو کام میں لاؤں۔

(ظاہر میں)

واگ بھٹ۔ مجھے آپ کا حکم ماننے سے کب انکار ہے؟

بھوپتی۔ انکار ہو بھی کیسے۔ آپ کے پتا میرے باپ کے لنگوٹیے یار تھے۔ اور بڑے ہی حیادار تھے۔

واگ بھٹ۔ اجی تھے ضرور۔

بھوپتی۔ اور آپ کے پتا کی ہمارے پتا کے ساتھ محبت کا ثبوت سنیئے۔ وہ ہمارے گھر والوں کا مفت میں علاج کیا کرتے تھے۔ دوائی گھٹیا ہو یا بڑھیا دام نہیں لیا کرتے تھے۔ کاش کہ ان کے باپ ٹمرنیک سب کے سب ویدیہ راج ہو گذرے ہیں۔ واہ واہ اجی ان بزرگوں نے بڑے بڑے گھرانے کو یوں ہی کھو دیے ہیں۔ پیتے جاؤ اور آسیس دیتے جاؤ۔

واگ بھٹ۔ اچھا تو آج سے میں آپ کو کھٹے عیوں (تپ دق کے مریضوں) کی فہرست میں لکھ لیتا ہوں۔ یہ لیجئے گلاب۔ بڑیا گرم پانی کے ساتھ کھا جائیے۔

بھوپتی۔ کاغذ سمیت یا بناں کاغذ کے؟

واگ بھٹ۔ بناں کاغذ کے۔

بھوپتی۔ جلاب ایسا ہو کہ رسوائی میں جانے سے رہ جاؤں۔ زندگی سے نہ جلد جاؤں
داگ بھبٹ۔ ایسا ہی ہے۔ معمولی میں پچاس مرتبہ اٹھنا بیٹھنا پڑے گا۔ جے
سری کرشن کی۔

(جاتا ہے)

بھوپتی۔ جیوں ہی چل کر گرم پانی لاؤں (پڑیا طاق میں رکھ دیتا ہے) جلاب
کی پڑیا کھا جاؤں۔ کوئی بھرتی کرنے والا آ نکلا تو بنا پڑیا کے جلاب ہو
جائے گا۔

جاتا ہے۔ پرانی بہو البیلی سب سنتی ہے۔ اور
اُس کی اِس بزدلی اور کمینہ سازش پر کھٹکا کرتی
ہے

البیلی۔ دیکھیے کیا کائر ہے۔ میرے کرم سے کچھ تو یونہی کائری کی کمی نہیں ؟ جو کسر
تھا۔ کچھ اس موذی سوت نے اپنا رنگ چڑھا کر اور بھی کائر بنا دیا۔ اپنے
دیش اور رکھشا کے لئے یدھ میں جانا تو ہر کسی کا دھرم ہے۔ پرنتو جو لوگ
راج دربار سے اپادھی لے کر اپنی بیرتا کی ڈینگ مارتے نہیں تھکتے۔ اُن کا
یدھ میں جانا تو بڑا ہی ضروری ہے۔ اچھا دیکھتی ہوں۔ کیا رنگ کھلتا ہے
اس پڑیا کے بدلے راکھ کی پڑیا لپیٹ کر رکھ دوں۔

دوائی کی پڑیا اٹھا لیتی ہے۔ اور اس کے بدلے
راکھ کی پڑیا بنا کر رکھ دیتی ہے اور جاتی ہے

بھوپتی۔ (پانی کا گلاس لا کر) دیکھا۔ خوشامد کا منتر لگا گیا کام بنا۔ اس کا
نام ہے۔ ایسا نہ ہو کہ دوائی اپنا اثر نہ دکھائے۔ اسمیں بھی ذرا جھوٹ مکر کا سفوف ملا
دوں۔ (دوائی پھانک لیتا ہے) کہا واہ۔ واہ۔ دوائی کیا ہے رسائن ہے۔ بڑی ہی
نوکتا پردیتی ہے۔ بڑی ہی سکھ دائک ہے۔

بڑی اکسیر اوشدھی ہے بڑی تاثیر والی ہے
ملی ہے راج بیروں کو بڑی تقدیر والی ہے
(تلک راج کا ہونا)

تلک۔ جے ہو دیودھن کی۔

بھوپتی۔ (سوگت) کوئی ببر جی کرنے والا سکالی آدمی معلوم ہوتا ہے۔ کمبخت جلاب ابھی صبح سے نہیں اترا۔ اور یہ پاجی پیٹ میں گڑبڑ کی طرح آدھمکا (ظاہرا) جے ہو دریودھن مہاراج کی جے ہو کروڑوں کی۔ جے ہوئے مرے ہوئے دیرتر اشتروں کی۔ جے ہو مرنے والے کروڑوں سینکڑوں کی اور جے ہو پیدا ہونے والوں کی بھی۔

تلک۔ راج بیر جی۔

بھوپتی۔ جی۔ آپ کی تعریف؟

تلک۔ میں کس تعریف کے لائق ہوں۔ تعریف تو ہے۔ آپ لوگوں کی۔ جن کے نام کے ساتھ لنگور کی دُم کے سمان اپادھی کا شہتیر لٹک رہا ہے۔

بھوپتی۔ واہ تعریف میں اچھی تقریر کی۔ سراسر توہین ہے ایک راج بیر کی۔

تلک۔ معافی چاہتا ہوں۔

بھوپتی۔ یہ تو فرمائیے آپ کا نام دھام کام؟

تلک۔ میں مہاراج دریودھن کی آگیا انوسار راج بیروں۔ راج دھیروں اتیادی اپادھی رکھنے والے مہاشئوں کو بدیش میں بھیج رہا ہوں۔

بھوپتی۔ کیا کہا بدیش میں؟

تلک۔ جی ہاں۔

بھوپتی۔ (سوگت) واگ بھٹ کی بڑیا کر بدیش جس بات کا ڈر تھا وہی سامنے آئی۔ (ظاہرا) لیکن شر کیان میں۔

تلک۔ بس میں کیا؟ آپ بدیش جائیں گے۔ آپ کو بدیش میں جانا پڑیگا

اوا۔ آپ تو بدیش میں بھیجوں گا؟

بھوپتی ۔ (خود سے) واہ باوا کا مال سمجھ لیا۔ یہ کوئی زبردستی کا سودا ہے (ظاہراً) جی شریمان مہاراج عالی شان ودوان گنوان۔ کوئی ایسی ترکیب بھی ہے کہ میں یدھ میں نہ جا سکوں۔

تلک ۔ آپ یدھ میں جائیں گے۔ آپ کو یدھ میں جانا پڑے گا۔ اور میں آپ کو یدھ میں بھیجونگا۔

بھوپتی ۔ (سوگت) داگ بھٹ کی پڑیا کر بدو

تلک ۔ آپ کیا سوچ رہے ہیں۔

بھوپتی ۔ جی سوچ رہا ہوں خاص سوچ تو یہی ہے۔ کہ ایک کھشے روگی (آپ یا) کا مریض رن بھومی میں چلا جائے۔ تو کہیں وہاں بھی یہ بیماری نہ پھیل جائے۔ یہ چھوت کی بیماری ہے نامراد۔

تلک ۔ واہ آپ بھی ہیں استاد۔ سنئیے جناب۔

بھوپتی ۔ سنائیے شریمان۔

تلک ۔ آپ یدھ میں جائیں گے۔ آپ کو یدھ میں جانا پڑیگا۔ اور میں آپ کو یدھ میں بھیجوں گا۔

بھوپتی ۔ (خود سے) میں یدھ میں نہیں جاؤنگا۔ مجھے یدھ میں نہیں جانا پڑیگا اور آپ مجھے یدھ میں نہیں بھیج سکتے۔

تلک ۔ (سر سے پیر تک بھوپتی کو دیکھ کر) کیا آپ کو کوئی بیماری لگ رہی ہے؟

بھوپتی ۔ اچھا کیا پوچھا۔ خون پی لیا پر ان پینے باقی ہیں۔

تلک ۔ آپ دیکھنے میں تو موٹے تازے ہیں۔

بھوپتی ۔ مگر گھر کے۔

تلک ۔ بس جناب آپ یدھ میں جائینگے۔ آپ کو یدھ میں جانا پڑے گا اور میں آپ کو یدھ میں بھیجونگا۔

بھوپتی ۔ (سوگت) ذرا رعب سے کام لوں (ظاہراً) سنئیے شریمان۔ ایک تو میں

شرافت سے کام لیتا رہا ہوں۔ اب مجھے حیثیت سے کام لینا پڑا (مونچھوں پر تاؤ
دیتا ہے) سراسر توہین ہے ایک راج ویر کی۔

جگنک۔ تو ٹھہریئے میں مہاراج کے پاس آپ کی شکایت لے کر جاؤں گا۔ اور اپادھی
کا بلا آپ سے چھنواؤں گا۔ (جاتا ہے)

بھوپتی۔ اجی دیکھا جائیگا۔ مہاراج کی سبھا میں لڑنے کیلئے میرے پاس بہتیرے
ہتھیار ہیں۔

(البیلی کا نجومی کے بھیس میں داخل ہونا)

البیلی۔ رمل ڈلوا لو۔ قسمت بنا لو۔ ہاتھ دکھا لو۔ ع
برکھ۔ برچھک۔ کنیا۔ کرک۔ سنگھ۔ تلا اور۔ مین
متھن۔ میکھ۔ دھن۔ مکر۔ کنبھ راشی ہیں پروین

بھوپتی۔ یہ کوئی بڑا جوتشی پنڈت ہے۔ یہ ہماری نیکی بدی کا۔ جینے مرنے کا سب
حال بتائے گا۔ جے ہو مہاراج کی۔

البیلی۔ بڑے شبھ نکشتر میں آپ کا پرشن ہوا۔ بتا رہی لابھ دائک ہے۔ برس کا راجہ
بھی سہائک ہے۔

بھوپتی۔ یہاں تو جان کے لالے پڑے ہیں۔ اور برس کا راجہ سہائک ہے اچھا
مہاراج یہ تو بتایئے آپ نے یہ ودیا کہاں سے پائی۔

البیلی۔ جو ودیا کا گھر ہے۔ یہ سرستی بنارس سے آئی۔ گورو کی کرپا سے یہ اوتم
پدوی پائی۔

بھوپتی۔ مگر ہم نے تو سنا ہے کہ یہ جوتش ودیا بالکل گھوٹالہ ہے مورکھ
گنواروں کو الو بنانے کا آلہ ہے۔

البیلی۔ اس مہا ودیا کا نقص نہیں ہمارے جیسا ودوان ہو تو وہی ٹھیک
نکالے۔ نہیں تو ہزاروں بھٹکتے ہیں۔ رمل ڈالے۔ اڑھائی آنے کا پترہ مول

پوجا پھیر دیا۔ سڑک کا کنارہ اور چوبارہ۔ کوئی کسی بڑے آدمی کی معرفت اپنا رنگ جما بیٹھا۔ کوئی مندر شوالے میں آسن لگا بیٹھا۔ کوئی بھر کر سنگتا کا دعویٰ کر بیٹھا۔ بھولے بھالے بھارت واسیوں کا کیا ٹھکانہ۔ اور ہماری استریوں کا کیا کہنا۔ جہاں سن لیا کہ بڑے جوتشی آئے دور سے پدھارے ہیں۔ پھر کیا تھا۔ کسی نے سہرا باندھا۔ اور چیلی ہوئی۔ کسی نے صندوقچہ میں سے دستر نکالا اور چیلی بنی۔ کسی نے نقد مال گانٹھ میں ڈالا اور چیلی ہوئی۔ ایسے گورو اور ایسے چیلے۔ کرم گتی نے دو اس رنگ میں دکھلیے۔

بھوپتی۔ تم پھر مہاراج آپ بھی تو اسی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔

البیلی۔ کرشن کا نام لو بھائی کرشن کا نام لو۔

بھوپتی۔ یہاں جو آتا ہے۔ وہی کرشن کا نام لینے والا۔ ساری دنیا مورکھ ہے یا ہم۔ ابھی دیکھا جائیگا۔ ہمارا تو وہی کرشن ہے۔ جو ہماری خوشامد کو پسند کرے اور ہمارا رتبہ بلند کرے۔

البیلی۔ آپ بڑے بھاگیہ وان ہیں۔ ماتھے کی ریکھا بڑی پربل ہے۔

بھوپتی۔ اچھا یہ تو بتایئے ہمارا دھن گھر میں ہوگا یا نہیں؟

البیلی۔ آپ کی نئی بہو کا سنجوگ بڑا ہی کشٹ کر ہے۔

بھوپتی۔ وہ تو پرا تکلش نظر آتا ہے۔ جب سے وہ گھر میں آئی۔ تبھی سے جھگڑے لگ گئے۔ مہابھارت کی لڑائی اور پیسے میں جالے کی کم بختی آئی۔

البیلی۔ اور جب وہ کہتی ہے تمہارا ساتھ نہیں دے گی۔

بھوپتی۔ وہ تو میں پہلے سے جانتا ہوں میں بوڑھا اور وہ بال۔ جب وہ ہوگی جوان۔ تو ہمارا آ جائیگا کال۔ مگر مہاراج وہ میرا دم تو بڑا بھرتی ہے۔

البیلی۔ جی ہاں خصم مار رہتی ہے۔ ایسی کا چرتر جانے نہیں کوئے۔

بھوپتی۔ اور وہ میری پرانی بہو کیسی ہے۔

البیلی۔ بس اسی سے تمہارا کلیان ہوگا۔

بھبھوتی۔ لوک تو نئی سے سدھر رہا ہے۔

البیلی۔ پرنتو پرلوک پرانی سے سدھریگا۔

بھبھوتی۔ جب تو میں ضرور اس پرانی بہو کی قدر کرونگا۔ تب ہی تو کہا ہے کہ پرانا چاول قیمت دار ہوتا ہے۔

(نویلی کا داخل ہونا)

نویلی۔ اس کی قدر کروگے تو جاؤ جہنم میں پڑو چولہے میں۔

بھبھوتی۔ آگئی آندھی، آگیا طوفان۔ واگ بھٹ کی پڑیا کر مدد۔

نویلی۔ یہ کون مرا جوتشی سا کھڑا کر رکھا ہے۔ بس نکل جاؤ، چلے جاؤ۔ دونوں میرے مکان سے باہر ہو جاؤ۔

بھبھوتی۔ لو بھائی ہم تو سمجھے تھے کوئی دن بعد اس مکان میں چین کریں گے۔ یہاں ابھی سے پار خطی مل رہی ہے۔ گھر بسنا اسی کا نام ہے۔

نویلی۔ بس اب میں نہیں سنوں گی۔ جاؤ تم بھی اس کے چیلے ہو جاؤ اور مانگ کھاؤ جاؤ۔ نہیں تو اس لٹھ سے سدھا کر دوں گی۔

(لٹھ لے کر پیٹنا چاہتی ہے دونوں بھاگ جاتے ہیں)

واہ یہ گھر ہے یا کوئی چنڈو خانہ۔ ادھر اُس بھوتنی سے سر کھپا کر آئی ہوں۔ تو اس بھوت کے ساتھ مغز پچی کرنا پڑتا ہے۔

بھبھوتی۔ (دوبارہ آ کر) لو بھوت صاحب کی بھوتنی (ہاتھ جوڑ کر) معاف کرو۔ میری میا معاف کرو۔ اگر اس وقت مجھے اسی حالت میں کوئی سرکاری آدمی دیکھ لے تو تیری سوگند ابا دھی تو کبھی کی طاوی یاد آ جائے۔

نویلی۔ اچھی دیکھو۔ تم سے میری فرمائش پوری نہیں ہو سکتی۔ تو کرپا کر کے اداتی میں چلے جائیے۔

بھبھوتی۔ (سوگت) واگ بھٹ کی پڑیا کر مدد۔

نویلی۔ اور تم دیکھو دوسری بہو سے پیار کروگے۔ تو میں بھی کسی دوسرے سے پیار کرونگی

بھوپتی۔ یہ بات تو پرکشش نظر آتی ہے۔ اس بات کا تو میرا بوڑھاپا ہی گواہ ہے۔ بوڑھاپے کی شادی کا یہی تو مزہ ہے۔

بُری ہے ہائے محبت بھی سرخ گالوں کی
اڑی ہے خاک میرے ان سفید بالوں کی
نہ تجھ کو بیاہ کے لاتا نہ یہ دُرگت ہوتی!
نہ ساکھ لاکھ کی میری کا ہے مجھے بُلا ہوتی!

نویلی۔ ہاں مگر یہ تو بتاؤ وہ مُوا جوتشی میری برائی کرے اور تم شوق سے سنو۔
بھوپتی۔ قسم ہے تمہاری میں نے تو دونوں کانوں میں روئی ڈال رکھی تھی۔
نویلی۔ اچھا تو اب تم پرانی بہو کی قدر کرو گے؟
بھوپتی۔ کبھی نہیں۔
نویلی۔ اس کے پاس جایا کرو گے؟
بھوپتی۔ کبھی نہیں۔
نویلی۔ اس کے ہاں کھایا کرو گے؟
بھوپتی۔ کبھی نہیں۔
نویلی۔ اس کو محبت سے بلایا کرو گے؟
بھوپتی۔ کبھی نہیں۔
نویلی۔ پھر گھر میں کسی جوتشی کو بلوایا کرو گے؟
بھوپتی۔ کبھی نہیں۔
نویلی۔ اچھا تو ناک رگڑو۔
بھوپتی۔ کیا؟ تمہارے منہ پہ۔
نویلی۔ منہ پر کیا۔ زمین پر
بھوپتی۔ واہ سب کچھ بھی کروں۔ اور پھر ناک بھی رگڑوں! سراسر تو یہی ہے ایک راج ہیر کی۔

نویلی۔ اور سنو راج بیر کہلانا بھی چھوڑ دو۔

پھوپھی۔ یہ ذرا ٹیڑھی کھیر ہے۔ بہو بڑی مشکل کی بات ہے۔

نویلی۔ نہیں تو لڑائی میں جاکر اپنا بیرتا دکھاؤ۔

پھوپھی۔ یہ اس سے زیادہ مشکل کی بات ہے۔

نویلی۔ نہیں تمہیں ضرور لڑائی میں جانا پڑے گا۔

پھوپھی۔ ہو سکتا؟ اور تمہیں کسی نے رنگیلے چھیلے بھائی بنایا سے ضرور جوڑا ماننا پڑے گا۔ ظاہر دیکھو بہو۔ اور تم جو کچھ کہو گی۔ وہی کرونگا۔ یہ دو باتیں مشکل ہیں۔ میں تمہارے پیروں پڑتا ہوں۔ مجھ سے سنٹھی چاپی کروا لو۔ چمڑی دھلوا لو۔ اچھا مسیلا لیکن یہ دو کام مت کروانا (پیر پکڑ لیتا ہے)

گانا راج بیر کا

ہوتی ہے اُس کی یہی گتی جو بڈھا گھوڑی چڑھتا ہے
سُن لے اے بڈھے رے کھوسٹ کیوں گنتی میں پڑتا ہے
بال ابلا سے شادی کر کے جو قسمت سے لڑتا ہے!
نت سویرے سے نئی نویلی کا جوتا سر پہ جڑتا ہے
سُن لے اے بڈھے رے کھوسٹ......

جو بھی کالا بال رہا ہوا اکھڑ اکھڑ کر جھڑتا ہے
سر پہ سہرا دھر کر دولت.. کھول اپنے سر مڑھتا ہے
نہیں لگتا تو اپنا گھر اپنا لیتا ہوا اجڑتا ہے
نئی نویلی کے چرنوں پہ بڈھا سیس رگڑتا ہے
سُن لے اے بڈھے رے کھوسٹ......

نئی نویلی ہنس ہنس مانگے تو دھرتی میں گڑتا ہے
پہلے پہلے ہونٹوں سے تو ہو کر کے اب کیا چنتا کرتا ہے

دیکھو ٹھنڈا کرے ویلی اس کا پارہ چڑھتا ہے
بیٹے کا ہے ستی ویلی پہ پڑا نہیں گرتا ہے

ایکٹ دوسرا پردہ نواں

نظارہ:۔ میدانِ جنگ

(ابھیمنیو کی لاش پر سوبھدرا کا وِلاپ)

سوبھدرا:۔ اپنا بیڑا خود ڈبو بیٹھی ہوں ؛ ہائی ہوئی
تجھ کو بھیجا رن میں مجھ سے سخت نادانی ہوئی
بول میرے لال ماتا کو بلاتا کیوں نہیں
دوڑ کر ممتا بھری گود کا میں آتا کیوں نہیں

تو اس دھول میں پڑا ہے۔ پھولوں میں کھیلنے والے میرے پیارے بچے تو کیوں اس طرح خاک اور خون میں پڑا ہے آ آ۔ پلکوں کے دامن سے تیرے شریر کی مٹی ہٹا دوں۔ آ تجھے ممتا کے آنسوؤں سے اشنان کرا دوں۔ تجھے لوری سنا کر سلا دوں۔ ہیں۔ نہیں۔ تو دیر سے سو رہا ہے۔ پھر دیا کی لوری دے کر تجھے جگا دوں۔ جاگ۔ جاگ میرے لال جاگ۔ نہیں بولتا تمہیں جاگتا۔ ؟ ہے

بس اب نہیں بولیگا کہ بے جان پڑا ہے
بس اب نہیں بولیگا کہ ماتا سے خفا ہے
جھوٹا ہے کہ سچا ہے میرا پیارا رکھ لے
مرتی ہوئی ماتا کو کبھی اک بار نظر کھ لے

نہیں بولا۔ نہیں جاگا۔ اب نہیں جاگے گا۔ اب تو سورگ کی اپسراؤں
میں کھیلے گا۔ انہیں سے بولیگا۔ دکھی ماتا سے نہیں بولیگا۔ ٥

جس چیز سے بولے تھا وہ اب بند ہوگئی ہے
جس آنکھ سے دیکھے تھا وہ اب بند ہوئی ہے
باقی ہے ذرا جان تو ماتا کو رجھائے
جاگے گی نہ قسمت میری اب ہائے جگائے

نہیں۔ حس نہیں۔ جان نہیں۔ بولنے کا سامان نہیں۔ ٥

سچ سچ یہ نہیں ہے کہ یونہی روٹھ گیا ہے
کیا چھاتیوں کا دودھ میرے سوکھ گیا ہے

(کرشن کا پرویش)

کرشن۔ بہن سوبھدرا

سوبھدرا۔ ہاں بھائی موہن آؤ۔ دیکھو تم بھی دیکھو۔ تم بھی میرے لال کی
یہ دشا دیکھو۔ آؤ تم بھی رو دو۔ مجھے بھی رلاؤ۔ آؤ بھائی بہن دونوں مل کر بیٹھیں
٥ گو کہ غم ہے بڑا سوکھا ہوا پہلو نکلتا ہے
بہت غم میں بہت کم آنکھ سے آنسو نکلتا ہے
بھائی (کرشن سے)

کرشن۔ ہاں بہن۔

سوبھدرا۔ تمہارے بھانجے میں اب تو کچھ نہیں۔ نہ سینہ ہے نہ دیدہ ہے
نہ سوہ ہے نہ طاقت گفتار ہے۔ ٥

بولتا تھا نہیں کیا کلیجہ ہو گیا!
لال میرا کس لئے یوں آزردہ سا ہو گیا؟

کرشن۔ سوبھدرا اب رونے دھونے سے کیا ہوگا؟

سوبھدرا۔ رونے سے آنسو بہہ گئے۔ جن سے یہ دل کے الجھے ہوئے غم کے

سنگھلے بجیں گے، تم کہتے ہو نا۔ روؤ نہیں، دیکھو۔ یہ سامنے دیکھو۔ چپ چاپ پڑا ہوا، میرا سنیہہ، پاتر۔ میرا پیارا، میرا پھول شبنم کی طرح مجھے رلا رہا ہے۔ ؎

مشکل سے تھا امید کا گلشن ہرا ہوا !
لوٹا مگر خزاں نے یہ دامن بھرا ہوا !
تقدیر کا جہاز بھنور میں ہی جا لگا !
کیسے نہ روؤں تیرا چھاتی میں آ لگا

کرشن۔ تم ابھمنیو کے لئے غم کرتی ہو نا؟

سوبھدرا۔ ہاں ابھمنیو کے لئے، پیارے ابھمنیو کیلئے، دلارے ابھمنیو کے لئے۔ ؎

اے آکاش سے منحوس تارا چھوٹا
ایسی کم بخت گھڑی آئی کہ پیارا چھوٹا

کرشن۔ مگر تم کون سے ابھمنیو کا شوک کر رہی ہو؟

سوبھدرا۔ اس کا۔ اس لال کا۔ اس جگر کے ٹکڑے کا۔

کرشن۔ یہ تو تمہارے سامنے پڑا ہے۔ اور یدی اس کے کسی سوکشم شریر کا دکھ ہے۔ تو وہ لافانی ہے۔ اس کے لئے رونا نادانی ہے۔ نہ وہ مرا ہے اور نہ اس لائق ہے کہ اس کے لئے رویا جائے۔ یہ موہ تمہیں دھوکا دیتا ہے۔ شریر روپی گنگا کی چلتی پھرتی لہروں پر اپنی چھایا کے کارن تمہارا آتما چلایمان نظر آتا ہے۔

سوبھدرا۔ بھائی تم ماتا کا ہردا کیا جانو۔ اس ہردے کی اتھاہ ممتا کیا جانو۔ ؎

دل میں آنکھوں میں میرے بیٹھا تھا
کیوں نہ روؤں کہ میرا اکیلا تھا
درد کا درد کوئی کیا جانے !
وہ میرا دل تیرا کلیجہ کیا جانے

کرشن۔ سب کچھ تمہارا پتر تو اس نے گرو دیوروں کے مونہ سے شریر تیاگ کر چندر لوک میں استھان پایا ہے۔ اور یہاں بھی تمہارے اور اپنے یش کو خوشبو کی طرح ہر استھان میں پھیلایا ہے۔ وہ چھتری کا پتر تھا۔ اسلئے لڑنا میں کام آیا ہے اس سے بڑھ کر تمہارے لئے اور کیا آنند کی بات ہوسکتی ہے ۔ ے

جب تک وہ یہاں تھا تمہیں آنند دیا ہے
وہ دیوتا تھا سورگ میں جا باس کیا ہے
تھا نہیں یہ دھرم کے انوکول تمہاری
اس کے لئے جو روئے تو ہے بھول تمہاری

سوبھدرا۔ یہ میری بھول ہے یا موت کی بھول ہے۔ جو تمہارے بھیا پتر ابھیمنیو کو اٹھا لیا۔ یا اپسراؤں کی بھول ہے۔ جو میری گود خالی کر کے۔ اگر ان کی پریم سوئی کر کے اس چندر مکھ کو اپنے پاس بلا لیا۔ ایسا رچا لیا۔ کہ اب بلانے سے بولتا نہیں۔ ذرا بھی آنکھیں کھولتا نہیں۔ ایسے جوان اور ہونہار بچے کی موت اور رلائے نہیں۔ چتا سے بھیانک آگ اور جلائے نہیں۔ ے

غم وہ ہے یہ کہ دل سے بھلایا نہ جائے گا
یہ ظلم وہ ہے جو کہ اٹھایا نہ جائے گا
تمہارے جنم کیا کسی ماتا سے پوچھیے
جس کا مرا ہو پتر اسی ماتا سے پوچھیے

کرشن۔ بہن تم یوں باؤلی بن جاؤ گی۔ تو اس بیچاری اترا کو کون سمجھائے گا اس کو کون دھیرج بندھائے گا ! ے

طوفان ایک اور اٹھاؤ گی اپنے ساتھ   رو رو کے تم اسے بھی رلاؤ گی اپنے ساتھ

سوبھدرا۔ وہ مجھ سے بھی زیادہ روئے گی۔ میرے آنسو تو پتی موہ سے بھرے نیر سے سوکھ بھی جائینگے۔ مگر اس کے آنسو روکے سے نہیں رکیں گے۔ وہ کبھ بہینگے۔ اور اپنے ساتھ ایک سنسار کو لے ڈوبیں گے

کرشن۔ سوبھدرا۔ کل تم نے رن میں بھیجتے ہوئے تو بڑے جگر سے کہا تھا کہ زندہ لوٹ کر نہ آنا۔ پرتگیا پوری نہ ہو تو صورت نہ دکھانا۔ جس پتر نے اس دلیری سے تمہاری بات پورا کر لیا۔ اسکے لئے تمہارا آنسو بہانا کہاں کا دھرم جانا؟

سوبھدرا۔ بھائی وہ چھتر انی کا دل تھا۔ جس نے یدھ میں بھیجا۔ اب ماتا کا دل ہے۔ جس نے اس طرح رلایا۔ وہی آگ زندہ رکھنے کے لئے روٹی بنا کر کھلاتی ہے۔ اور وہی آگ پھر چتا میں جلاتی ہے۔ ۵

اسلئے بھائی یہ ممتا بھی بڑی ہوتی ہے
جب بچھڑ جائے کوئی تب یہ بچھڑی ہوتی ہے

ہائے ابھیمنیو۔ بیٹا ابھیمنیو۔

کرشن۔ اس ہاتھ کا کچھ ٹھکانہ بھی ہے؟

سوبھدرا۔ کچھ نہیں بھائی۔ کچھ نہیں۔ ۵

میں لاکھ سو دل کو کرتی ہوں پریشان ہوتا جاتا ہے
کروں کیا یہ تیرے پرتے خود پریشان ہوتا جاتا ہے
سنیہہ اور پیار ایسے ہیں کہ ناطے سے نہیں اٹھتے!
لگی ہے ہائے ایسی ہاتھ چھاتی سے نہیں اُٹھتے

کرشن۔ ان ہاتھوں کو اب چھاتی سے اٹھاؤ۔ دل کو سمجھاؤ۔ کس کو یہ دن دیکھنا نصیب نہیں۔ کیا کبھی کسی کا پتر نہیں مرا۔ ۵

روئے گھڑی دو گھڑی یا سال رو لیے
لاکھوں گنوائی آنکھ کے تارے بھی کھو لئے
لیکن وہ کون ہے کہ جو رو کر نہ رہ گیا!
صدمہ بڑا تھا تو بھی وہ چپکے سے سہہ گیا

سوبھدرا۔ تو میں بھی اس دنیا میں تھوڑے۔ سنسار کا بھی غم ہے تو مجھے

بھی اس نیم کے آگے سر جھکانا پڑے گا۔ ایک دن چھاتی پر پتھر رکھ کر اس دکھ کو سہلانا پڑے گا۔

بے قراری ہو چکی اب تو قرار ہوتا رہا!
سوکھ جائیں گے جب آنسو پھر کہاں رونا رہا

کرشن۔ دل کو سنبھالو۔

سوبھدرا۔ یہ آپ ہی سنبھل جائیگا۔

کرشن۔ غم کو دل سے نکالو۔

سوبھدرا۔ یہ آپ ہی نکل جائے گا۔

(اُترا کا گاتے ہوئے داخل ہونا)

گانا (بہ زبان پنجابی)

نی سیئو میں کتدی کتدی ہٹی۔ نی سیئو!
پڑی چھپی پچھواڑے رہ گئی ہتھ میرےلیں تند ٹٹی
سیاں ونہیاں چھپوں چھکڑی لا ہی کاگ میرنید جھٹی
سالو سلارے سڑگئے سارے باہی رہی نہ چھٹی!
رنگ رنگیلا چرخا تتڑلا لو نشڑی اج نکھٹی
گھنڑ لے گئے پیا سنگ سارے نکموں کنوں میٹی
نی سیئو میں کتدی کتدی ہٹی...۔

زبانی۔ سہ الیراؤں کے کچھاور سکے لئے زر لے گیا
کال جیون کا مرے المول زیور لے گیا
بدھ میں جیون کا کیسے رہ گئی خالی میان
جبکہ تھی تلوار وہ مہراج ستم کر لے گیا!

سوبھدرا۔ دکھیا بھابی رہی تو ہتھی ؟

کرشن ۔ کون ۔ ؟

سوبھدرا ۔ ابھمنیو کی پیاری ۔ بدنصیب ابھاگی ۔ وہی ہے وہی ہے مقیبت کی ماری ۔ ہائے ارجن کی وہ بہو اور بدبخت ہوا ! تمہارے بھانجے کی بہو اور بدہوا کتنا اندھا ہے کتنا بڑا اندھیرا ہے ۔ آنکھو مت دیکھو ۔ اس بدہوا کی وحشت کو مت دیکھو ۔ ارے کانو اس بدنصیب کے درد بھرے نالوں کو مت سنو نہیں نہیں وہ تو سننے پڑینگے ۔ یہ بھالے تو جگر اور کلیجے پر سہنے پڑینگے ۔ ہ

آنکھ کو تکنا پڑیگا چشم گریاں کی طرف
زخم کو جھکنا پڑیگا خود نمکداں کی طرف
پران جس کو پیڑ یتی وہ اب نکلنے آگیا
شمع جلتی ہی رہی پروانہ جلنے آگیا

کرشن ۔ بہن ۔ ذرا سمجھ سے کام لو ۔ تھوڑی دیر کیلئے کلیجے کو تھام لو ۔

اترا ۔ (لاش سے مخاطب ہو کر) ۔ ہ

پیارے کہاں کو چل دئے وہ یاد ہیں اقرار بھی
جب تم نے اپنے تار سے باندھا تھا میرا تار بھی
جب پیار میں بنتے تھے تم دلدار بھی غمخوار بھی
میں ہوں وہی اور ہیں وہی سب ہار بھی سنگار بھی
کیا جان کر مجھ سے بچ کر تے ہو اب پہلو تہی !
یہ کون ہے اترا تو ہے کنیز آنکھ دیکھو تو سہی
کیوں لیٹے ہیں ۔ ؟ ہ

منہ کو چھپا لیا ہے کہو کیوں نقاب میں
کیوں آگیا ہے چاند سا مکھڑا حجاب میں
تم نے تو اپسراؤں میں اپنا کیا ہے باس
بتاؤ مجھ کو رہ گئی میں کس حساب میں

کیا تم سمجھتے ہو کہ تم اکیلے ہی جاؤ گے۔ تمہارے ساتھ اور کوئی نہیں جائے گا کیا اترا ان میں کچھ سمے کا پہ بگیا کو بھول جائیگی؛ نہیں تم گئے تو وہ بھی آئے گی۔ ؎

سایہ کبھی شریر سے ہوتا جدا نہیں
پروانہ شمع سے کبھی پیچھے رہا نہیں
سوامی جہاں کہیں ہیں وہیں سوامنی بھی ہے
سورج چھپا ہے چھپتی ابھی روشنی بھی ہے

کرشن۔ (خود سے) اب کس کس کو سمجھاؤں۔ ! سو بھدرا تو کچھ بھی جائیگی۔ اترا کب سمجھنے لگی۔ اس کا واہ بھی زیادہ ہے۔ سچ پوچھو تو ماتا کا درد پتی ہوتا کے دکھ کا آدھا ہے ؎

پرش کے پیار میں پتنی قدم بڑھا کر اُٹھاتی ہے
ہے ماتا تو بہتی سمک یہ چتا میں جل بھی جاتی ہے

سو بھدرا۔ ہائے آنکھ یہ درشیہ (نظارہ) دیکھ رہی ہے اور پھوٹتی نہیں۔ کلیجہ پھٹتا نہیں۔ چھاتی ٹوٹتی نہیں۔

کرشن۔ اترا۔ !

اترا۔ کون۔ ماما۔ ماما پرنام

کرشن۔ بیٹا چرن جیو ہو۔

اترا۔ یہ کیسا آشیرباد۔ میں اور چرنجیو ہوں۔ ہٹا کے بناں تینی چرنجیو رہے۔ کہو نا جیو۔ اور زیادہ نہ جیو۔ اب تو میرے جینے کا آدھار بھی نہیں۔ ایسی آسیس دو جس سے پاپی جیو نکل جائے۔ چرنجیو ہو کہن جس کا بھاگ ہو۔ چرنجیو ہو۔ کون جس کا سہاگ ہو ؎

تیرا اگ رنگ جینے کا انوراگ میں گیا
میرا سہاگ بھاگ تو سب آگ میں گیا

کرشن۔ اُترا۔ ذرا شانتی سے کام لو۔

اُترا۔ شانتی تو پتی کے ساتھ گئی۔ اب مجھے پوتر بھگتی کا پرشاد دو کہ میں پران ناتھ کی چتا میں اپنے اس بدھوا پے کو جلا سکوں۔ جہاں وہ گئے ہیں میں بھی وہاں جا سکوں۔ ؎

جب آس ہی نہیں ہے تو سانسوں کی کیا چلے
جب تیل ہی نہیں ہے تو دیپک پر کیا جلے!
گھر سا نہیں ہے سوامی تو گھر کی کشش گئی!
کس کام کا ہے پھول جو خوشبو نکل گئی

کرشن۔ مہا اترا۔ یہ مرنا اور جینا تو کرم وش ہے کون نہیں گیا۔ اور کون نہیں جائیگا۔ ردن کرنے سے یہ ٹوٹا ہوا ساز کیا جڑ جائیگا، اس شریر روپی پنجرے سے جو پکشی (پرندہ) اڑ گیا۔ وہ کیا لوٹ کر آئے گا! ؎

وہ خود نمائی ہے اور دل پہ ہے بس خاک انسان کا
کہ مردہ جسم کو تار نفس کا کب لگا ٹانکا

اُترا۔ ماما تمہارے رہتے ہوئے میرا راج لٹ گیا۔ بھیر بیس کا تاج گر گیا۔ یہ ہی ہونا تھا (؟)

کرشن۔ ایشور کی اچھیا۔

اُترا۔ جب پتی نہیں رہے تو پت کہاں۔ ؟ جب پت نہیں تو ویپت ہے۔ اور جب ایسی دیپت ہے تو مرنا ہی اوچت ہے۔ ؎

اُڑا دی موت کی آندھی نے میری آس کی ڈھیری
جو اس کو جان لیتی تھی تو لیتی جان وہ میری
کہاں ہے ناتھ اب میری کہاں ہے ناتھ کی چیری
اے اُترا چل کہ ہوتی ہے چتا سیوا میں اب دیری

کرشن۔ اُترا تو تو سشیل ہے۔

اُترا۔ میں خاک سشیل ہوں۔ جب اپنے پران پیارے کو نہ بچا سکی۔ اپنا جیون

دے کر پران پیارے کے جیون کو کال کے پنجے سے نہ چھڑا سکی۔

کرشن۔ (اترا سے) دل کو سمجھاؤ۔

اترا۔ ہا ہا۔ اب دل کہاں ہے؟

اب تو اگنی سی رہ گئی اندر بجائے دل
جو ہے میں جائے زندگی جو ہے میں جائے دل

کرشن۔ سوائے دل کو سمجھانے اب اور بھی کچھ ہو سکتا ہے؟

اترا۔ وہی کچھ جو ایک پتی برتا استری کر سکتی ہے۔ میں اس ویران جیون کو اپنی آہوں سے جلا دوں گی۔ یہ نہ ہو سکا تو پتی کے ساتھ ستی ہو کر سچی پریت کا پاٹھ اس دنیا کو پڑھا دوں گی۔

بیچ میں پردہ نہیں ہے میں بتا دوں گی ابھی
تم بھی دیکھو گے ابھی میں بھی دکھا دوں گی ابھی
جا کے لے ہوتی سمندر میں ہے گنگا کس طرح
جان دیتا ہے دیئے پر اک پتنگا کس طرح

کرشن۔ کیا تم ستی ہونے کا ہی ارادہ رکھتی ہو۔

اترا۔ ہاں جب بگولہ چاروں طرف سے آن کر خاک اور خاشاک کو گھیر لیتا ہے تو ان کو بناں اس کے ساتھ اڑنے کوئی چارہ نہیں نظر آتا۔ استری بھی جب دیکھ لیتی ہے کہ پتی کے بناں سنسار میں میرے لئے چاروں اور (طرف) اندھیر ہی اندھیر ہے تو اس کو سوائے جان دے دینے کے اور کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔

پتی پتنی جدا کیسے وہ چولی ہے وہ دامن ہے
پتی ناری کا سب کچھ ہے پتی ناری کا جیون ہے
جو پتنی کو ہے دکھلائی پتی برہ ہے دنیا میں
بو جیتے جی جلاتا ہے یہ وہ شعلہ ہے دنیا میں

کرشن۔ اترا۔ یہ پتنی پتی پتر ماتا۔ بھائی اور بہن سب یہیں کے ناطے ہیں یہ تو کایا کے

بگڑتے ہی یہ سب کے سب لوٹ جاتے ہیں۔ ساتھ گن جاتا ہے ناری گھر میں ہی رہتی ہے۔ ماتا تھوڑی دور جاتی ہے۔ چتا میں اگن دینے والا بیٹا اکثر بھلائی چتا میں آگ دے کر پیٹھ دکھاتا ہے۔ آتما اکیلا ہی آتا ہے اور اکیلے ہی جاتا ہے۔

منہ دکھاتا ہے یہ دیپک تر دامن ہو کر
مثل جگنو کے یہ بجھ جاتا ہے روشن ہو کر
ہنس کے اوروں کو رلا جاتا ہے آخر اک دن
خار دے جاتا ہے یہ غیرتِ گلشن ہو کر

اُترا۔ ماما تمہاری شکتی تو دیوتاؤں کو معلوم تھی۔ تمہارے سمدھی کی تو وشو ملم میں دھوم تھی پھر تبا۔ پانڈوؤں کی آشا ڈالی سے یہ میٹھا پھل کیوں ٹوٹ گیا؟ گانڈیو دھاری کا یہ سہارا کیوں چھوٹ گیا؟ انیائی کورووں اس ویر کو مارنے میں کیسے سمرتھ ہوا؟ میرے لیے کیوں اتنا بڑا انرتھ ہوا؟

کرشن۔ تم لا یہ بھرا بھاٹ دیتا ہوں اسکا کارن بھی بتلا دیتا ہوں۔ تم اس کو تچھ سمجھتی ہو؟

اُترا۔ ہاں پران ناتھ، پران پتی۔

کرشن۔ وہ چندرما کا پتر ورچا ہے۔ ایک شاپ (بددعا) کے کارن بھولوک میں آ کر تمہارا پتی اور سبھدرا کا بیٹا ہوا۔ شاپ کی سمیا دھو چکی اور وہ اپنے چندر لوک کو چلتا ہوا۔

اُترا۔ تو مجھے بھی جانے دو۔ جہاں چند ہے وہیں اسکی روشنی بھی جائے گی؛

جب کہ ویرانہ میری امید کا گھر ہو گیا
عُمر کی کشتی کا بودا جب یہ لنگر کھو گیا
ڈوبنا ہے اس کو ڈوبے گی ڈوبنا ہے مجھے!
مجھ کو جانے دو پتی کے ساتھ ہونا ہے مجھے!

کرشن۔ ہم اس بات کے خلاف ہیں!

اُترا۔ میں نے ان کو یدھ میں جانے سے نہ ہٹایا۔ یدھ میں ساتھ جا کر ان کا ہاتھ بھی نہ بٹایا

مجھے ارپن پتی کے اپنے ان پرانوں کو کرنے دو
مر رہے ہیں میرے پران آدھار تو مجھ کو بھی مرنے دو

کرشن۔ نہیں بلکہ پرماتما کا دھنیہ باد کرو۔ کہ تمہارے گربھ کا بالک تمہارے اس کلیش کو ہٹانے کا کارن ہوگا۔ اس بالک کے دھارا سنسار بھر کا دکھ اور پاپ نوارن ہوگا۔ یہ بالک پریکشت نام سے بھارت کے چکرورتی سنگھاسن کی شوبھا کو بڑھائیگا خود دھرم راج یدھشٹر اپنے ہاتھوں سے اس کو شاہی تاج پہنائیگا۔ ابھمنیو کی یہ نشانی تمہارے دل کا آرام ہوگا۔ اس یجوی کا اور پرتاپی پتر سے پانڈو ونش کا نام ہوگا۔ ع

پتی سے پت ہے لیکن پتر سے تو نام رہتا ہے
کہ جس سے سورگ میں پتروں کو بھی آرام رہتا ہے

اُترا۔ کانوں میں یہ کیسی دھونی گونج رہی ہے میں یہ کیا سن رہی ہوں!
فلاٹ پھٹتا ہے۔ چیندر لوک کا دکھا وا
ابھمنیو کی سورگ کا نظارہ

وگرح۔ جیو مت پران پیاری چاہے اپنی جان کی خاطر
جیو دنیا میں لیکن تم میری سنتان کی خاطر
(پردہ گرتا ہے)

ڈراپ

لڑکی انکے ساتھ مرنیکا مجھے ادھیکار نہیں۔ وہ تینی ایسی دشواش گھاتنی ہے۔ کہ اس لوک میں ہی ساتھ رہ سکتی ہے۔ پرلوک میں پتی کے ساتھ جانیکا اس کو کچھ بھی اختیار نہیں ماما۔ بے جان پتھر سے بھی جب آواز نکلتی ہے تو وہ تھر تھر کانپ جاتا ہے پھول سے جب سگندھی نکل جاتی ہے تو وہ سوکھ کر مٹی میں مل جاتا ہے۔ پھر میں تو جیو دھاری ہوں۔ جان رکھتی ہوں۔ دل رکھتی ہوں۔ میں ضرور اس نزادھار جیون کا انت کروں گی۔ ماما میں ضرور مروں گی۔

دنیا ہے چاروں اور اک اندھیرا مجھے
دنیا کا سکھ نہیں ہے تو دنیا سے کیا مجھے
اب ساز کیا بجے گا کہ ٹوٹے ہیں تار سب
میں بھی چلوں گی جب میری چلدی بہار سب

کرشن۔ تو شاستراگیا کے خلاف چلنا مہاں پاپ ہے۔ اور پھر تمہارے دشیش کر دخا صکر) تمہارے لئے پتی کی ماچتا میں جلنا بھیانک پاپ ہے۔

اُترا۔ بھیانک پاپ؟

کرشن۔ ذرا شرم کی بات ہے تو بھی کہے بناں نہیں رہ سکتا۔ تم گربھ وتی ہو گربھ میں پتر ہے۔ تم خود اپنے شریر کو جلا سکتی ہو۔ پتر کے جلانیکا تمہیں کوئی ادھیکار نہیں ہر کسی کو اپنی جان پالنی پڑتی ہے۔ دوسرے کی جان پالنی کا کچھ اختیار نہیں

اُترا۔ تو پتر بھی میرے پتی دیوم پالن میں دکھی کاری ہوگا۔ یہ گربھ بھی میری جان کو بھاری ہوا۔ ماما تم تو پرم ایوگی کہلاتے ہو۔ میرے اس بجار کو تم ہی ہلکا کر دوگے۔ جس سے مجھے گربھ ہتیا کا پاپ نہ لگے۔ یوگ شکتی دوارا گربھ کھنڈن کر کے تم ہی میری سہائتا کروگے۔

نہ مچھلی کو تڑپنے دو نہ پانی سے جدا رکھو
یہ بدقسمت کا جیون ہے نہ اس کو اب بڑھا رکھو

ایکٹ تیسرا

سین پہلا

نظارہ:- یُدھ بھومی کا ایک بھاگ

(تین چار سپاہیوں کا داخل ہونا گھبرائے ہوئے)

پہلا- بچا لو، بچا لو- مجھے چھپا لو-

دوسرا- کیا آفت آگئی؟

پہلا- آفت بھی کیا ہے بڑی بھاری آفت ہے- نہ بادل گرجا نہ بجلی کڑکی- اور یکدم آفت آگئی-

دوسرا- کچھ کہو تو سہی!

پہلا- وہی کال گنگا کو دھارن کرنے والا- اتنا بڑا موٹا تازہ لمبا چوڑا اونچا بھیم سین (ہانپتا ہے)

دوسرا- وہ ہے کہاں؟

پہلا- میری آنکھیں کپڑے سے باندھ دو تو بتا دوں؟

دوسرا- تم اپنی آنکھیں آپ ہی نہ موند لو-

پہلا- (آنکھیں بند کرکے) وہ بھیم سین کورو سینا میں چُن چُن کر ویروں کو کاٹ رہا ہے- غضب کی پیاس ہے دھرتراشٹر کے پتروں کا ہی خون چاٹ رہا ہے

تیسرا- اسی لئے تو کتنی ہی سینا گھٹ رہی ہے

(اور دو سپاہیوں کا داخل ہونا)

پانچواں- وہ آگیا اور اب ہم سب کی باری ہے-

پہلا- آؤ کسی استھان پر چھپ جائیں- تو اپنی جان بچائیں-

تیسرا۔ مجھے تو کسی غریب بڑھیا کا گھر مل جائے تو اس کی چکی کے نیچے چھپ جاؤں۔
چوتھا۔ اور مجھے تو گیدڑ کی کھوہ مل جائے تو وہاں اپنی جان چھپاؤں۔
پانچواں۔ اور میں تو کسی جوہے کا بل پا جاؤں تو موڑ توڑ کر اسی میں گھس جاؤں۔
چھٹا۔ اور مجھے کسی لنگور کی دم مل جائے تو اسی سے لپٹ جاؤں۔
دوسرا۔ ٹھیک ہے وہ بھاگ کر اپنی جان بچائیگا تمہاری یہی جان بچ جائیگی۔
(بھیم کی للکار سن کر سب حواس باختہ ہوتے ہیں)

(بھیم کا پرویش)

بھیم۔ ؎
تلوار چل تو آج لہو کی شراب لا
اور کوروں کو بھون کے بڑھیا کباب لا
چن چن کے آج لینے ہیں تجھ کو اٹھاؤیں
گن گن کے پوچھنا ہے مجھے لاحساب لا

(سامنے دیکھ کر) وہ ہے میرا شکار (دھرتراشٹروں کو مارتا ہے) یہ ہے میری تلوار کا وار۔ لے تلوار۔ سر اتار۔ ؎

چلکے سے جان دیدی میرا وار سہہ گئے
اب مر چکے ہیں کتنے ہی تھوڑے سے رہ گئے
کر دوں گا آج آٹھ اور لڑے کا خاتمہ
اب بھی نہ ترپت ہوگی ابھمنیو کی آتما

آؤ۔ آؤ۔ دلاؤ۔ اچھل کر آؤ بھیٹی دہک رہی ہے۔ کود کر آؤ۔ جلو۔ بھنو۔ ابھمنیو کی ترپتی کے لئے اُس کی آتما کی شانتی کے لئے بھیم کا نرمیدھ یگیہ ہو رہا ہے۔ دھرتراشٹر تمہاری لاشوں کی آہوتی پڑ رہی ہے۔ بلاؤ دریودھن کو بلاؤ۔ کہ تمہیں بچائے بلاؤ۔ بلاؤ۔ دوشاسن کو بلاؤ۔ کہ تمہیں بچائے۔ وہ بھی میرے انتقام کا شکار ہوں گے۔ پرنتو اُن دو کے مرنے میں ابھی دیر ہے بس۔ آج اندھے دھرتراشٹ کے لئے چار دل

طرف اندھیرا ہے۔ ؎

پانی یہ میری تیغ کا سر سے گذر گیا
ڈوبا جو اس میں بس وہی سمجھو کہ تر گیا
وہ ایک ہی مرا تھا مرے تم اٹھاونیں
بدلہ تھی تھا تو جو تھا جو کہ اتر گیا

پانچ اور پانچ دس (لاشوں کی گنتی کرتا ہے) اس اور بیس چالیس۔ چالیس اور دس پچاس، پچاس اور بیس ستر، ستر اور بیس نوے۔ اور آٹھ پورے اٹھانویں۔ بس خوش تر ہی رہنا تھی۔ مردو۔ اب تمہارے خون سے ابھمنیو کا ترپن کرتا ہوں۔ اس کی آتما کو پرسن کرتا ہوں۔ ؎

سرنگوں کچھ آج اس ابھیمان کا جھنڈا ہوا
دیر رس کا جوش میرے آج کچھ ٹھنڈا ہوا

یدھشٹر۔ (آکر) بھیم۔ بھیم۔ یہ کیا انرتھ کر رہے ہو؟

بھیم۔ کر رہا ہوں یا کر چکا ہوں۔ ؎

پرتگیا جو کی تھی پورن بھی کر چکا ہوں
اور پتر کا میں اپنے ترپن بھی کر چکا ہوں
اندھے چچا کا گن لو گھر بار بس یہی ہے
پٹھے اٹھانوے ہیں یا اور کچھ کمی ہے

یدھشٹر۔ تم نے تو نرپشاچوں کا سا کام کر ڈالا ہے

بھیم۔ بلکہ مرد کی زبان کی رکھ لی۔ ابھمنیو کی آتما کو مکت انجلی دی۔ تم نے آنسو بہا کر دل کا جوش اتارا۔ میں نے ان کا لہو بہا کر اپنے کرودھ کو مارا۔

؎

کائری اب کوروں کی زور دکھلانے لگی
اب مہابھارت کی اودھی انت پر آنے لگی
دو دلو بھائی اور دو مضمون سے باقی رہے

دروپدی کے بال دھنے خون سے باقی رہے

یدھشٹر۔ (افسوس میں سوچ کرنے کے بعد) آؤ اب پرماتما کے لئے اور اندھیر نہ کرو کوروونس میں بالکل ہی سویرہ نہ کرو۔

بھیم۔ بس دریودھن کی جنگھا کو توڑنا اور دوشاسن کا لہو نچوڑنا ہے۔

اک اتارا تو اک بھار ابھی باقی ہے

خار نکلا تو خلش خار ابھی باقی ہے

یدھشٹر۔ بس۔ رہنے دو۔ تمہاری تو پرتگیا ئیں پوری ہونگی اور وہاں کرروکل کی جڑوں پر کلہاڑا چل جائیگا۔ آؤ اب میرے ساتھ آؤ۔

(جانا دونوں کا)

ایکٹ تیسرا سین دوسرا

نظارہ:- کورو کیمپ

(دریودھن۔ دوشاسن کا دردنا چار ہے)

دریودھن۔ بھائی ایسا اتیا چار ہوا۔ ایک بھی اس کے مقابل میں نہ آیا کسی نے بھی اس کے خونی جوش کو نہ دبایا؟

دوشاسن۔ کون دباتا۔ اس کال کے سامنے کون آتا؟

درون۔ (سوگت)

کیا ان کی چنتا کرتے ہو اب اپنی خیر مناؤ تم

وہ تو منزل پر پہنچ لئے اپنا سامان اٹھاؤ تم

جو خون کی دھارا بہتی ہے اس میں اب غوطے لیتے ہیں
جیسی کرنی ویسی بھرنی گن گن کر بدلے دیتے ہیں

دریودھن ۔ اب بوڑھے پتا کو کیا صورت دکھائینگے ۔ اُنکا یہ داغ کون مٹائیگا ان کو اس بھاری صدمے سے کون بچائیگا ۔

(جیدرتھ کا دیوانہ وار داخل ہونا)

جیدرتھ ۔ کوئی بھی نہیں بچا سکتا ۔ جیدرتھ کو کوئی بھی نہیں بچا سکتی ۔ سوریہ ۔ چندر ۔ تارے ۔ دیوتا ۔ اور دیو منڈل سارے لاچار ہیں ۔ جیدرتھ کو بچانے میں لاچار ہیں ۔ وہ دیکھو سامنے دیکھو ۔ اُس کی پرتگیا مہا کالی کا روپ دھارے چلی آ رہی ہے اُسکے گانڈیو کی ٹنکار یم دوت کے شنکھ سے زیادہ بھیانک ہو کر میرے آتما کو دھمکا رہی ہے ۔ رے گا وہ ضرور میری جان لیگا ۔ وہ اپنی پرتگیا سے نہیں ٹلے گا ۔ وہ اوش میرے پران لیگا ۔ اُس کے پربل ہاتھوں سے ۔ اُس کے شکتیمان گانڈیو سے نکلا ہوا بان ضرور میری ضرور میرے تن بدن سے لپٹے گا ۔ ؎

آ رہا ہے کال بن کر خون بہانے کے لئے
آ رہا ارجن لگی دل کی بجھانے کے لئے
آ رہا ہے میری ہستی کو مٹانے کے لئے
آ رہا ہے پتر کا بدلہ چکانے کے لئے
باندھ لے اب جسقدر دل میں تیرے ارمان ہیں
جیدرتھ اب تیری چھاتی اور اسکے بان ہیں

دریودھن ۔ کس کی چھاتی ؟ کس کے بان ؟ کیسا ارمان ؟ جیدرتھ یہ کیا خفقان ہے

جیدرتھ ۔ ارمان موت کا ۔ نقصان موت کا ۔ ؎

جب موت کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا
جینے کا جب کوئی بھی سہارا نہیں رہا
مرنا ہی جب ضرور ہے ششتر کی دھار سے

کیوں فیصلہ نہ کردوں میں اپنی کشا سے

(مرنا چاہتا ہے دریودھن روتا ہے)

دریودھن۔ ٹھہرو ٹھہرو۔ کیا کرتے ہو۔ کیا یہ خوف یہ بے قراری یہ سنتاپ آتم گھات سے مٹ جائیگا۔ اِس کائر کی موت مرنے سے تو لوک کیا پرلوک دونوں میں سے ایک بھی ہاتھ نہیں آئیگا۔

جیدرتھ۔ کچھ ہاتھ نہیں آئیگا؟

دریودھن۔ کچھ بھی نہیں!

جیدرتھ۔ بلکہ اس دکھ سے چھٹکارہ ملیگا۔ جو دکھ اس بدنصیب خونی مجرم کی چھاتی کو رات بھر بھٹی کے مانند دہکاتا ہے۔ جس کو سورج کی پہلی کرن نکلنے کے ساتھ ہی سولی پر چڑھائے جانے کا حکم سنایا جا چکا ہو۔ جس کا انت گذرنے والی گھڑی کے سمان نزدیک آچکا ہو۔ دلفریب نظاروں کو دیکھنے کی حسرت رکھنے والی جس کی منتظر آنکھوں کو موت کی صورت کے سوا کچھ نظر نہ آتا ہو جس کی امیدوں کا دامن سمٹ کر موت کے انتظار کا مرکز بن گیا ہو۔ جس کا ہر ایک ارمان یم راج کے خوف سے باہر نکلنے کی جرأت نہ کرسکتا ہو۔

جس کو وہ ہی مزا جانتا ہے
کوئی اور اس دکھ کو کیا جانتا ہے
وہ کانڈیو بن کر ڈراتی ہے دیکھو
وہ دیکھو میری موت آتی ہے دیکھو

دریودھن۔ (درون آچاریہ سے) آچاریہ۔ اس کے وہم کا علاج کیا ہو سکتا ہے۔؟

درون۔ موت اور صرف موت۔

جیدرتھ۔ (دیوانگی میں) تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے۔؟ کیوں ڈراتا ہے کیوں دھمکاتا ہے۔؟ میں نہیں تھا۔ وہ سات اور تھے۔ جنہوں نے

تیرے پتر کو باندھ کر مارا۔ وہ ہاتھ اور تھے۔ دیکھ لے میرا دامن بے داغ ہے۔ کوئی خون کا دھبہ نہیں۔ میں قاتل نہیں۔ مَیں ہتیارا نہیں۔ مَیں نے تیرے پتر کو بھی مارا نہیں۔ ؎

میں سچ کہتا ہوں ساتوں نے وہیں باندھا وہیں مارا
کہ میں نے پتر کو تیرے نہیں مارا نہیں مارا!!

دریودھن۔ عجب سنڑی آدمی ہے (جیدرتھ سے) ارے بھائی چرچراہٹ کو کس لئے دماغ میں ٹھونس رہے ہو۔ یہ کس کو کوس رہے ہو! کس کیا تھ گفتگو کر رہے ہو۔ یہ پشچتاپ کس کے روبرو کر رہے ہو! ؎

کدھر ہے دھیان چنچل من کہاں ہے
نکے جاتے ہو پر ارجن کہاں ہے

جیدرتھ۔ وہاں ہے۔ یہاں ہے۔ ادھر ہے۔ ادھر ہے۔ ہر طرف میں اسی گانڈیو دھاری کی ڈراونی تصویر دیکھ رہا ہوں۔ تقدیر کو اُس کے انتقام کی زنجیر کا اسیر دیکھ رہا ہوں۔ وہ میرے سر پہ تلوار لئے کھڑا ہے اُس کو ہاتھ کی ذرا سی جنبش میرے سیس کو کھنڈ کھنڈ کر ڈالے گی۔ اُس کے کرودھ کی پرچنڈ جوالا مجھے کھالے گی وہ تیروں کا کام اپنی خونی نگاہوں سے کر رہا ہے۔ وہ دیکھو وہ دیکھو وہی تو ہے جو بان کو کمان میں دھر رہا ہے۔ ؎

وہ میرے قتل کا سامان لئے بیٹھا ہے
اپنے گانڈیو میں پیکان لئے بیٹھا ہے
آئے اس کو میرے سنمکھ سے ہٹائے کوئی
کس میں شکتی ہے مجھے اُس سے بچائے کوئی

دریودھن۔ آجاپیہ۔ آپ کے سوا اور کس میں سمرتھ ہے کہ اس کی اس دبدا کو دور کرے۔ گرودہ ابھیمنیو کو مارنے کی پرتگیا بھی تمہیں نے کی۔ اس کو بچانے کی پرتگیا بھی تمہیں کرو گے۔ ؎

کچھ ادپاۓ بھی کروگے اس کی بپتا دیکھ کر
یا تم ہنستے ہی رہو گے اس کو روتا دیکھ کر

درون۔ میں کیا کر سکتا ہوں؟ یہ تم لوگوں کو خود اپنے پاپ ڈرا رہے ہیں جو کرم کیے وہی آگے آ رہے ہیں۔

دریودھن۔ دیکھ لو بھائی دوشاسن پھر وہی پاپ اور پن کا ملہار گانے لگے پھر اپنے بھگت پانڈوؤں کی کتھا سنانے لگے۔

دوشاسن۔ پھر اپنی اسی پرانی لکیر پہ آنے لگے پھر شاگردوں کے گُن گانے لگے۔

درون۔ ان کے دھرم کا راگ میں نے کب نہیں گایا۔ تمہارے پاپ کرم سے میں کب نہیں گھبرایا؟

دریودھن۔ اُس وقت۔

درون۔ کس وقت؟

دریودھن۔ جس وقت ابھمنیو کے پران لئے جا رہے تھے۔ جب ساتوں مل کر اس میٹھے اور لذت دار بھوجن کو ایک ہی آسن پہ بیٹھ کر کھا رہے تھے۔

درون۔ ہاں اُس وقت میرے دھرم کا اجول چولا تمہارے پاپ روپی کوٹھڑی کی کالک سے کالا ہو گیا تھا۔ ایک سدھرمی کا دھرم کچھ پاپیوں کے کوسنگ کا نوالہ ہو گیا تھا۔

دریودھن۔ اُس وقت کیا تھا۔ اور اب کیا ہوا ہے؟

درون۔ اُس وقت پانڈوؤں کی طاقت کا سوال تھا۔ جس سے میں ڈرتا نہ تھا۔ اس وقت اُترا کے شراپ کا سوال ہے جس کے خیال سے ہی میرا آتما تھر تھرا رہی ہے۔ وہ نردوش بدھوا۔ وہ نوجوان بدھوا سامنے کھڑی مانو مجھ سے اپنا ابھمنیو مانگ رہی ہے۔

نہیں ڈرتا میں ارجن سے نہ مجھ کو بھیم کا ڈر ہے
مگر اُترا سے ڈرتا ہوں کہ اُس کا کرودھ مجھ پر ہے

جلا ڈالے نہ اُس کی آگ اپنے تاپ سے مجھ کو
مجھے ڈر ہے فنا کر دے نہ اپنے شاپ سے مجھکو

دریودھن۔ اور کچھ کچھ ارجن کے دھرم کا بھی خیال ہے!

درون۔ ہاں یہ پہلا سوال ہے۔ ارجن دھرم کا پابند ہے۔ اُس کو لاکھوں میں دھرم ہی پسند ہے۔ بیدی کا واسی دھرم کی خوشنودی کا پاتر ہو کر جیدرتھ کو مار دے گا۔ تو کون سی آفت اتار دیگا۔!

بھینٹ چڑھتے پاپیوں کے سیس ہیں تلوار پر
جیت ہوتی ہے نچھاور دھرم کے آچار پر!

دریودھن۔ دیکھا بھائی۔ نہیں دیکھا تو دیکھ لو۔ پھر وہی کیش (طرفداری) کا پرسنگ آ گیا۔ پھر دیر تک کے خربوزے میں دھرم کا رنگ آ گیا۔ ہمارے سینا پتی کا یہ وچار ہے۔ جبھی تو جیدرتھ بھی جینے سے تنگ آ گیا۔

سیناپتی ہی کیش کی جب گفتگو کریں!!
پھر خاک جیت ہار کی ہم آرزو کریں!
جنگی زبان کھاتی ہے خفیہ نیاز پر!
بجتا ہے راگ اُن کا سدا ان کے ساز پر!

درون۔ کیا ہرج ہے وہ دھرم وان بھی تو ہیں۔!

دریودھن۔ اور ساتھ ہی تھوڑے سے بے ایمان بھی ہیں۔ انہوں نے دادا بھیشم کو دھوکے سے مارا۔ تو پھر ہوا کیا۔ ہم نے دھوکے سے ابھمنیو کا سر اتارا۔

درون۔ میں تو ڈنکے کی چوٹ سے کہوں گا کہ تم پاپی ہو اور وہ دھرم پرائن۔

دریودھن۔ بس یہی تو ہے۔ ان کے پاس رسائن

درون۔ کون سی!؟

دریودھن۔ آپ کی دیا درشٹی۔ آپ کی کرپا درشٹی (باران فیض)

درون۔ تو کیا میں پہلے کئی بار نہیں کہہ چکا کہ میرا دل ان کے کیش میں رہتا ہے۔

دریودھن۔ مگر آپ کا شریر؟
دوشاسن۔ شریر ہمارا ہے۔ بھائی ان کے شریر سے کچھ کام لے لو۔ ان کو انکار
نہیں۔ اور تمہیں بھی ان کے شریر سے مطلب ہے دل سے تو کچھ سروکار نہیں۔
دریودھن۔ اس لئے تو میں بھی کہتا ہوں۔ کہ گورو دیو آپ۔ وش میں آ کر ہماری
نیا کو منجدھار میں نہ چھوڑا کرو۔ یوں چپو کو ہاتھ سے ڈال کر اپنے ان چیلوں کا دل بھی نہ
توڑا کرو۔ ے

نگاہیں پھیر کر جب آپ چیلوں سے خفا ٹھہرے
تو پھر قسمت کہاں کی بس ہمارا فیصلہ ٹھہرے
ہوا چاہ آنسو بھی جو ہم کو قتل کرتے ہو
ملالِ خاطر نازک ہمارا خوں بہا ٹھہرے

درون۔ لیکن میں ہی ہر ایک اوکھلی میں سر دینے کا ذمہ دار نہیں۔ ہر ایک گتھی کو
سلجھانے کا میں ہی ٹھیکیدار نہیں۔
دریودھن۔ واہ اچھی کہی۔ دیوتا آپ تو برہمن ہیں۔ آچاریہ ہیں۔ سمرتھ ہیں اب
ہماری یہ مصیبت ٹالو۔ جگر بیوہ کی پرتگیا کے سمان ایک اور پرتگیا کر ڈالو۔ ے

وہ کام ہو کہ جس سے تمہارا بھی نام ہو
بیٹے کے ساتھ باپ کا قصہ تمام ہو

درون۔ بس بس چپ رہو۔ میں ایسے نام پر خاک ڈالتا ہوں۔ تمہارے کہنے پر
بہت پاپ کر چکا ہوں۔ اب نہیں کرونگا۔ اندھے نہ بنو۔ کچھ دھرم کاریہ کبھی کرو۔ ے

نہ سدا پاپ کا سامان سنبھالا ہوتا
دھرم کا بھی کوئی پہلو تو نکالا ہوتا

دریودھن۔ اچھا جانے دو۔ وہ نہ سہی۔ اپنے بھگت کی رکھشا کرنا تو
دوش نہیں۔ جیدرتھ کی آپ سے بھکشا کرنا تو دوش نہیں۔

ے

ملاح ہو بیڑا کرو اب پار ہمارا
چرنوں کے ہے پرتاپ سے ادھار ہمارا

دوشاسن۔ گورودیو۔ کوئی ایسا تیر چلاؤ۔ کہ نشانہ آپ سے پرگٹ ہو جائے۔ ارجن دن بھر جیدرتھ کو نہ دیکھ پائے سورج غروب ہونے کے بعد وہ خود ہی اپنی پہلی پرتگیا کو توڑ دیگا۔ اور دوسری پرتگیا کو پالن کرنے کیلئے چتا میں جلکر اپنے پران چھوڑ دیگا۔

درون۔ ایسا ہی ہوگا۔ تب چکر بیوہ رچایا تھا۔ اب شکٹ بیوہ رچاؤنگا۔ اور جیدرتھ کو اس کے اندر چھپاؤنگا۔ ارجن تو کیا سوریہ کی آنکھ بھی اس کو نہیں دیکھ پائیگی جب تک وہ بیوہ کے بھیتر رہے گا۔ اس پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔ آ جیدرتھ آ۔ ے

جئے گا تو اگر کچھ زندگی کا کھیل باقی ہے
جلے گا یہ دیا اس میں اگر کچھ تیل باقی ہے

سین کا ٹرانسفر ہونا شکٹ بیوہ کی رچنا کا نظارہ

درون۔ (جیدرتھ سے) دیکھو جب تک سوریہ است نہ ہو۔ اس شکٹ ویوہ سے ہرگز سر باہر نہ نکالنا۔ اپنے آپ کو مصیبت میں نہ ڈالنا۔ ے

کھوج دشمن کی گذر کر اس میں جا سکتی نہیں
بیوہ کے اندر تمہاری موت آ سکتی نہیں

(خود سے) ے کیا نہ چھل میں نے کیا اس دوستی کے واسطے
جو نہ کرنا تھا کیا ان کی خوشی کے واسطے
پرائشچت ہے بس یہی اب رن میں جل کر جان دیں
اور کھو بیٹھی دھرم اب کب تک کسی کے واسطے

(جیدرتھ کا شکٹ بیوہ میں چھپ جانا)

دیکھو تو تڑپ رہا ہے یہ کس اضطراب میں
اب ساتھ اس کا کون دے اس پیچ و تاب میں
جینے کا اس کو اپنے رہا اب یقیں نہیں
اب آپ کے سوا بھی ٹھکانہ کہیں نہیں

درون۔ اچھا تو جیدرتھ لولو اور بتا تیرا کیا مرضی ہے۔

جیدرتھ۔ یہی کہ دنیا میں جیون سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ اس پیاری جان سے بڑھ کر انسان کو دوسری کوئی دستو عزیز نہیں۔

درون۔ کیا تم جینا چاہتے ہو۔؟

جیدرتھ۔ وہ بھی اس لئے کہ دریودھن کی فتحمندی کا ڈنکا بجا ہوا سن سکوں دریودھن کا اکھنڈ راج سنسار میں دیکھ سکوں۔

درون۔ پرنتو دریودھن کا مقدر اور کہتا ہوں۔

جیدرتھ۔ کیا۔؟

درون۔ یہی کہ۔ ۔

جز نرک کے کچھ پاپ سے حاصل نہیں ہوتا
سرسبز کبھی دنیا میں قاتل نہیں ہوتا
کیا فائدہ سر لاکھ زمیں پر کوئی رگڑے
پیشانی کا لکھا کبھی زائل نہیں ہوتا

دریودھن۔ یوں نہ کہو۔ گرو دیو۔ یوں نہ کہو۔ آپ جیسے سمرتھ آچاریہ آپ جیسے پرتاپی برہمن۔ آپ جیسے پراکرمی سیناپتی کی کرپا سے پیشانی کا لکھا بھی زائل ہو سکتا ہے۔ بس تم دیا میں آجاؤ۔ تو ابھی جیدرتھ کو مایوسی کے اندھکار میں آشا کا چاند نظر آئے۔ تمہاری کرپا درشٹی سے تو زنگ کھائی ہوئی تلوار میں زندگی کا جوہر آجائے

دریودھن۔ آچاریہ۔ دوشاسن بیوہ کی رکھشا کریگا۔ آپ اور ہم ملکر ارجن کو ہاتھوں پہ لے لیں۔ اس کو بیوہ تک نہ پہنچنے دیں۔ ع

آج پیدا کرو اس طرح اثر کا پہلو
صاف مجروح کرو دیکھو جد ہر کا پہلو
آج دل میں کوئی ارمان نہ باقی رکھو
آج ترکش میں کوئی بان نہ باقی رکھو

(اجانا دونوں کا پردہ کا گرنا)

ایکٹ تیسرا پردہ تیسرا

نظارہ۔ شکٹ ویوہ کا ایک حصہ

(کرشن مہاراج ارجن کو اپنے رتھ پر لاتے ہیں)

کرشن۔ ارجن۔ کورودل (لشکر) کا مدھیہ استھان یہی ہے۔ ان کے سیناپتی کا مکھیہ ستھان یہی ہے۔ کہو یہیں ٹھہراؤں یا رتھ کو آگے ہانک کرلے جاؤں؟

ارجن۔ روک لیجئے۔ بھگون یہیں رتھ کو روک لیجئے۔ ع

بس یہیں دیکھوں گا زوروں پہ ابھرنے والے
کس طرح رن میں اُترتے ہیں اترنے والے
آج دشمن کے لئے بس یہیں پرلے ہو گی
دھرم کی آج یہیں ہوگی اگر جے ہو گی

درون۔ اگر ادھرم کی جے ہونے سے پہلے۔ اس یگیہ کی سماپتی کرنے سے

پہلے گورو دکھشا دینی ہوگی۔ سے

چڑھا کر سان پر میں جانتا ہوں تم قضا لائے
مگر بتلاؤ رن میں کیا گورو کی دکھشنا لائے

ارجن۔ زہر میں بجھے ہوئے۔ لاکھوں اور ہزاروں میں چُنے ہوئے پوتر بان۔ بس یہی تو ہے گورو دکھشنا کا سامان سے

سامنے آپ جو بھگوان میرے آتے ہیں
آگوانی کو یہ لوبان میرے آتے ہیں
آج گر بان میرے راہ میری صاف کریں
یدھ دھرمی ہے خطا آپ میری معاف کریں

درون۔ تو آچاریہ تیار ہے۔ تیرو لی کی دکھشنا لینے کو آچاریہ تیار ہے
(سوگت) سے آن رہ جائے بہاں یہی آبرو ہے تو یہی ہے
ویر کے ہاتھوں مروں بس آرزو تو یہی ہے

ارجن۔ (تیر چلا کر) سے

گورو دیو یہ سب آپ کے احسان ہوئے ہیں
گستاخ جو یہ آج میرے بان ہوئے ہیں
ذرے بھی تو آکاش میں چڑھ جاتے ہیں اکثر
استاد سے شاگرد بھی بڑھ جاتے ہیں اکثر

ارجن تیر پہ تیر چلاتا ہے۔ درون آچاریہ بھی تیر کا جواب تیر سے دیتے ہیں۔ آخر درون آچاریہ کا رتھ چور چور ہو جاتا ہے!

کرشن۔ (ارجن سے) سے

ہیں وار بھی وہ وار کہ بس پار ہوئے ہیں
بس وار کو روکو وہ بے ہتھیار ہوئے ہیں

درون۔ (ارجن کے رک جانے پر) ارجن کیوں رک گئے۔ چلتا ہوا پرواہ کیوں

روک لیا۔ وہ میٹھی میٹھی بان ورشا کی بوچھار کیوں ختم گئی؟ سہ

گورو اور اک خلش کو جگر تھامتا رہا
گانڈیو کیا تمہارا صرف نام کا رہا
قرضہ چکائے جس سے گورو دیو کا تو آج
ترکش میں ایک تیر نہ اس کام کا رہا

ارجن۔ یہ قرضہ چکاؤں گا مگر رتھ سے اتر کر۔ آپ پیدل ہیں اور میں سوار ہوا تو سمجھو دھرم کا ترسکار ہوا۔ سہ

طلب والے تو خود آکر طلبگاروں سے ملتے ہیں
قدم کے آبلے اب چھوٹ کر خاروں سے ملتے ہیں
ہو تم خالی تو میں خالی لو یہ گانڈیو دھرتا ہوں
گورو سے آج دو دو ہاتھ اب ہاتھوں سے کرتا ہوں

(ہاتھوں کی لڑائی میں دوند یدھ کو تیار ہوتا ہے)

کرشن۔ (روک کر) ارجن کیا کرتے ہو؟

ارجن۔ چیلا گورو سے آج کوئی نیا داؤ سیکھنا چاہتا ہے دوند یدھ سے آچاریہ کی منوکامنا پورن کرنا چاہتا ہے۔

کرشن۔ کیا تمہاری پرتگیا یہی ہے؟

ارجن۔ پرتگیا تو جیدرتھ کا کلیجہ نکال کر تیر کی نوک میں پرونے کی ہے پرتگیا تو اس دشٹ آتما کی چھاتی پر سوار ہونے کی ہے۔ سہ

اس کا ہے سیس چاشنی جس کے ثمر میں ہے
اس کا ہے کال میرے جو سنمکھ نظر میں ہے
اس کے سرے بغیر ہے مجھ کو کوئی جس نہیں
اس کی اچھبل بغیر میری کچھ ہوس نہیں

دریودھن۔ آگیا یہ ہوس اب چتا میں جل کر نکلے گی؟ پرلوک میں چلکر نکلیگی۔

ارجن۔ نکلیگی اور یہیں نکلیگی۔ اسی لوک میں نکلے گی۔ اسی رن بھومی میں نکلیگی آج ہی نکلے گی اور ضرور نکلے گی۔ ؎

آج ہی ہوگا یہ سب کل کی کلا کال میں ہے
میرے مطلب کا پرندہ تیرے جس جال میں ہے
الجھنیں آج اسی جال کی سلجھاؤں گا!
جیدرتھ آج نہیں آج ہی دکھلاؤں گا

دریودھن۔ تو جیدرتھ تو کیا جیدرتھ کی ہوا کو بھی نہیں پا سکتا۔ وہ جس شکٹ ویوہ میں رکشت ہے۔ وہاں تو کیا موت کا باز پر نہیں پھیلا سکتا۔ ارے در کھ شکاری اپنے بودے جال کو اٹھالے۔ فریب کے دالوں کو سمیٹ لے تیرا شکار اس پنجرے میں نہیں۔ جس کی تیلیاں موم کی بنی ہوں۔ جس استھان میں تیرا شکار چھپا ہے۔ اس کی دیواریں فولاد کی چنی ہیں۔ ؎

ارے اے بلبلے اپنی اچھا کی ہوا کے چیتا کر
اسے مارے گا کیا اپنی چتا کی جا کے چنتا کر

ارجن۔ ماروں گا اور اس کو ضرور ماروں گا۔ ارجن کے ساتھ جنار دہن ہے تو وہ آج ضرور جیدرتھ کا سر اتارے گا۔ ؎

کرے گا موت سے پردہ کہاں تک وہ نہاں ہوکر
زباں پر موت اس کی آپ بولے گی بیاں ہوکر
پڑے گی کشتی عمر رواں گرداب میں اس کی
میرے جب بان برسیں گے بلائے ناگہاں ہوکر

دریودھن۔ آچاریہ کے چکر بیوہ میں تو بیٹے کا مرن ہوا۔ آچاریہ کے شکٹ بیوہ میں آج تیرا مرن ہوگا۔

ارجن۔ آچاریہ کو دیکھ لیا۔ اب آچاریہ کے شکٹ بیوہ کو بھی جا کر دیکھتا ہوں کہو جنار دہن ارشاد ہے، کیا مرضی ہے؟

کرشن۔ جو تمہاری مرضی ہے۔

ارجن۔ تو چلو۔ (رتھ پر سوار ہو کر) رتھ کو لے چلو اور وہاں لے چلو جہاں آکاش کے سوریہ کے ساتھ جیدرتھ کے جیون کا سوریہ بھی است ہونے والا ہے۔ چلو رتھ کو بڑھاؤ اور وہیں پر لے جاؤ۔ (گئے)

دریودھن۔ تم جاؤ ہم بھی آتے ہیں۔ چڑیوں پر جھپٹنے والے باز کے پیچھے باز کے شکاری شاہین بھی آتے ہیں۔ گرو درون آچاریہ سے اچلو۔ اب دیر مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ باندھ لگانے سے پہلے ہی سیلاب تیزوں چڑھ جائے بمقابلہ نہ پاکر دُشٹ ارجن کا حوصلہ اور نہ بڑھ جائے۔ ؎

نہ صیاد کے صید پڑ جائے پالے
نہ تیر اُس کا اپنے نشانے چلا لے
چلو بس وہ بڑھ کر نکلنے نہ پائے
وہ گانڈیو لیکر سنبھلنے نہ پائے

(پردہ)

ایکٹ تیسرا — پردہ چوتھا

نظارہ:- بھوپتی کا مکان

(بھوپتی البیلی کے ساتھ پرویش کرتا ہے باتیں کرتے ہوئے)

بھوپتی۔ دیکھو بہو۔ اب تم ہی میرا کلیان کروگی۔ جوتشی نے بھی یہی کہا تھا۔

البیلی۔ آگیا سیدھے راہ پر۔
بھوپتی۔ بس مجھے بچاؤ۔ تم ہی میری اماں کے سمان ہو۔ وہ تو بیٹی کے برابر ہے اس سے میرا کیا کلیان ہو۔
البیلی۔ تم چاہے لاکھ لونڈی سے پیار کرو۔ میرے تو تم ویسے ہی پران آدھار ہو جیسے لنلی کو لانے سے پہلے بھرتار تھے اب بھی وہی بھرتار ہو۔
بھوپتی۔ تو پھر مجھے بچاؤ۔
البیلی۔ کس سے ۔ ؟
بھوپتی۔ ابھی بازار میں دیکھ کر بھاگ آیا۔ وہ بھرتی والا پھر راج پر مود کیا تھا آرہا ہے اب ضرور مہاراجہ دریودھن کا کوئی نہ کوئی پر دانہ لائینگے۔ اور مجھے یدھ میں ضرور لے جائینگے۔ بچاؤ میری جان کو بچاؤ۔ اپنے سہاگ کو بچاؤ۔
البیلی۔ تو دیکھو اس کی ایک تدبیر ہے۔
بھوپتی۔ بس نکالو۔ جلدی کوئی تدبیر نکالو۔
البیلی۔ تو ایک بہانہ کرو۔
بھوپتی۔ وہ کیا۔
البیلی۔ بس فوراً مر جاؤ۔
بھوپتی۔ مرنے کا ہی تو سارا رونا ہے۔
البیلی۔ یہ تو بہانے کا مرنا ہے۔ اس میں کیا گانٹھ سے جاتا ہے بس سانس کھینچ کر پڑ جاؤ۔ میں آپ اُن سے نپٹ لونگا۔
بھوپتی۔ تو یہ گلے (پڑ جاتا ہے) دو دل سانہ مرے یوں بھی مرنا تو سوجھ ہی رہا ہے۔
البیلی۔ دیکھو کہیں بول نہ پڑنا۔
بھوپتی۔ کہیں مرا ہوا بھی بول پڑا ہے
البیلی۔ ہاتھ پیر بالکل نہ ہلانا۔

بھوپتی۔ بس اب تو مرا سمجھو۔ اب کہاں ہل سکتا ہوں۔
البیلی۔ کوئی برا بھلا بھی کہدے تو جوش میں نہ آ جانا۔
بھوپتی۔ تم بھی عجب ہو۔ کہیں خالی ہنڈیا کو بھی ابال آیا؟
البیلی۔ وہ دیکھو آ گئے۔
بھوپتی۔ تو یہ دیکھو میں مرا۔

(راج تلک اور راج پرمود کا آنا)

تلک۔ وہ یدھ میں جائیگا۔ اس کو یدھ میں جانا پڑیگا اور میں ضرور اسکو یدھ میں بھیجوں گا۔
بھوپتی۔ (خود سے) وہ یدھ میں نہیں جائیگا۔ اسکو یدھ میں نہیں جانا پڑیگا اور میں ضرور یدھ میں نہیں جاؤنگا۔
پرمود۔ کہاں ہیں راج بیر بھوپتی؟
البیلی۔ ہائے میری اود ہو گئی۔ ؎

سکھ وہ سارا لے گیا دکھ مجھ کو سوامی دے گیا
روگ ایسا تھا بڑا جو ساتھ انکو لے گیا

پرمود۔ کیا بھوپتی مر گئے؟
البیلی۔ مر گئے میری آنکھوں میں دنیا اندھیر کر گئے۔
تلک۔ کل تک تو چنگے بھلے تھے۔
البیلی۔ ع۔ کل کی خبر کیا ہے گھڑی کی خبر نہیں
بھوپتی۔ ع (سوگت) اب بھاگ جاؤ بیٹا کہ گھر والا گھر نہیں۔
پرمود۔ بیچارے بھلے آدمی تھے۔
بھوپتی۔ (سوگت) مگر پھنس گئے برائی میں
پرمود۔ مائی تم سکھ دکھ میں تیاری لوگی۔ وہ نہیں ہو بیچاری کہاں جائیگی؟
بھوپتی۔ (سوگت) تمہارے جیسے کسی شریف بدمعاش کے گھر میں۔

پرمود ۔ کچھ سانس تو باقی نہیں۔
تانک ۔ (کان میں) بہانے کا مرنا نہ ہو۔
پرمود ۔ دیکھوں نبض چلتی ہے یا بند ہے؟ (دیکھنے کو آگے بڑھتا ہے)
البیلی ۔ بس دور ہو۔ میرے مالک کی مٹی خراب نہ کرو۔ نہیں تو شاپ دیدوں گی پھاڑ کر کھا جاؤنگی۔ میرا گھر بار لٹ جائے۔ اور تم دل لگی کرو۔ جاؤ جاؤ اپنا مرنا یاد کرو۔
تلک ۔ شریمان یہ تو سچ مچ مر گئے۔
پرمود ۔ آبادی کا پلندہ نہیں دھر گئے۔
البیلی ۔ ہائے میرے پرانوں کے آدھار۔ میرے سہاگ کی بہار۔ تمہیں کہاں پاؤنگی
پرمود ۔ مائی صبر کرو۔
بھبھوتی ۔ (سوگت) اس کا صبر تم پر پڑیگا۔ یدھ سماپت ہو جائے تو ایک ایک کی چٹنی کھاؤنگا۔ نہ جانے تمہارے جیسے کتنے ہی گیدیوں کا نوکری سے ٹکٹ کٹواؤں گا۔

(دونوں کا جانا۔ نولی اور اس کی سہیلی کا آنا)

سہیلی ۔ میں نہ کہتی تھی دکھ لو وہ مرا ہے تمہاری سوت بیٹھی رو رہی ہے
نولی ۔ کیا سچ مچ مر گیا؟
سہیلی ۔ تم بھی روؤ۔
نولی ۔ روئیں میرے دشمن۔
بھبھوتی ۔ (سوگت) واہ اچھا ماتم کرنے آئی ہو جس کے گھر میں ایسی لگائی۔ وہ بدلنے سے مرا تو کیا۔ سچ مچ مرا تو کیا۔
سہیلی ۔ مگر چوڑیاں تو پھوڑنی ہونگی۔
البیلی ۔ چوڑیاں پھوڑوں ایسے بڈھے کھوسٹ کے لئے بلیں تو ان چوڑیوں پر نیا رنگ کرواؤں گی۔

بھوپتی۔ بدگت، مرا نہ ہوتا تو ان مچڑیوں کو ڈنڈے سے پھوڑ دیتا۔
سہیلی۔ واقعی بڑا ہی مورکھ تھا۔
نویلی۔ مورکھ نہ ہوتا تو مجھ سی ایک غریب ابلا کا جیون برباد کرتا اس عمر میں اتنی گڈیاں کرتا
سہیلی۔ بڑا ہی لوبھی تھا۔
نویلی۔ لوبھی نہ ہوتا تو آبادی کیلئے مرتا چھری بھونک کر نہ مرتا۔ یدھ میں جا کر نہ مرتا۔
سہیلی۔ دیکھو بہو میرے خیال میں تو تمہیں ضرور رونا چاہئے۔
نویلی۔ روؤں اس موئے مردود کیلئے جس نے میرے بھولے ماتا پتا کو پیسے کا لوبھ دیکر گنیا کرے کا دوشی بنایا۔ روؤں اس بڈھے پاپی کیلئے جو مجھے بھیڑ بکری کی طرح مول لیکر اپنے گھر میں لایا اپنی ذات کا آرام دیکھا اور مجھے اس اوستھا میں بدھوا بنایا۔
بھوپتی۔ ہنوگت، رو تو اپنے کیلے کو مجھے کیوں روئے۔
سہیلی۔ سنو وہ کیوں رونا پڑیگا۔؟
نویلی۔ کیوں رونا پڑے گا؟
سہیلی۔ اس کی جان کے لئے نہیں۔ اس کے مال کے لئے؟
نویلی۔ مال کے لئے۔
سہیلی۔ ہاں جتنا زیادہ روؤگی اتنا ہی زیادہ پاس پڑوس والے اس کے مال پر تمہارا ادھکار مانیں گے۔
نویلی۔ تو کیا سچ مچ رونا ہی پڑے گا۔؟
سہیلی۔ ہاں دو چار روپیہ کا جوڑا پھر آجائیگا۔ چوڑیاں محلے والوں کے سامنے توڑنا ہے پھوڑ دینا۔
نویلی۔ ستی بھی ہونا پڑے گا۔
سہیلی۔ تم ستی ہونے کا ہٹ کرنا۔ میں تمہیں بچا لونگی۔
نویلی۔ اس موئے مردود پر روائی آنے کی نہیں۔ ہاں مگر آنچل بھگو کر رکھ لونگی۔

جہاں کوئی ماتم پرسی کو آیا اور بھیگے آنچل سے آنکھوں کو بھگا کر دکھایا۔
البیلی۔ ہائے میرے پران ناتھ۔
نویلی۔ (بہانے سے) ہائے میرے جیون کے شرنگار۔
البیلی۔ مجھے خاک میں ملا گئے۔
نویلی۔ مجھے جیتے جی جلا گئے۔ آؤ آؤ دوڑو۔ ارے لوگو مجھے بچاؤ۔
(دو چار محلے والے آتے ہیں)
پہلا۔ کیا ہوا راج بیرنی کو کیا ہوا۔
سہیلی۔ راج بیر مر گئے۔
دوسرا۔ گھر میں یا میدان میں۔
سہیلی۔ چوہوں والے دالان میں۔
نویلی۔ میری لٹیا ڈوب گئی۔ ع کیوں نہ پھوڑوں ہائے اپنی ارغوانی چوڑیاں۔
بھوپتی۔ رسوگت، ع پھر نئی مل جائیگی یہ ہیں پرانی چوڑیاں۔
تیسرا۔ بیچاری پر پہاڑ ٹوٹ پڑا۔
نویلی۔ ہائے میرے دیوتا۔
البیلی۔ ہائے میرے پرماتما
بھوپتی۔ رسوگت، جس کی جان کو دو بیویاں روئیں۔ وہ نرک اور سورگ دونو کا مزہ لے گا۔
نویلی۔ بس بس مجھے چھوڑ دو۔
سہیلی۔ کیا کرتی ہو۔
نویلی۔ میں تو ستی ہونگی۔
البیلی۔ تو نہیں ہو سکتی۔ میں ستی ہونگی۔
نویلی۔ میں آپ جلوں گی۔
البیلی۔ تمھیں نہیں جلنے دونگی میں آپ جلوں گی۔

بھوبتی۔ (سوگت) ابھی تم دونوں اس بات کا نرتے کرلو۔ میں مرے مرے اپنے جینے کی فکر کروں۔ ہے بھگوان یہ بہانے کا مرنا کہیں سچ مچ کا مرنا نہ ہو جائے۔

نویلی۔ تجھے نہیں ہونے دونگی۔ میں خود ستی ہونگی۔

البیلی۔ تو ستی نہیں ہوگی۔ میں خود ستی ہونگی۔

نویلی۔ یہ میرا مالک تھا۔ (ٹانگ سے بھوبتی کو پکڑ لیتی ہے)

البیلی۔ یہ میرا مالک تھا (سر کی طرف سے بھوبتی کو کھینچتی ہے)

نویلی۔ اس کے ساتھ میں جلوں گی۔

البیلی۔ اس کے ساتھ میں جلوں گی۔

بھوبتی۔ ارے بچاؤ۔ بچاؤ۔ میں نہیں مرا۔ جیتا ہوں۔

نویلی۔ میں ستی ہونگی۔ (اپنی طرف کھینچتی ہے)

البیلی۔ میں ستی ہونگی (اپنی طرف کھینچتی ہے)

بھوبتی۔ ارے کون مرا ہے جس پر ستی ہوگی۔ میں زندہ ہوں اٹھ کھڑا ہو جاتا ہے

سہیلی۔ ارے یہ تو بھوت بن گیا۔

پہلا۔ سچ مچ مردہ پڑے پڑے ادھو گتی میں بھوت بن گیا۔

دوسرا۔ بھاگو۔ بھاگو۔ بھوت سے جان بچاؤ۔

نویلی۔ ڈنڈا لاؤ۔

پہلا۔ (ڈنڈا لیکر لگاتا ہے بھوبتی کو) یہی بھوت کا علاج ہے

بھوبتی۔ ارے کم بخت میں بھوت نہیں بھوبتی ہوں۔

پہلا۔ تم بھوتوں کے پتی ہو۔ تم ضرور پتی ہو۔

گانا

بھُوبتی۔ شادی کرے بھُوبتی تو پھر بھوت بنے کون؟

ادھ بھوت بنے کون۔ ابھُوت بنے کون؟

نویلی۔ میٹھا تو تو نے چاکھا اب کڑوا کون چاکھے۔
بھوپتی۔ دو بیویوں کے ہوتے بھگوان لاج راکھے۔
سب۔ بڈھے کی شادی خانہ بربادی۔
نویلی۔ یاد آئی نانی اب یاد آ گئی دادی۔
بھبو۔ ہائے اپا دھی پلے کیا باندھی۔
رہ گئی عزت آدھی۔
سب۔ معاف کرو راج بیر جی۔
بھبو۔ توہین ہے یہ راج بیر کی۔
نکلو پاجی میرے گھر سے۔ کر دیا گھوٹالہ
سب۔ پھر بڈھے ہو کے شادی کرنا۔ کبھی نہ لالہ۔ شادی۔

ایکٹ تیسرا سین پانچواں

نظارہ:۔ رن استھل

ارجن جیدرتھ کو نہ پا کر اور سورج کو غروب ہوا سمجھ کر چتا تیار کرتا ہے۔ اور اپنی دوسری پرتگیا یعنی چتا میں جلنے کو تیار ہوتا ہے

ارجن۔ وہ جلدی ہے آخری امید سورج کی آخری کرن کیساتھ جا رہی ہے میری پرتگیا ورتھا (فضول) جا رہی ہے۔ سورج غروب ہو رہا ہے اور جیدرتھ کے بدلے میرے دھرم بل کا حوصلہ مغلوب ہو رہا ہے۔

تقدیر چھپ گئی ہے نراشا کی گھٹا میں
گرمی میں نہیں جوش نہ شکتی ہے ہوا میں
سورج یہ آسماں کا نہیں است ہوا ہے
جیون کا حوصلہ یہ میرا الست ہوا ہے

ایک ایک ریکھا کو دیکھا۔ ایک ایک تنکے کو ہاتھ میں لے کر تولا ایک ایک کونے کو ٹٹولا۔ ایک ایک کو روشنی کو ڈھونڈ نکالا۔ ایک ایک مغرور کو موت کے منہ میں ڈالا۔ ہزاروں دھرتی پر سلادئے۔ لاکھوں جان سے مٹادئے مگر نہیں ملا تو وہ جیدرتھ وہ پاپی جیدرتھ جس کیلئے میرا گانڈیو دن بھر بھٹکتا رہا۔ جس کے انتقام کا کانٹا میرے دل میں کھٹکتا رہا۔ سے

اٹھو نکلو ہنسو تارو کوئی قسمت پہ روتا ہے
دکھاؤ تم چمک اپنی کہ سورج است ہوتا ہے
اسی کے ساتھ آشا کی یہ ساری دھوپ جائیگی
کہ سورج ڈوبتے جیون کی نیا ڈوب جائے گی

جا رہے ہو۔ سوریہ بھگوان تم اتنا رتھ لیکر پچھم گپھا میں اپنا منہ لٹکا رہے ہو۔ تم میری پرتگیا کے چندر کو بدنامی کے راہو (گرہن) کا شکار بنا رہے ہو۔ میری جیون آشا کی خاک اڑائے جا رہے ہو۔ بہت اچھا تم ڈوب جاؤ۔ شوق کے ساتھ ڈوب جاؤ۔ ڈوب جانا تمہارا دھرم ہے۔ تم نے دن کا وقت بھی نکالا اپنے دھرم کو پالا۔ اب ضرور اس ڈوب جانے کے دھرم کو بھی پالن کروگے۔ ہاں ضرور کروگے۔ تم نے ساگر کی شیتل اور مندپون میں آرام کرنے کو اپنا ارمان درست کرلیا۔ اب میں بھی سدا کی نیند میں آرام کرنے کے لئے اپنا سامان سنبھالتا ہوں۔ پہلی پرتگیا نشٹ ہوگئی۔ دوسری پرتگیا کو پالتا ہوں۔ ہا۔ میری پہلی پرتگیا کا سوریہ است ہوتے ہی وہ کائر شترو وہ ٹمٹمانے والے مدھم تارے نکلیں گے۔ دشمنوں کے گھر گھی کے چراغ جلیں گے۔

ے چتا کی آگ تو آجا میرے آغوشِ داماں میں
چھپا لے موت مجھ کو دامنِ شمشیرِ عریاں میں
تو ہی شعلوں سے اب اپنے مٹا دے میرے جیون کو
میرا اب منہ نہیں جو ڈوب جاؤں آبِ پیکاں میں

(چتا کو درست کرتا ہے)

کرشن۔ (داخل ہو کر) پارتھ۔ یہ کیا بکھیڑا کر رہے ہو؟

ارجن۔ بھگون چتا بنا رہا ہوں۔ اپنی آگ میں آپ ہی جلنے کا سامان لگا رہا ہوں۔ وہ دیکھو سوریہ کو گودی میں سلانے والی لال شفق سپشٹ (صاف) ہو گئی میری پرتگیا دن کی روشنی کے سمان نشٹ ہو گئی۔ سورج کا استھاچل میں پرویش کرنا صاف کہہ رہا ہے کہ جب اتنے بڑے پرکاش۔ سورج کے اتنے بڑے گولے کی اپار روشنی میں وہ جیدرتھ نہ مل سکا تو اب راتری کے ان ٹمٹماتے ہوئے چراغوں کی چھایا میں وہ کب مل سکتا ہے۔ ے

حوصلہ جینے کا اب نشٹ ہو گیا جاتا رہا
جو میرا کرتویہ تھا جب نا رہا جاتا رہا
اے میرے بچپن کے ساتھی اے میرے گھنشیام اب
سوریہ کیا ڈوبا ہوئی ہے زندگی کی شام اب

کرشن۔ ارجن تم بھی بڑے دل لگی باز ہو۔ اور ساتھ ہی جلد باز بھی ہو۔

ارجن۔ ہاں مجھے بہت جلدی اب یاترا کی تیاری کرنی ہے۔ ے

جل رہا ہے اب تو دل بجھنے کی آشا چھوڑ کر
سوکھ جاتا ہے مگر اچھا شگوفہ چھوڑ کر
بوند بھر پانی کی بھی آشا نہیں مجھ کو رہی
دیکھو دریا چل دیا ساحل کو پیاسا چھوڑ کر

کرشن۔ تمہارا دماغ کس الجھن میں پھنس گیا۔

ارجن۔ جب الجھن میں موت کا ہر ایک شکار پھنس جایا کرتا ہے۔ خونخوار بلی کی صورت کو دیکھ کر کبوتر اپنی آنکھیں موند لیا کرتا ہے جب حکیموں کی ساری حکمت ویدوں کی ساری حکپتا براہمنوں کی ساری پرارتھنا نشپھل ہو جاتی ہے تو مرنے والے کو موت کے سوا کوئی آسرا نظر نہیں آتا۔ آج اسی طرح پر میری آشا ہو رہی ہے جیون آشا پرانوں سے ہاتھ دھو رہی ہے ؎

جب کال ہی سلانے کو بیدار ہو چکا
جینے کا پرسیشرم ہی جو بیکار ہو چکا
اس کا علاج اور ہی کیا ہے چتا بغیر
پروانہ جس کی موت کا تیار ہو چکا

کرشن۔ تم یہ کیا کہہ رہے ہو۔؟

ارجن۔ یہی کہ یدی تم پانڈوں کے سچے ہتکاری رہے تو یاد رکھو اور دیکھو کوروں کا ناش ہونے تک یہ سنگرام جاری رہے میرے پیارے موہن دیکھنا یدھ کو بند نہ کر دینا۔ کہیں کوروں کی ڈھیٹے پتا کا ملیند نہ کر دینا تم دھرم کے سہائک ہو دھرم کی جیت کرانا۔ میری آتما کو کوروں کے خون کی جلانجلی دینا۔ پانڈو دبنے کا سماچار سنانا۔ ؎

بھاوی سے آہی یہ دھرم کا سامان ہو گیا
جب پتر میرا دھرم پہ بلیدان ہو گیا۔
میں کیوں نہ دھرم کے لئے پرانوں کی بھینٹ دوں
جل کر چتا میں کیوں نہ امنگیں سمیٹ لوں

(چتا میں جلنے کے لئے دوڑتا ہے)

کرشن۔ (روک کر) ٹھہرو۔ ٹھہرو کیا یونہی چلے جاؤ گے؟ جنم بھر کے ساتھی سے اتنی جلدی اتنی سنگدلی کیا ہے جدا ہو جاؤ گے۔ دو چار دل کی باتیں سن لو دو چار محبت کی باتیں سنا دو۔ ہمارے دل کو بھی کچھ دلاسا دو۔ ؎

ہم نے مانا ہو چکی نشچے جدائی آپ کی
پر ہمیں بھاتی نہیں ایسی رکھائی آپ کی

ارجن۔ دیکھو مدہوسودن۔ تمہارا دل تو بہت دکھے گا۔ پر تم تو دوسروں کو اپدیش کرنیوالے ہو اپنے دل کو سمجھانا۔ بھارت اس اپنے بال سکھا کا بہت غم نہ کھانا دیکھو ان کمل نینوں پر آنسوؤں کی شبنم نہ پڑ جائے۔ یہ سکھ سروپ کی کلی اس غم کی اوس سے نہ مرجھا جائے۔ ؎

میری تم یاد کو میری چتا میں ہی جلا دینا
میرے مرنے پہ اے میرے سکھا مجھکو بھلا دینا
میرے مرنیکا غم ہی کیا اک نہ اک دن مجھکو مرنا ہے
مگر تم یاد رکھنا کوروں کا ناش کرنا ہے

کرشن۔ تمہاری اس حالت کو دیکھ کر کون سنگدل ہے جسکو رلائی نہ آئے کسکی ممتا ایسی مر گئی کہ اپنے مِتر کی مرتیو پر دو چلو آنسو نہ بہائے۔

ارجن۔ میری اس حالت پر تو آنسو بہالو۔ پر تو میری موت پر آنسو نہ بہانا میرے بعد کہیں رونے کو ہی اپنا سکھا (دوست) نہ بنانا۔ ؎

مرنے کی فکر نہیں مجھکو ہے فکر کہ آپ کلیش نہ پائیں
یہ نین جو ہیں روپی ادرشٹی یہ جوت نہ کھو کر ہی مرجھائیں
ہمنوہن مکھ کملائے نہیں دو لشپ نہ ادھروں کے کملائیں
کہیں پریم بھری اس بنسری سے ارجن کے آپ نہ بین سنائیں

کرشن۔ تم تو ایسے کہہ رہے ہو۔ مانو ہمیشہ کیلئے جدا ہونے پر ہی کمر باندھ لی ہے

ارجن۔ تو اب دیر ہی کیا ہے۔ سورج ڈوب رہا ہے چتا تیار پڑی ہے اگنی پرگٹ (ظاہر) ہوا چاہتی ہے۔ پرتگیا کا بندھا ہوا چھتری کا جیون اپنانت کرنیکو تیار کھڑا ہے ؎

دو یہ آسیس کہ میں دھرم کو مہمان کروں
دو اجازت کہ میں بھوسندھ کو اب پار کروں

دل روائی کو نہ دو آد سمائی کر لو
آد اب بھینٹ کرو مجھ سے جدائی کر لو
(گلے سے لگتا)

دریودھن۔ (آگر خود سے) مل لو۔ اچھی طرح سے گلے لگ لو۔ ع
اب بھینٹ لو اس سے کہ گھنشیام یہی ہے
اس چھلیئے کی یاری میں تو آرام یہی ہے
اس کرشن کا دنیا میں تو بس کام یہی ہے
اور دشٹ کا سنسار میں انجام یہی ہے

ارجن۔ موہن تمہارے پردے سے پرے الگ نہیں کیا جاتا۔ جدائی کے ان کڑوے آنسوؤں کا گھونٹ نہیں پیا جاتا۔ مگر کیا کروں پرتگیا نشٹ ہو کر بھی نہیں جیا جاتا۔

دریودھن۔ ارے بیکے سمبندھیوں کو چھوڑ کر اس کپٹی کو دیکھ رہا ہے۔ چھل بھیس دھاری مرلی سے پریت بڑھاتا ہے۔ موت کے منہ میں پڑا ہے۔ پھر بھی اس سروناش کرنے والے دغاباز کا موہ بڑھائے جاتا ہے۔ ع
اس کپٹی نے تجھ کو آج کا یہ دن دکھایا ہے
اسی چھلیئے نے تیرے اس بھرے گھر کو لٹایا ہے
اسی نے ہی گھسیٹا اس وناش تک تجھ کو لایا ہے
اسی نے تیرے پیارے لال کو تجھ سے چھڑایا ہے
کیا سب کچھ نہیں لیکن پھر ابھی اس گوالے کا!
کیسے رہا تا ہے اب بھی موہ تو اس ذلیل کالے کا

ارجن۔ ارے دشمت ذرا چاری کپٹی تو اس گوالے کی عظیم الشان شخصیت کا کیا اندازہ لگا سکتا ہے۔ تیرے جیسے فریب بھرے دل کے دھتر پڑے کے وشواش کا پریم کیا رنگ لا سکتا ہے۔ ارے ویراگ اور دیکھ میں کوڑے تو اس کے آتم گیان کے امرت کا کیا مزہ جان سکتا ہے۔ اندھے کا اندھا تو گوالے کے بھیس میں پورن

پریم کو کیا پہچان سکتا ہے۔ جلی روٹی کے ٹکڑے کو کھا کر پیٹ کے درد سے چلانے والے جاکر اس درد سے پہلے آنکھوں کا علاج کر۔ ؎

جتنا ساپس لے پہلے جب تو دست یار تک پہنچے
جگر موتی سا چھدوا لے تب اسکے ہار تک پہنچے
چھدایا بنسری کا نے دل لبوں پر اس کے رہتی ہے
ہے دل کی صاف کشتی جو ندی کے دل پہ بہتی ہے

درلودھن۔ اس تک نہ پہنچا تو تیرا ستیاناس بھی نہ ہوتا۔ آج یوں چتا کا سامان تیرے پاس نہ ہوتا تو بنسری کی طرح دل کا نکمہ کھلا اور پھولا ہوکر اس کے لبوں تک پہنچا مگر اس نے اپنے نازک لبوں سے نہیں لیئے اپنی دانتوں سے تجھے کچا چبا لیا۔ سر سے پیر تک سارا کھا لیا۔ ؎

نہ جانے اور کس کس کو نہ پھونکے گا جلائے گا
نہ جانے اور تیرے گھر میں کیا کیا شر اٹھائے گا
جلا ڈالے گی تیرے ونش کو یہ ایسی جوالا ہے
نہیں کچھ رنگ کا کالا یہ ہردے کا بھی کالا ہے

ارجن۔ بند کر۔ مورکھ زبان کو بند کر۔ میں اپنے لئے تیری گالیاں سہہ لونگا پر تو اس کی شان کے خلاف ایک کالا اکشر نہیں سنونگا۔ ؎

تو پاپی ہے تجھے اس کی محبت کب گوارا ہے
تیری آنکھوں کا کانٹا ہے میری آنکھوں کا تارا ہے
ارے او نیچ کے اندھے ارے او عقل کے اندھے
ڈبوئے گا تیرا بیڑا مجھے تو اس نے تارا ہے

درلودھن۔ تو ہی اس کی صورت کی سیاہی لیکر اپنا منہ اور کالا بنالے جا اب چتا کی چنگاریوں کو لے کر اس کے منہ کی مالا بنالے۔ تجھ کو ہی اس ٹھگ کا پیار مبارک ہو تجھ کو ہی یہ دو دھاری تلوار مبارک ہو۔ میں اسکے کپٹ اور چھل کو خوب جانتا

نہ اب ہاتھ اٹھتا ہے۔ نہ قدم بڑھتا ہے۔ سے

اٹھاؤں ہاتھ کیا جکڑا ہے پر ان نے رسیاں ہوکر ٭ بنا ہے دست پا ہیں ہاتھ میں تیر و کماں ہوکر
قدم اٹھا دکھا دیتا مگر یہ پران بے بس ہیں ٭ بندھے ہیں میری پرتگیا میں یہ بیر بان بے بس ہیں

جیدرتھ۔ یہ بے بسی تو ضرور تھی۔

دریودھن۔ ہاں جو اس کپٹی گوالے کے ہاتھوں کا کٹھ پتلا بن گیا وہ بے بس نہ ہو تو کیا ہو
جس نے کپٹی میں یہ ناتہ ہو اس کو آتم گھات کا جس نہ ہو تو کیا ہو۔

جیدرتھ۔ مزہ تو جب تھا کہ اس بہروپیے نے بچایا ہوتا۔ پرتگیا کو پورن کرایا ہوتا۔

دریودھن۔ اب بہروپیے کا کپٹ جیسے دھیرے دھیرے اتر رہا ہے۔ کسوٹی پر ٹک کر
نقلی گلٹ اپنا اصلی روپ پرگٹ کر رہا ہے۔

جیدرتھ۔ بیچارے نے بہت دھوکہ کھایا ٭ دریودھن۔ ارجن نے ؟ جیدرتھ۔ ہاں
جناردھن کے بھگت ارجن نے ٭ دریودھن۔ دھانوں کے لئے تو بڑے بڑائی کرتے ہیں ارجن تھا

ارے دھوکے میں آئے تم بڑی تم بھول کر بیٹھے ٭ تمہیں تھا دیاج کا لالچ دیا تھا تم مول کر بیٹھے
دیا آندھی شرارت کی اگر گھر میں بلا لیتے ٭ چراغ زندگی اپنا نہ ہاتھوں سے بجھا لیتے

ارجن۔ پاپی کیوں ورتھا بکواد کر رہا ہے اس بکواس سے باز نہیں آئیگا۔ تو پچھتائے گا سے

تو بن کر بدزباں مجھکو برائی پر اٹھاوے گا ٭ تو خود پاپی ہے مجھکو بھی مگر پاپی بنادے گا
ابھی گانڈیو لیکر تیری چھاتی توڑ بیٹھوں گا ٭ میں اس حالت میں پرتگیا بھی اپنی توڑ بیٹھوں گا

جیدرتھ۔ ارے ہم تو تیری طرفداری جتا رہے ہیں۔ واستو میں یہ سب باتیں اس کو سنا رہے ہیں۔

دریودھن۔ ہاں اس کپٹی موہن کو جلا رہے ہیں۔ اسکو شرم دلا رہے ہیں۔ یہ تیرا بھگوان نراکار ہوتا تو
سچا ساکار نہ بن جاتا۔ وقت پر اپنے بھگت کے کام نہ آتا ؟ جیدرتھ۔ در حقیقت تیری حال جو تولیں
میں بیتی رہی ٭ دریودھن۔ فضول تیری زبان اسکا نام رٹتی رہی۔ سے

تیری کا جگتی کا تھا اس پر اثر کچھ بھی نہیں ٭ تم تو مرتے ہو مگر اسکو خبر کچھ بھی نہیں
چھل کا پتلا ہو رہی ہے پانچ کی ٭ نٹ ہے خالی ایشور تگڈیشور کچھ بھی نہیں

کرشن۔ خاموش۔ شریف ہو ٭ ارجن۔ مدھوسودن۔ میری پرتگیا پوری ہی ان کی

ہوں۔ آج سے نہیں برسوں سے پہچانتا ہوں۔ ؎

جہاں اس نے لگائی اس کے بھڑکا نیکو جا پہنچا
چتا میں آگ دینے کے لئے بھی دیکھ آ پہنچا!

(جیدرتھ کا گد گد داخل ہونا)

جیدرتھ۔ ؎ میرے جیون کا سورج دیکھ لے پچھم میں جا پہنچا
ذرا کھولے کر آنکھیں تیرا بیری بھی آ پہنچا

ارجن۔ کیا تو آ پہنچا؟

جیدرتھ۔ ہاں۔ کیا دیکھ رہا ہے۔ پرتگیا کو دیکھ رہا ہے یا جیون کو دیکھ سائیں کال ہو رہا ہے۔ سورج خود ڈوب کر تیری آشا کو بھی ننا کے ساگر میں ڈبو رہا ہے۔ تو جان سے ہاتھ دھو رہا ہے اور تیرا لنگوٹیا یار پاس کھڑا رو رہا ہے۔ ؎

دوسروں کی موت بن بن کر تجھے مرنا پڑا
بھیج کر بیٹے کو تجھ کو بھی سفر کرنا پڑا
ایسی ہوتی ہے دشا ایسوں کی ہی انوراگ میں
تجھ سے پاپی ہی جلا کرتے ہیں زندہ آگ میں

ارجن۔ ارے بے شرم کر موڑھ شرم سے ڈوب مر۔ گیدڑوں کی طرح دن بتا کر اب رات ہونے کی خوشی میں بڑبڑانے لگا۔ چمگادڑ کی طرح رات ہی کے اندھیرے میں پروں کو پھڑپھڑانے لگا۔

جیدرتھ۔ نہیں بلکہ رات کا چراغ بن کر پروانے کو جلانے لگا اب کیا دیکھتا ہے؟ کیا سوچتا ہے؟ کیا ڈھیل کرتا ہے! ؎

ہاتھ کیا اٹھتا نہیں ہے کیا قدم چلتا نہیں
بات کس کی دیکھتا ہے کس لئے چلتا نہیں

دریودھن۔ ہاں کیوں قدم بڑھتا نہیں کیوں آگ میں پڑتا نہیں؟

ارجن۔ قدم بھی اٹھتا، ہاتھ بھی اٹھتا۔ مگر کیا کروں مجبور ہوں، پرتگیا میں جکڑا ہوا

زبان پر تالے لگ جائینگی۔ انکی بدزبانی ہمیشہ کے ساتھ بھسم ہو جائیگی۔ ان بدکاروں کو منہ نہ لگاؤ۔

میں ابھیمنیو کا بدلہ اب چکاؤنگا وہیں جا کر ؛ ناگن ہے جو لگی دل میں بجھاؤنگا وہیں جا کر
داب پر نام وہ دیکھو کھڑا ہے کال ارجن کا ؛ وہیں جاتا ہے ارجن جس جگہ ہے کال ارجن
(چتا میں جلنا چاہتا ہے۔ کرشن کے اشارے پر سورج سے بادل کا ہٹ جا

کرشن۔ روک کر ارجن کو۔ ٹھہرو ارجن اس پرتگیا کو پورن کرنے میں دیر ہے۔ دیکھو پچھم کی طرف

نہیں ہے انت تیرا یہ کس کا کال آتا ہے ؛ وہ دا کر صاف ہوتا ہے وہ بادل چھٹا جا
جسے تم است سمجھے تھے وہ سورج لو چمکتا ہے ؛ یہ بادل آ گئے تھے جن کے نیچے سے سورج

جیدرتھ۔ گھبرا کر۔ ہائے دریودھن یہ کیا چمتکار ہو گیا؟

ارجن۔ کال مجھے چھوڑ کر اب تیری چھاتی پر سوار ہو گیا۔ ساکار نراکار ہو گیا تمہاری آنکھوں کا خار

کرشن چمتکار کا گلزار ہو گیا۔ کرشن اوتار کا پرکاش روپ آشکار ہو گیا۔ ۔

اونچ دیکھ رات میں چمکا دیا سورج ؛ بجاتے ہوئے پچھم کو بھی لوٹا دیا سورج
اگیان کے اندھکار میں دیپا دیا سورج ؛ اندھے تیرے دشواش کو دکھلا دیا سورج
بھگتوں کی لیوں کرتا ہے یہ امداد گھنشیام ؛ اب سانس ہیں یہ آخری کر یاد گھنشیام

(ارجن جیدرتھ کو پاشوپت بان سے مارتا ہے۔ دریودھن خوف کے مارے بھاگ جاتا ہے)

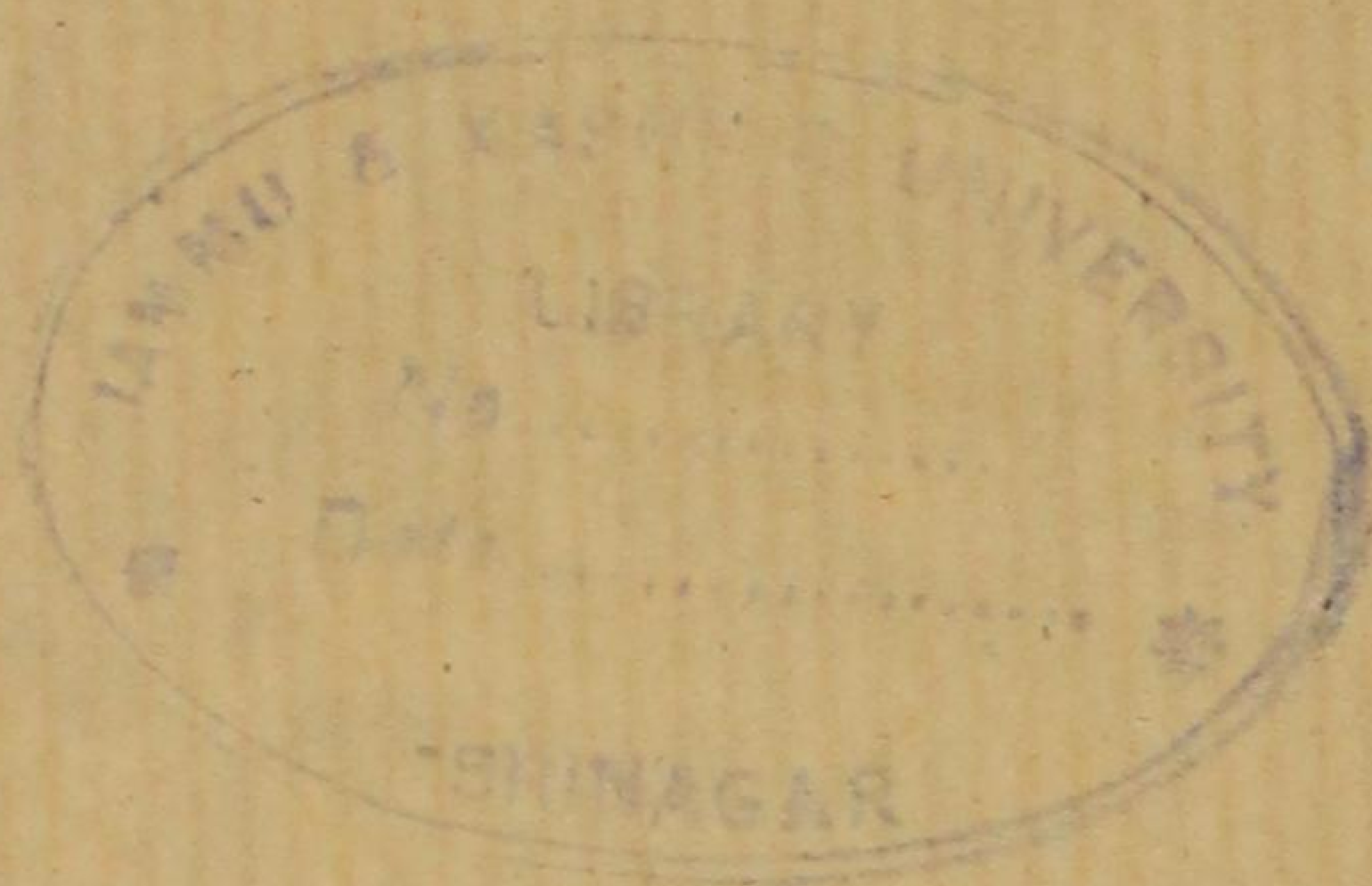
کرشن۔ یہ خون اسطرح سے پاپی کا ٹپکتی ہے گھمنڈ کا ؛ سر اسطرح ہوا میں ہے اڑتا گھمنڈ کا

(کرشن سدرشن چکر سے جیدرتھ کا سر اڑاتے ہیں)

ٹرانسفر۔ جیدرتھ کا باپ وردھ کھشتر تپیا کرتا ہوا دکھلائی دیتا ہے۔ وردھ کھشتر کا وچن تھا کہ جو کوئی بھی جیدرتھ کا سیس دھرتی پر گرائیگا اسکا سر بھی کٹ جائیگا وردھ کھشتر کی جھولی میں جا کر جیدرتھ کا سر پڑتا ہے۔ وہ گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ سر جھولی سے گر کر زمین پر جا پڑتا ہے۔ اور اس کے اپنے وچن کے مطابق ہی اس کا سر بھی کٹ جاتا ہے۔ کیونکہ سر اسی کی وجہ سے زمین پر گرتا ہے۔

پانڈوؤں کی سبھا

جیدرتھ کے مرنے پر سب خوشی کرتے ہیں۔ ناچ رنگ ہوتا ہے۔ ناچ کے [illegible]


JAMMU & KASHMIR UNIVERSITY
LIBRARY
SRINAGAR



